ریاض معلیٰ

جامع

معلیٰ

بار اول

التماس ضروری

[illegible] حضرت [illegible] قاضی محمد شریف الدین صاحب مد ظلہ العالی [illegible] الملکہ [illegible] فرخندہ فال کی نسبت اس قدر

تعارف مناسب خیال کیا جاتا ہے کہ آپ نسبی ہونے کے لحاظ سے حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمۃ استاذ السلاطین دکن کے حقیقی چچا اور روحانی توسل کے لحاظ سے حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمۃ کے مجاز [illegible] اور پیر بھائی ہوتے ہیں حضرت علی اور ان حضرات میں بلحاظ قرابت نسبی و روحانی کے اس قدر تعلقات تھے کہ ان ہر سہ حضرات کو ایک جان دو قالب کہنا بجا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دیباچہ میں جہاں کہیں حضرت علی کے رفقاء سفر کے نام درج ہیں وہاں حضرت قاضی صاحب نے اپنا اسم گرامی کسر نفسی سے نظر انداز فرمایا ہے اس لئے یہاں اُسکی توضیح کر دیگئی۔

بعض قصائد اور غزلیات بے وقت دستیاب ہونے سے بلا لحاظ سلسلہ ابجد درج کی گئیں اور حصہ اول و دوم کا صحت نامہ حصہ دوم کے آخر۔ دیباچہ اور حصہ سوم کا صحت نامہ حصہ سوم کے آخر درج کیا گیا ہے اس کے علاوہ سہو کتابت سے کوئی غلطی رہ گئی ہو تو ناظرین سے اُمید ہے کہ اس ہیچمدان کو معاف فرمائے صحت فرمالیجائے گی۔

حضرت مولانا سید شاہ حسین صاحب مدظلہ سجادہ نشین روضۂ حضرت ۔ نے قطعۂ تاریخ اور عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ سرکشن پرشاد یمین السلطنت بہادر شادؔ پیشکار و سابق وزیر اعظم دولت آصفیہ دام اقبالہ نے بہ لحاظ عقیدت حضرت علی تعریظ اور جناب نواب فصاحت جنگ جلیلؔ استاد شہریار دکن اور جناب حکیم عاشق حسین صاحب تفؔ وغیرہم نے جو قطعات تاریخ روانہ فرمائے اس کا بدل مشکور ہوں۔

میں اپنے بھائی مظہر الدین احمد صاحب کا ممنون احسان ہوں کہ بھائی صاحب نے مصروفیت کار سرکاری و مشغولیت امتحان جو ڈپٹی امتحان بی اے کلاس کے باوجود نقل کلام اور تصحیح طبع میں میری کافی مدد فرمائی۔ اسیطرح بالخصوص اپنے قابل قدر دوست جناب مرزا حسینی بیگ صاحب منشی فاضل اور مولوی سید حبیب اللہ صاحب علمی کا رہین منت ہوں کہ ان احباب نے اپنا قیمتی وقت اس مبارک کام کی تکمیل میں بخلوص دل صرف فرمایا۔ آخر میں دعا ہے کہ اس مبارک کام میں جن جن حضرات نے حصہ لیا ہے خداوند کریم ان کو دارین میں شاد کام رکھے اور سب کے طفیل میں باستقامت باطن جملہ بھائیوں کے ساتھ اس ناچیز کا خاتمہ بخیر فرمائے۔

محمد ریاض الدین علی صبیہ خلف حضرت علی

[illegible] ذیحجۃ الحرام سنہ ۱۳[illegible]

ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحرا

مجموعۂ کلام عالیہ اردو مصنفہ قبلہ گاہم حضرت مولانا مولوی حاجی محمد مظفر الدین صاحب معلی حیدرآبادی علیہ الرحمة سابق مددگار ناظم ٹپہ خانہ جات دولت آصفیہ

موسوم بہ

ریاض معلی

۱۳۴۲ھ

حصہ اول

(۱) دیباچہ (۲) قصائد

مرتبۂ خاکسار محمد رضی الدین علی ریاض حیدرآبادی عفی اللہ عنہ
صیغہ دار صدارت العالیہ سرکار عالی فرزند حضرت مصنف علیہ الرحمہ

عماد پریس واقع چھتہ بازار حیدرآباد دکن طبع شد

۵۰۰ طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

الٰہی آنکہ نامش را بنامِ خویش ضم کردی
مرا سویش نمودی رہ چہا من کرم کردی

انتساب | شیخ الاسلام دکن حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ استاذ سلاطین آصفیہ و صدر الصدور و معین المہام امور مذہبی دولتِ آصفیہ جنکا نامِ مبارک الحافظ الحاج مولانا مولوی محمد انوار اللہ نور اللہ مرقدہٗ اور تخلص انور ہے گو بالطبع شاعر نہ تھے مگر شاعری سے اتنا ذوق و اعتناء ضرور تھا کہ کبھی کبھی حضرت امامِ غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح حکیم عمر خیام کے رنگ میں رباعیات و غزلیں موزوں فرمالیا کرتے تھے حضرتِ معلی مرحوم کو آپ سے بہ لحاظ نسبت روحانی توسل ہونیکے علاوہ باہم قرابت قریبہ بھی تھی اِس لئے مناسب سمجھا گیا کہ دیباچہ سے پہلے اِن دو بزرگواروں کے صوری و معنوی تعلق و وجہ انتساب کے اظہار کی غرض سے عنوان کا شعر جو حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ کے جذباتِ معارف کا نمونہ اور حمد و نعت کا بہترین مجموعہ ہے تبرکاً زیبِ دیباچہ کیا جائے ۔

ولادت و حالاتِ خاندانی | مولوی حاجی محمد مظفر الدین مرحوم المتخلص معلّی ذیقعدہ ۱۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے آپ کا وطن احمد پور ضلع بیدر عرف چھوٹا بازار ہے آپ میانہ قد۔ گندم رنگ کشادہ پیشانی و کشادہ ابرو بلند بینی میش چشم تھے۔ ریش دراز و درست سفید سیدھی ابرو کے گوشہ پر ایک سیاہ مسہ بھی تھا۔ چہرہ سے تبحر علمی متانت اسلامی شوکت و دقتِ نظر کے آثار نمایاں تھے آپ کا سلسلۂ نسب (اکتیس) واسطوں سے حضرت خواجہ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے اور حضرت خواجہ صاحب (تئیسویں) پشت میں حضرت خلیفہ اول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہوتے ہیں آپ کے مورثِ اعلےٰ

مولوی محمد عبدالقادر صاحب مرحوم شہنشاہِ اورنگ زیب عالمگیر کے ہمراہ دکن آئے ۔ عالمگیر
جس طرح علم و فضل کا نقاد و جوہر شناس عالم تھا اُسی طرح شرفا نواز بادشاہ بھی تھا مولوی
محمد عبدالقادر صاحب حوصوف کے علم و فضل زہد و ورع پر عالمگیر کو کامل بھروسہ تھا اس لئے دکن پر
قابض ہو کر مولانا کو مختلف خدماتِ شرعیہ قضاۃ احتساب ۔ افتاء پر مامور کر کے لعبائے خدمات
منصب و جاگیر سے بھی ممتاز فرمایا رفتہ رفتہ افرادِ خاندان کی توفیر زیادت کے باعث جاگیر و مناصب
منقسم ہو گئے چنانچہ آج تک بھی حضرت معلی کے چاروں فرزند اگرچہ مقدار قلیل سے بعض جاگیر سے
مستفید ہو رہے ہیں حضرت معلی کے جد فاسد مولوی غلام محی الدین صاحب مرحوم نواب ناصر الدولہ
غفران منزل کی ہمشیرہ شہزادی کمال النسا بیگم و محل حضرت غفران منزل روشن بی صاحبہ فیض النسا بیگم
کے اُستاد تھے اسیطرح بانشاء کفر اہلوا آصف جاہِ ثانی نواب میر نظام علیخاں بہادر غفران مآب مرہٹوں کی
لڑائی میں حضرت معلی کے والد کے پھوپھا شہید ہو جانے سے ان کی بیوہ حرم محترمہ بادشاہ بیگم صاحبہ
کو جو حضرتِ معلی کے دادا محمد بہاؤ الدین صاحب کی حقیقی ہمشیرہ تھیں حضرت غفران مآب نے
اپنی دختر شہزادی نجم النسا بیگم صاحبہ کی تعلیم کے لئے مقرر فرمایا حضرتِ معلی کو ننھیال کی طرف سے
حضرت ابو الفتح محمد شمس الدین عرف ملتانی بادشاہ قدس سرہٗ سے بھی (جنکا مزار مبارک اسوقت
بیدر شریف میں زیارت گدۂ خاص و عام ہے) رشتۂ قرابت حاصل ہے ۔

تعلیم و تربیت حضرتِ معلی مرحوم چونکہ ایک ذی علم خاندان کے چشم و چراغ تھے اس لئے
ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے والد بزرگوار مولوی محمد معین الدین صاحب صدیقی مرحوم سے
پائی جب علم کے شوق نے کشاں کشاں بلدۂ حیدرآباد پہنچا دیا تو اولاً آپ نے مولوی محمد یعقوب
مرحوم حیدرآبادی سے چند کتابیں پڑھیں اس کے بعد چونکہ ان دنوں دکن میں علامۂ زمانہ
حضرت مولانا مولوی ابو رجا محمد زماں خاں شہید علیہ الرحمہ استاد سلاطین دکن مغفرت مکان نواب
افضل الدولہ آصف جاہ خامس و حضور پر نور نواب میر محبوب علیخاں آصف جاہ سادس غفران مکان کا حلقۂ
تدریس بہت وسیع تھا جس میں طلبہ جوق جوق آکے مستفیض ہوتے تھے حضرت معلی مرحوم نے

علامہ کے دار العلم میں شریک ہو کر عربی کی تکمیل کی اور دیگر علوم مروجہ کا درس بھی اُسی دار العلم میں ختم فرمایا تا آنکہ آپ حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کے رشید شاگردوں میں شمار کیے جانے لگے چنانچہ حضرت شہید علیہ الرحمہ اور ان کے بھائی کی سوانح حیات مسیح وغیرہ میں جابجا حضرت مرحوم کے شاگرد رشید ہونے اور علم و فضل کے متعلق ذکر آیا ہے حضرت معلی مرحوم کے ہم سبق اور اُستاد بھائیوں کی مختصر فہرست یہاں درج کی جاتی ہے جو صفحہ ۲۵۴ حیات مسیح سے نقل کی گئی ہے۔

(۱) نواب میر محبوب علیخاں غفران مکاں سلطان دکن (۲) مولوی شیخ احمد صاحب المخاطب نواب رفعت یار جنگ بہادر مرحوم (۳) مولوی محمد صدیق صاحب المخاطب نواب عماد جنگ بہادر مرحوم ہوم سکرٹری (۴) مولوی عبد السلام خلف صاحب المخاطب نواب مقتدر الدولہ بہادر مرحوم صوبہ دار اورنگ آباد (۵) بہاؤ الدین خاں صاحب المخاطب نواب بشیر نواز جنگ بہادر مرحوم صوبہ دار دولت آصفیہ (۶) مولانا مولوی مسیح الزماں خاں علیہ الرحمہ استاد حضرت غفراں مکان (۷) مولوی محمد شاہ صاحب مترجم خیر المواعظ (۸) مولوی عبد الرحمن صاحب یاد مرحوم (۹) مولوی عبد الرحیم صاحب ضیا مرحوم (۱۰) مولوی غوث الدین صاحب مہاجر مرحوم (۱۱) مولوی محمد حنیف صاحب نقشے حیدر آبادی (۱۲) مولوی بدیع الدین صاحب بھوکری (۱۳) مولوی سید ابوتراب صاحب مرحوم (۱۴) مولوی سید یعقوب صاحب حسینی مرحوم (۱۵) مولوی سید عبد اللہ صاحب مرحوم (۱۶) مولوی عبد الرحیم صاحب (۱۷) مولوی غلام سید الانام صاحب وغیرہم۔

ملازمت و خدمات اعزازی حضرت معلی مرحوم فارغ التحصیل ہوتے ہی سررشتہ مال میں ملازم ہوگئے۔ دیانت و راستبازی چونکہ آپ کا نصب العین

تھا اِس لئے چند ہی روز میں آپ کے خدمات عام طور پر پسندیدہ اور مستحسن سمجھے جانے لگے
آپ کی دیانت اور جفاکشی کی شہرت نے نواب مختار الملک بہادر جیسے مدبر وزیر اعظم
کو بھی اپنا گرویدہ بنالیا چونکہ ضلع بندی سے پہلے سررشتہ ٹپہ کا انتظام باقاعدہ اصول پر
نہ تھا اور عام طور پر بد نظمی پھیلی ہوئی تھی جس سے نہ صرف ٹپہ کی روانگی میں رکاوٹ پیدا
ہوتی تھی بلکہ طرح طرح کی مشکلات حائل تھیں اِس لئے ضرورت تھی کہ اِن نقائص کو
دور کرنے کیلئے حضرتِ معلٰی مرحوم جیسی روشن دماغ اور غیر معمولی ذہانت والی ہستی کا
انتخاب کیا جائے چنانچہ نواب صاحب ممدوح نے سررشتۂ ٹپہ کا انتظام آپ کے سپرد فرمادیا
اور آپ نے ممالک محروسہ کا دورہ کر کے جابجا ناکہ جات قائم کئے اور ٹپہ کے عبور و مرور کا
بہترین انتظام کیا اور سررشتۂ ٹپہ کی پیش آیند ضروریات کو مدنظر رکھ کے ایک باضابطہ
دستور العمل بھی مرتب فرمایا بالآخر صدر مددگار ناظم ٹپہ خانجات ممالک محروسہ سرکار عالی
یعنی (ڈپٹی انسپکٹر جنرل پوسٹ آفس) کی خدمت سے وظیفہ پر سبکدوشی
حاصل فرمائی۔

وظیفہ پر علٰحدہ ہونے کے بعد بھی خدمات اعزازی حیثیت سے آپ کے تفویض رہیں
آپ نے ناظمِ حجاج کی اعزازی خدمت بھی انجام دی اور دائرۃ المعارف النظامیہ کے
معتمد رہنے کے علاوہ تاحیات اِس کے رکن انتظامی بھی رہے مشہور مدرسۂ نظامیہ
یعنی مدرسہ جس کا افتتاحی اجلاس آپ کے دیوان خانہ میں ہوا تاریخ قیام سے
اُس کے معتمد اعزازی رہے اور تا دمِ زیست اُس کی ترقی صلاح و بہبود میں آپ
ہمہ تن کوشاں رہے۔ نیز مدرسۂ محبوبیہ (شاہ علی بنڈہ) کی معتمدی اور علامہ شہید رح
کے عرس وغیرہ کا جملہ انتظام شاگرد رشید ہونے اور دیرینہ تعلق کے لحاظ سے ایک مدت
دراز تک آپ کے زیر نگرانی رہا۔

تعمیر حجاز ریلوے کے زمانے میں آپ نے فراہمی چندہ میں نہ صرف نمایاں سعی

فرمائی بلکہ خود بھی ایک معتدبہ رقم چندہ میں دی اِس سعی و ایثار کے صلہ میں کمیٹی حجاز ریلوے نے سلطانی تمغا بھی عطا فرمایا تھا اِس کے علاوہ آپ جس محلہ میں مقیم تھے وہاں کے میر محلہ کی خدمت بھی ایک مدت تک آپ ہی سے متعلق رہی پیرانہ سالی اور مرضِ فالج واقع ہو جانے سے آپ نے اِس خدمت کو اپنے بھائی مولوی محمد سعدالدین صاحب وظیفہ یاب سرکار عالی کے سپرد کروا دی چنانچہ اس وقت تک بھی سعدالدین صاحب اِس خدمت کو انجام دے رہے ہیں

حالات معاشرت حضرتِ معلی مرحوم نہایت باخدا خلیق مزاج حلیم الطبع ذی مروت علم دوست بزرگ تھے ہمیشہ بلالحاظ موسم نماز تہجد کے لئے دو بجے بیدار ہو جاتے بعد نماز تہجد و فراغ ذکر و شغل اگر طبیعت راہ دے تو شعر و سخن کی تصنیف فرماتے۔ اِس کے بعد اگر کچھ وقت مِل جائے تو بہ لحاظ حفظ ماتقدم و عدم ہرج کار سرکاری آرام فرمایا کرتے اور پھر نماز فجر کے لئے بیدار ہو جاتے تھے فجر کی نماز پڑھ کر اشراق تک اوراد و وظائف و تلاوتِ قرآن مجید کا حسب عادت مشغلہ رہتا تھا یہ نظام العمل ابتدائی زمانے میں رہا جب حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ سے آپ مشرف ہو چکے تو شب بیداری آپ کے روزانہ مشاغل میں داخل ہو چکی تھی رات کا نصف سے زیادہ حصہ اکثر حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ کی فیض بخش صحبت میں گزرتا تھا اِس کے بعد پچھلی کے وقت آپ اپنے گھر واپس ہوتے تھے۔ کیسی ہی بارش ہو مگر آپ حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمۃ کی قیام گاہ پر بپابندی تشریف لے جاتے تھے حتی کہ طغیانی رود موسیٰ کے وقت گو پلوں کی حالت مخدوش تھی مگر آپ معمول کے موافق گئے اور واپس ہوئے

آپ کا دسترخوان افراط و تفریط سے بری اور نہایت وسیع تھا آپ کا دیوانخانہ دن رات مختلف علم و کمال کے لوگوں کے لئے ایک اچھا خاصا ضیافت کدہ تھا آپ میں خدا ترسی بدرجہ اتم موجود تھی دوشنبہ اور پنجشنبہ کو ہمیشہ روزہ رکھتے۔ پہلے پہلے ہفتہ میں دو دفعہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کو آپ کی قیام گاہ میں ایک مجلس

مختص شرکاء کے ساتھ منعقد ہوا کرتی جس میں آپ کے پیر حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ شریک رہتے - مثنوی مولانا روم اور عوارف المعارف کے جستہ جستہ مقامات کا درس ہوا کرتا جس میں حقائق و معارف کے دقیق نکات و رموز کی توضیح و تشریح ہوا کرتی تھی اس کے بعد اس مبارک صحبت کا قیام روزانہ حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ کے دولتکدہ پر رہا جس میں حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کی تصانیف فصوص الحکم فتوحاتِ مکیہ وغیرہ کا مذاکرہ جاری رہا کرتا تھا -

حضرت معلی کی ازواج و اولاد

آپ کی تین بیویاں تھیں جن میں سے دو لاولد فوت ہوئیں صرف ایک بیوی جو اس وقت موجود اور حضرت شیخ سلطان الدین شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی آل سے ہیں (جن کا مزار مبارک کڑپہ کرنول علاقہ مدراس میں اسوقت زیارت کدۂ خاص و عام ہے) صرف اُن کے بطن سے چار لڑکے اور دو لڑکیاں موجود ہیں - آپ کی بڑی لڑکی مظہر النساء قاضی محمد سعید الدین صاحب قاضی آشٹی و نیواسہ تعلقہ احمد نگر سے اور چھوٹی لڑکی وحید النساء جاگیردار مولوی غلام دستگیر صاحب مفتی احمد پور سے جو حضرت معلی کے برادرزادہ ہیں بیاہی گئیں -

آپ کے بڑے فرزند حاجی محمد احتشام الدین صاحب تجلّی معمر (۵۰) سالہ مہاراجہ سیر یمین السلطنت بہادر کے علاقہ میں سررشتہ دار عدالت تھے جو اسوقت وظیفہ حُسن خدمت پا رہے ہیں اوائلِ سن شعور میں آپ کو بھی شعر و سخن کا اچھا مذاق رہا ہے یہاں چند شعر آپ کے طبعزاد نقل کئے جاتے ہیں -

کیا بھروسہ ہیں رفاقت کا کروں یاروں پر | قیس جنگل میں ہے فرہاد ہے کہساروں پر
زار ہوں بام مکاں پر ترے چڑھ جاؤں گا | سایہ جس طرح سے چڑھ جاتا ہے دیواروں پر
ہے تجلی تری قسمت کا ستارا روشن | ہے جو وہ خالِ سیہ چاند سے رخساروں پر

حضرت معلی کے منجھلے فرزند محمد مجاہد الدین صاحب مجاہد جنکی عمر اس وقت ۴۸ سالہ ہے ایک مدت تک مہاراجہ سر یمین السلطنت بہادر کے مہتمم کتبخانہ رہ چکے اور اب سررشتۂ ٹپہ میں ملازم ہیں لڑکپن سے شعر کہتے ہیں اور اس وقت صاحبِ دیوان ہیں ابتدائے شاعری سے اب تک اُن کا کلام فراہم و طبع کرایا جائے تو کم ازکم فارسی اور اُردو میں ایک ایک ضخیم دیوان ہوگا کلام باعتبار زبان رنگ تغزل اچھی کیفیت رکھتا ہے چند شعر ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ ان کو تاریخ گوئی میں بھی خاص ملکہ حاصل ہے۔

سوئے کعبہ یا کلیسا میروی | دل چو بر جا نیست بے جا میروی

دلِ محزوں بکوئے عشق افتادہ است | مدد اے خضر رہبر وقت داد است

بحالِ خویش مجاہد خبر نمی دارم | چہ ابتدائے نست و چہ انتہائے نست

افسوس ہم آنسو کی طرح دیدۂ ترسے | اٹھے نہ کبھی گر کے حسینوں کی نظر سے

زیر زمیں رہے نہ سر آسماں رہے | آفت رسیدہ تیرے نہ جانے کہاں رہے

وعدہ کے ساتھ وعدہ کا ایفا ضرور ہے | دمی ہے اگر زبان تو پاسِ زباں رہے

تڑپ بجلی نے سیکھی ہے ہمارے قلب مضطر سے | برستا ابر باراں نے اڑایا دیدہ تر سے

حضرت معلی کے سنجھلے فرزند محمد رضوان الدین عرف محمد عبدالجامع صاحب رضوان معمر ۴۲ سال اس وقت سررشتۂ ٹپہ میں ملازم ہیں انہیں بھی پہلے پہلے شعر و سخن کا ذوق رہا ہے۔ محبوب الکلام کے ابتدائی پرچوں اور دیگر اس زمانہ کے مشاعرہ گلدستوں میں رضوان کی غزلیں ملیں گی تلاش زبان مضمون آفرینی کے اعتبار سے کلام میں خاص کیفیت پائی جاتی ہے۔ چند شعر یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

مجھکو حیرت ہے کہ دم جسم سے کیونکر نکلا | نہ کمر سے ابھی اُس شوخ کے خنجر نکلا

بر نہ کوئی ترے قامت کے برابر نکلا | طوبیٔ فردوس میں گلشن میں صنوبر نکلا

سوالِ وصل پہ کہتے ہو بار بار نہیں | نہیں نہیں کے سوا اور کچھ نہیں آتا

حضرتِ معلی کے چھوٹے فرزند محمد ریاض الدین علی خاں صاحب ریاض معمر ۳۰ سال اسوقت محکمۂ صدارت العالیہ سرکارِ عالی میں ملازم ہیں (۱۶) سال کی عمر سے انھوں نے شعر کہنا شروع کیا ۔ زمانہ حال کے اعتبار سے قومی نظمیں بھی متعدد کہی ہیں ۔

غرض عمر کے لحاظ سے اِس قلیل مدت میں بھی اِن کا کلام اس قدر موجود ہے کہ ایک کافی حجم کا دیوان نکل سکے کلام میں سوز و گداز کے علاوہ ایک قسم کی جدت اور آمد کا پتہ چلتا ہے ۔ چند شعر نمونتاً یہاں نقل کئے جاتے ہیں ۔

الفتِ احمدِ بے میم سے ایماں میرا
مطلعِ حسن کی تفسیر ہے دیواں میرا

مرے دل کی کشش نے کیا دکھایا ہے اثر دیکھو
انہیں دیکھو یہ آدھی رات دیکھو میرا گھر دیکھو

دیر پر اپنی نظر ہے نہ حرم دیکھتے ہیں
آنکھ جس نے ہمیں دی ہے اُسے ہم دیکھتے ہیں

میں کس منہ سے کہوں بیتابئ دل کا جو عالم ہے
ترا ملکر نہ ملنا ہائے کیا شادی نما غم ہے

ہم دستِ بدل اس لئے پامالِ جہاں تھے
ہر شکل میں اُس صورتِ اصلی کے نشاں تھے

اسبابِ جہاں معدنِ اسرارِ جہاں تھے
وہ اپنی حقیقت ہی کے پردوں میں نہاں تھے

سب کہنے کی باتیں ہیں یہاں تھے نہ وہاں تھے
وہ اپنی ہی نظروں میں نہاں اور عیاں تھے

اب ہم کو محبت میں یہ تحقیق ہوئی ہے
تصدیقِ یقیں کیلئے سب وہم و گماں تھے

یہی دید عشق میں عید ہے مجھے دیکھ پردۂ راز میں
ہیں وہ عینِ صورتِ ناز ہوں جو چھپی ہے شکلِ نیاز میں

فاش ہو کر راز میں رہنا عجب انداز ہے
بے حجابانہ ادا بھی پردہ دارِ راز ہے

جائیں آئیں نہ کہیں گوشہ نشیں بنکے رہیں
آمد و رفتِ نفس کا ہے تقاضا ہم سے

کچھ اندازہ کریں گے اہلِ دل اہلِ نظر میرا
میں کہہ سکتا نہیں کیا چیز ہے دردِ جگر میرا

جیتا ہوں یوں کہ موت کا نقشا نظر میں ہے
نقشائے زندگی معلی نظر میں ہے

دل میں ترا خیال رکھتا ہوں
دولتِ لازوال رکھتا ہوں

کیفیت ادراک کو نفرت ہے بیاں سے
اب لطفِ خموشی ہمیں حاصل ہے زباں سے

زیارتِ حرمین شریفین و دیگر مقاماتِ مقدسہ

حضرتِ معلیٰ مرحوم نے اپنے شیخ کی معیت میں تین مرتبہ حج بیت اللہ اور چار دفعہ مدینہ منورہ کی زیارت سے شرف حاصل کیا ہے چنانچہ ایک قصیدہ میں آپ نے اس کا اعادہ فرمایا ہے۔

کوئی مرض نہ کسی دن کبھی بخار آیا ✣ اگرچہ بندہ مدینہ کو چار بار آیا

پہلی دفعہ سنہ ۱۲۹۵ھ میں جب آپ فریضۂ حج اور زیارتِ شریف کے لئے راہی حرمین شریفین ہوئے تو اسوقت کے رفقاء سفر کی فہرست یہ ہے۔

(۱) حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ رح (۲) حاجی عبدالصمد صاحب (۳) حضرت مولانا مولوی حافظ شجاع الدین صاحب رح (۴) مولوی غوث الدین صاحب (۵) حافظ جمال الدین صاحب قاضی وڑکی (۶) بہاء الدین صاحب محتسب قندھار مع محل یعنی محبوب بیگم صاحبہ (۷) محل غلام محی الدین صاحب برادر حضرتِ معلیٰ یعنی یٰسین بی صاحبہ (۸) محمد اکبر صاحب (۹) محمد وزیر صاحب (۱۰) مولوی شجاعت علی صاحب رکن پائیگاہ خورشید جاہ مرحوم۔

سنہ ۱۳۰۱ھ میں جب دوسرے حج کی غرض سے آپ نے ارادہ فرمایا تو آپ کے جو رفقاء سفر تھے وہ یہ ہیں۔

(۱) محمد امیرالدین صاحب پونیری (۲) مولوی امیرالدین صاحب بیدری (۳) قاضی محمد شرف صاحب قاضی میدک (۴) فضل محمد خاں وغیرہ۔

ان کے علاوہ حج اور عرفات پر جو رفقاء رہے ہیں یہ ہیں۔

(۱) غلام نبی صاحب بالکنڈوی (۲) مولوی عبدالقادر صاحب (۳) حضرت چندہ شاہ صاحب رح (۴) ملا عبدالقیوم صاحب مرحوم (۵) امیرالدین صاحب مع محل مریم بی صاحبہ (۶) احمد محی الدین صاحب معہ خاندان (۷) نجیبہ بیگم صاحبہ دختر امیرالدین صاحب (۸) سید یوسف صاحب (۹) سید محمد صاحب کوچک معہ فرزند (۱۰) محمد درویش خادم فیروز یار جنگ مرحوم و پسی حج کے رفقاء کے اسمائے گرامی یہ ہیں (۱) حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ رح مع محل (۲) مولوی محمد امراللہ صاحب

مع والدہ صاحبہ وخالہ صاحبہ (۳) مولوی میر عبداللطیف صاحب مرحوم (۴) مولوی میر عبدالقدیر صاحب سلمہ

(۵) حکیم وزیر علی صاحب (۶) سید علیصاحب فرزند وزیر علیصاحب (۷) لطیف علی صاحب (۸)

احمد علی صاحب (۹) والدۂ ولایت علیصاحب (۱۰) شہاب الدین صاحب معہ محل نسیم اللہ بی صاحبہ

(۱۱) سالار علیصاحب (۱۲) سید عبداللہ حسینی مرحوم اختر معہ خالہ و فرزند سید اعظم اللہ حسینی صاحب

اطہر (۱۳) مولوی سید ابراہیم صاحب مرحوم قاضی حج باگرہ (۱۴) نواب فیروز یار جنگ مرحوم مع والدہ

و محل امۃ اللہ بی صاحبہ (۱۵) دختر معزز یار جنگ یعنی لاڈلی بی صاحبہ معہ دو فرزند خردسال

اکرام الدین و فرید الدین (۱۶) حافظ غلام حسین صاحب حاجی لعل محمد وغیرہ -

اسی مبارک سفر میں حضرت زرد علیشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال مکہ معظمہ میں ہوا -

حضرت معلی اور ہم دیگر رفقائے سفر نماز جنازہ اور دفن میں شریک رہے -

سنہ ۱۳۰۵ھ میں تیسرے حج کی غرض سے جب حضرت معلی عازم بیت اللہ شریف ہوئے تو رخصت نہ مل سکی مگر ملازمت کی پرواہ نہ کرکے توکل علی اللہ پابہ رکاب ہوگئے حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمۃ جب حضرت غفران مکان علیہ الرحمہ سے اجازت حاصل کرنے ایوان شاہی میں حاضر ہوئے تو دوران تقریر میں حضرت غفران مکان نے اجازت عطا فرماتے ہوئے حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ سے فرمایا کہ آپ کے ساتھ معلی صاحب بھی ضرور جائیں گے اس پر مولانا نے عرض کیا کہ معلی صاحب کو نظامت ٹپہ سے رخصت ملنے میں دریغ ہو رہا ہے لیکن وہ اپنے غایت شوق میں مضطرب اور بلا منظوری رخصت چلنے پر تیار ہیں۔ حضرت غفران مکان نے تعجب کے لہجہ میں فرمایا کہ کیا ناظم ٹپہ مسلمان نہیں ہیں مولوی صاحب کو ضرور رخصت ملنی چاہیے اس کے ساتھ ہی فرمان شرف صدور لایا کہ معلی صاحب کو دو سال کی رخصت مع تنخواہ دی جائے۔ غرض حضرت معلی حج بیت اللہ اور زیارت شریف سے فارغ ہو کر جزیرۃ العرب اور دیگر مقامات مقدسہ کی دید سے سعادت حاصل کی اور جابجا بزرگان دین و صوفیائے کرام کی صحبت سے استفاضہ کیا۔ اس سفر میں جو رفیق سفر رہے ہیں اُن کے نام یہ ہیں -

(۱) حضرت شاہ غلام علی صاحب قبلہ قدس سرہٗ قاضی قندھار (۲) حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ صاحبؒ مع والدہ صاحبہ و ہمشیرہ سکندر بی صاحبہ و سید علی ہمشیرزادہ (۳) عبد الصمد خادم حضرت غلام علی صاحب قبلہ مع دولہ شاہ دیوڑھی زیر شریف خادم (۴) مولوی میر عبد اللطیف صاحب مرحوم مع محل و دختر (۵) میر عبد المجید صاحب مرحوم (٦) لطیف الدین عرف چاند میاں صاحب سلمہٗ (۷) یٰسین بادشاہ صاحب (۸) مولوی محمد شاہ صاحب مرحوم (۹) امیر الدین صاحب متوسل مع محل احمد بی صاحبہ (۱۰) کریم الدین صاحب عین الحسین نعیم الدین صاحب اکرام الدین صاحب فرزندان امیر الدین صاحب — (۱۱) محمد رفیع الدین صاحب تعلیم یافتہ مرحوم -

چونکہ حضرت معلی کی واپسی اس سفر میں قافلہ سے جداگانہ ہوئی اس لئے آپ کے ہمراہ صرف آپ کے متعلقین تھے جنکے نام یہ ہیں
(۱) ہر دو محل حضرت معلی مرحوم مراد بی صاحبہ و لیاقت بی صاحبہ (۲) حاجی محمد احتشام الدین صاحب محمد مجاہد الدین صاحب و محمد عبد الجامع صاحب فرزندان حضرت معلی (۳) حضرت معلی کی دو لڑکیاں مظہر النساء و حمید النساء (۴) حاجی محمد فصیح الدین صاحب برادر نسبتی حضرت معلی مع والدۂ خود جمال بی صاحبہ و برادر محمد رضی الدین صاحب -

اس کے علاوہ ہندوستان وغیرہ کے اکثر و بیشتر مقامات مقدسہ مثلاً اجمیر شریف و کلیر شریف رحمت آباد شریف بیجاپور وغیرہ میں حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ کے ہمراہ آپ نے مزارات بزرگان دین اور اولیاء اللہ کی زیارت سے تشرف حاصل کیا - اسی طرح عراق کے سفر میں بصرہ بغداد شریف کاظمین شریفین - کرخ - کربلائے معلی نجف اشرف کے عتبات عالیات کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اس سفر میں جن حضرات کی شرکت رہی انکے نام یہ ہیں -

(۱) حضرت مولانا مولوی محمد انوار اللہ صاحب مغفور استاد سلاطین دکن (۲) حضرت مولوی سید کریم اللہ صاحب مرحوم (۳) جناب مولوی سید احمد صاحب قادری اول تعلقدار ضلع گلبرگہ شریف (۴) جناب سید عبد العلی صاحب (۵) مولوی میر عبد اللطیف صاحب مرحوم (٦) جناب سید احمد صاحب (۷) ولاور علی صاحب وکیل مرحوم (۸) مولوی فاضل صاحب مرحوم (۹) حاجی محمد رضا صاحب مرحوم جمعدار (۱۰) مولوی تراب محی الدین صاحب مرحوم (۱۱) مولوی سید ابراہیم صاحب مرحوم (۱۲) سید عبد الرحمٰن صاحب مرحوم والد حکیم عبد الوہاب صاحب نابینا

(۱۳) سرفراز الدین صاحب (۱۴) سید برہان اللہ حسینی صاحب (۱۵) ابو الحسن صاحب بیدی
(۱۶) موتی میاں صاحب مرحوم (۱۷) حاجی لعل محمد وغیرہ

حلقہ مخلصین و خاطرِ طبعیا آپ کی ذات جامع جمیع صفات حسنہ تھی اِس لئے یہ کہنا کہ بہت لگتا تھا دل صحبت میں اُن کی ؎ وہ اپنی ذات سے یک انجمن تھے ناموزوں نہ ہوگا۔ فقراء ابرار علماء باعمل شعراء نازک خیال غرض ہر حیثیت کے آدمی آپکے گرویدہ اور آپ کی صحبت و بذلہ سنجیوں کے دلدادہ تھے مرنج و مرنجان آپ کا شعار رہا۔ اسلئے آپ کے احباب کا حلقہ بلا لحاظ مذہب و ملت نہایت وسیع تھا ایثار و ہمدردی آپ کا مایۂ خمیر تھا آپ فطرۃً اِس کے مجبول تھے تادمِ زیست حاجتمندوں کی صحیح اور جائز حاجت براری میں کبھی آپ نے دریغ نہ فرمایا حتی الامکان دامے درمے۔ سخنے۔ قدمے کام آئے سچ تو یہ ہے کہ آپ نے اپنی زندگی کا مطمح نظر خیر الناس من ینفع الناس رکھا تھا ذوی القربیٰ والیتمیٰ والمساکین کو پیش نظر رکھکے عزیز و اقارب کے سود و بہبود کے مقابل میں آپ نے ہمیشہ اپنا نقصان گوارا فرمایا اور یتامیٰ پروری میں خاص حصہ لیا مسکینوں وغیرہ کی حاجت برآری تا امکان فرمائی چنانچہ ایک غزل میں آپ نے خود فرمایا ہے۔

از دل و جانِ من زبانِ خویشتن دارم قبول ؎ سود و بہبود عزیزاں گرد اضرار منست

مشاغل علمی و خصوصیات آپ کی گراں قدر زندگی کا راس المال یا سب سے مبارک اہم کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے قرآن شریف کا سلیس با محاورہ اردو ترجمہ مختصر تفسیر کے ساتھ شروع کیا تھا جو تقریباً ثلث تک پہنچ گیا طغیانی رود موسیٰ میں غرق ہو کر دستیاب ہوئی لیکن اوراق ایک دوسرے چمٹ گئے ہیں اگر بحکمت عملی علیحدہ کرکے بعد صحت و جانچ شائع کر دیا جائے تو فی الحقیقت حضرت معلی کے منازل عمر کی ایک بہترین یادگار باقیات الصالحات ہوگی بشرطیکہ بقیہ حصہ کی تکمیل کی ہم اُمید کرتے ہیں کہ حضرت معلی کے جانشین اسکی تکمیل کیجانب عاجلانہ توجہ فرمائیں گے حضرت معلی کو اپنے پیر اور پیر کو اپنے مریدسے جو دلی انس و شفقت تھی اگر ہم اس کو عشق و محبت کے

الفاظ سے تعبیر کریں تو مبالغہ نہ ہوگا۔ حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ ہمیشہ بارگاہِ خسروی میں حضرتِ معلیٰ کے علم و فضل محاسن شاعری کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ سنہ ۱۳۳۲ھ کے اوائل میں جبکہ موکب سلطانی اورنگ آباد نزہت بخش ہوئی تو مولانا ممدوح بھی ہمراہ تھے ممدوح کے دو خطوط جو حضرتِ معلیٰ کے نام ہیں بجنسہ ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں جس سے ظاہر ہوگا کہ اعلحضرت بندگانعالی[1] کو حضرتِ معلیٰ کی شخصیت کا کس قدر پاس تھا۔

از اورنگ آباد کیمپ شاہی۔

مکرم و معظم من دام عنایتہ۔ السلام علیکم۔ آج ہی اعلحضرت خلد اللہ ملکہٗ درگاہوں کو تشریف لے گئے تھے میں بھی موٹر میں ہمراہ تھا شاہ علی صاحب نہری قدس سرہٗ کی زیارت سے فارغ ہوکر حضرت شاہ نور حموی قدس سرہٗ کی درگاہِ شریف کو جارہے تھے اُس وقت مجھ سے پوچھے کہ "معلی صاحب ہیں" مجھے تامل ہوا کہ کن کا حال دریافت فرمارہے ہیں کیونکہ اندنوں آپکا ذکر نہیں ہوا تھا اُس کے بعد فرمائے مظفر الدین صاحب کہاں ہیں میں نے عرض کیا وہ حیدرآباد میں ہیں۔ فرمائے میں اپنے بھائیوں کی اُستادی کے لئے اُن کو تجویز کیا ہوں حیدرآباد کو جاکر پڑھائی شروع کردیجائے گی میں نے اُسوقت کہا کہ ماشاءاللہ آپ کا حافظہ نہایت قوی ہے کہ کتنے روز کے بعد آپ نے اُن کا نام اور تخلص یاد رکھ کے یہ تجویز فرمائی۔ شب چہاردہم جو صاحبزادہ بلند اقبال متولد ہوئے اُن کا نام میر احمد علیخان تجویز فرمائے اور یہ بھی فرمائے کہ اِس ماہ کی مناسبت سے یہ نام تجویز کیا گیا۔ اگر کوئی تاریخ ولادتِ باسعادت شاہزادہ بلند اقبال کی عمدہ نکلی ہو تو جلد روانہ فرمائیے کہ اس موقعہ میں گزراننا نہایت مناسب ہوگا ضرور فکر کیجئے سعد و میاں صاحب اور حمید میاں صاحب وغیرہ حال پرسان کو سلام شوق ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

شرح دستخط مبارک حضرت مولانا المولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ خان بہادر
المخاطب حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ استاد سلاطین دکن

---

[1] بوجہ معذرت پیرانہ سالی اس خدمت سے حضرت معلیٰ مرحوم نے معذرت چاہی ؛

کمپ شاہی شنبہ **دوسرا نوازش نامہ** ۲۶ ربیع الاول شریف ۱۳۵۰ھ

"مکرمی الطاف و کرم فرمائے بیکراں دام عنایتہ ۔ السلام علیکم ۔ الحمد للہ یہاں ہم خیریت سے ہیں اور عافیت وہاں کے آپ سبھوں کی مدعو و مطلوب ہے آپ کا خط ۱۲ شہر حال کا معہ قطعہ تاریخ وصول ہو کل تاریخ ۲۵ ماہِ رواں روز جمعہ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ جامع مسجد میں گیارہ پلہ کی بریانی پکوا کر اور مجھے اپنے ساتھ لیجا کر اُس بخت پر فاتحہ دلوائی اور غربا کو کھلائے اور جمعہ کی نماز بھی حضور اور ہیں پھر جامع مسجد جا کر پڑھے اور بعد نمازِ جمعہ وہیں سے بسواری موٹر حضور کی ہمراہی ہیں اور دوسرے مصاحبین کے ساتھ خلد آباد شریف روانہ ہوئے کیونکہ وہاں موئے مبارک وغیرہ جو آثار شریف ہیں اُن کو صندوقوں میں رکھنا منظور تھا اور وہ صندوقیں یہیں اورنگ آباد میں بقیمت کئی ہزار روپیہ نہایت عمدہ تیار کرا کے لیگئے اور اثنائے راہ میں آپ کا وہ سرخ کاغذ قطعہ تاریخ کا میں نے اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کو دیا بعد ملاحظہ بہت خوش ہوئے اور نہایت پسند فرمائے اور دیر تک تعریف فرماتے رہے اور اُس موٹر میں مولوی احمد حسین صاحب اور نواب صادق جنگ بہادر اور ڈاکٹر شاہ میر خاں صاحب بھی موجود تھے وہ لوگ بھی بہت تعریف کئے اور حضورِ پر نور یہ بھی فرمائے کہ "معلی صاحب کیا عالم بھی ہیں" میں نے جی ہاں کہا اور مولوی محمد زماں خانصاحب شہیدؒ کے تلمذ اور صحبت وغیرہ کا حال بیان کیا اور تاریخ کا کاغذ حضورِ پر نور نے اپنے پاس رکھ لئے قریب مغرب کے ہم اورنگ آباد واپس آگئے بتفضلہٖ تعالیٰ اور بھی حالات سب شکر کے قابل ہیں اور کوئی تاریخیں جنکا مادہ نہایت عمدہ ہو روانہ فرمائیے پھر اعلیحضرت کے ملاحظہ میں پیش کئے جائیں گے ۔ مولوی سعد و میاں صاحب اور حمید میاں صاحب اور آپ کے سب بچوں وغیرہ کو سلام فرمائیے ۔ یہ ضرور نہیں کہ کوئی تاریخ ضرور روانہ کیجائے اگر کوئی عمدہ مادہ نکل آئے تو روانہ فرمائیے خلد آباد میں پانی کی نہایت قلت ہے نہر کا کام شروع کر دیا گیا ہے تخمیناً بائیس ہزار کی اُس کے لئے ضرورت ہے دعا فرمائیے کہ حق تعالیٰ اسے انجام کو پہنچائے فقط شرحد ستخط مولانا مولوی حافظ محمد انوار اللہ صاحب قبلہ" ـــــ

بادشاہ ظل اللہ پر اہل اللہ ہونیکی حیثیت سے جب دونوں کے مکارم و مراحم کسی شخص کے شاملِ حال ہوں تو بلا شبہ اُس

شخص کی ذات حقیقی معنوں میں معلی ہی کہلائے گی۔

ہمعصر علماء و مشائخین عظام حضرت معلی نے جن علماء اور مشائخین عظام سے ملاقات اور شرف صحبت حاصل فرمایا ہے اِن کے اسمائے گرامی کی منتخب فہرست یہاں نقل کی جاتی ہے۔ (مشائخین حیدرآباد وغیرہ)

(۱) حضرت عزت اللہ شاہ صاحبؒ (۲) حضرت حافظ مولوی محمد شجاع الدین صاحبؒ (۳) حضرت شاہ سعد اللہ صاحب
(۴) حضرت حافظ محمد علی صاحب خیرآبادیؒ (۵) حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ قندھاری (۶) حضرت
حسن پیر صاحب قادریؒ (۷) حضرت مولوی وجیہ الدین صاحب قادری رح (۸) حضرت شاہ جمال الدین صاحب
(۹) حضرت نبیرۃ القادری صاحب (۱۰) حضرت مولوی حسن الزماں محمد صاحبؒ (۱۱) حضرت مرزا سردار بیگ صاحبؒ ۵؎ محدث حیدرآبادی
(۱۲) حضرت شاہ قیام الدین صاحب قندھاریؒ (۱۳) حضرت شاہ علیم الدین صاحب قندھاریؒ (۱۴)
حضرت محمد دائم صاحبؒ (۱۵) حضرت محمد قائم صاحبؒ (۱۶) حضرت میر اشرف علی صاحب (۱۷) حضرت
مسکین شاہ صاحبؒ (۱۸) حضرت مولوی عثمان صاحب (۱۹) حضرت ملک اعظم صاحب (۲۰) حضرت
شاہ نورالدین صاحب قادریؒ (۲۱) حضرت سید شیخن صاحب شطاری اورنگ آبادی (۲۲) حضرت
بہبود علی شاہ صاحب (۲۳) حضرت شاہ خاموش صاحب خاموشؒ (۲۴) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب
(۲۵) حضرت ہلال شاہ صاحبؒ (۲۶) قاضی شاہ برہان الدین صاحبؒ (۲۷) حضرت زرد علی شاہ صاحب
(۲۸) حضرت سید نورالمقتدی صاحب خجندی اورنگ آبادی (۲۹) حضرت چندہ شاہ صاحبؒ بیدری
(۳۰) حضرت اسد اللہ حسینی صاحب مرحوم (۳۱) حضرت سید پیر صاحب (۳۲) حضرت محمد حسین صاحب
ابوالعلائی (۳۳) حضرت محمد آغا داؤد صاحبؒ (۳۴) حضرت افتخار علی شاہ صاحب وطنؒ (۳۵) حضرت
بہار علی شاہ صاحبؒ (۳۶) میاں اسلم صاحب خیرآبادی (۳۷) مولوی میاں قادر بخش صاحب (۳۸)
(۳۹) حضرت نصرت اللہ شاہ صاحب مرحوم (۴۰) حضرت داور علی شاہ صاحب مرحوم (۴۱) حضرت
مولوی سید عبدالرحمن صاحب نجف آبادی (۴۲) سید شاہ اسد اللہ حسینی صاحب عرف صاحب مرحوم۔

(مشائخین حرمین شریفین) (۱) حضرت شاہ حافظ محمد امداد اللہ صاحب مہاجر مکی چشتیؒ (۲) حضرت ملا نواب صاحب مہاجر
(۳) مولوی رحمت اللہ صاحب (۴) حضرت شیخ احمد دحلان مفتی مکہ (۵) حضرت محمد حسین صاحب شیخ الہنود

۶؎ مہاجر ثانی مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ

(۶) مولوی عبدالحق صاحب (۷) حسن عرب صاحب (۸) شیخ عبداللہ نہاری۔

(۱) شیخ محمد بن علی بن مالک باشلی الحریری شیخ الدلائل (۲) حضرت مولوی سید ظاہر وتری المدنی مدرس مسجد نبوی (۳) شیخ محمد رضوان (۴) شیخ محمد سعید۔

یہاں شیخ الدلائل حضرت محمد ملک باشلی کا ایک خط بجنسہ نقل کیا جاتا ہے جس کو حضرت موصوف نے مدینہ منورہ سے اِس ناچیز کے نام تحریر فرمایا ہے جس سے حضرت معلی کے دوستانہ تعلق کی توضیح ہوتی ہے۔

نقلِ خط

جناب معلی القاب معظم ومکرم حضرت جناب قاضی محمد شریف الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد سلام مسنون الاسلام کے واضح ہو کہ ہم خیریت سے ہیں آپ کی سلامتی اللہ تعالیٰ سے شب وروز چاہتے ہیں آپ کو خط بھیجا تھا ۲ محرم کو اور اُس میں لکھا کہ ہم نے وکیل کیا حافظ غلام حسین صاحب کو جس طرح مولوی مظفر الدین صاحب نے فرمایا تھا مگر اب تک اس کا حال نہیں معلوم ہوا آپ کا خط بھی نہ آیا نہ مولوی صاحب کا خط آیا ہم بہت آزردہ ہیں کہ آپ نے بھی خط نہ بھیجا جب سے تشریف لے گئے ہم نے جانا تھا کہ آپ ہی سے سب کام ہمارا بنے گا مگر آپ نے اب تک خط نہ لکھا تعجب ہے اب آپ مہربانی فرما کر مولوی مظفر الدین صاحب کے پاس جا کر ہم کو روپیہ پہلے سال کے جلد بھیجو اور کہو کہ ہم بہت پریشان ہیں اور حافظ غلام حسین صاحب کے پاس جا کر سب حال کہکر روپیہ جلدی روانہ کرو اور حافظ غلام صاحب کا خطاب اور محلہ اور پتہ ہم کو لکھو اور سب احباب کو نام بنام سلام فقط خادم دلائل الخیرات (محمد ملک باشلی) علامت مہر

۱۳ ربیع الثانی ۱۳۰۹ھ

علماء و مشائخین بغداد شریف

(۱) حضرت پیر سید سلیمان افندی نقیب الاشراف صاحب سجادہ مرحوم (۲) حضرت پیر عبدالرحمن صاحب نقیب الاشراف صاحب سجادہ مدظلہ۔

علماء حیدر آباد دکن وغیرہ۔ (۱) حضرت مولوی حافظ محمد شجاع الدین صاحب (۲) حضرت مولوی

حافظ محمد انوار اللہ صاحب علیہ الرحمہ (۳) حضرت مولوی قاضی بدیع الدین صاحب (۴) حضرت مولوی عبد الحلیم صاحب (۵) حضرت مولوی حافظ محمد عبد الحی صاحب فرنگی محلی (۶) مولوی نیاز احمد صاحب بدخشانی (۷) مولوی غوث الدین صاحب (۸) مولوی شمس الدین صاحب استاد نواب لائق علیخان بہادر (۹) مولوی محمد اکبر صاحب (۱۰) حکیم مولوی محمد ابراہیم صاحب (۱۱) مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی (۱۲) مولوی منور شاہ صاحب (۱۳) مولوی حیدر علی صاحب منتہی الکلام فیض آبادی (۱۴) مولوی محمد اسحٰق صاحب (۱۵) مولوی محمد یعقوب صاحب (۱۶) مولوی عبد الرحیم صاحب (۱۷) مولوی احمد خیر الدین صاحب (۱۸) مولوی خیر المبین صاحب مدظلہ (۱۹) مولوی سید یعقوب صاحب

انتقال پر ملال یہ امر مسلم ہے کہ نیک انجام آغاز سے زیادہ قابل تعریف ہی ہر شخص اسکی کوشش کرتا ہے کہ عاقبت محمود ہو۔ جو لوگ خاصان خدا ہیں در اصل اُن کا مرنا مرنا نہیں ہے بلکہ حیات بعد الممات ہو کر فضائے روحانی کی سیر کرتے ہیں کسی کے خضر راہ ہیں تو کسی کے مشعل ہدایت اور کسی کے صراط مستقیم اُن کی غیبی تائید اور اُن کے باطنی فیوض و برکات قیامت تک دنیا میں آفتاب بنکر چمکتے ہیں۔ یہی کیفیت ہم حضرت معلی کے انتقال کی بھی پاتے ہیں چنانچہ حضرت معلی نے سات سال قبل اپنے موت کی پیشین گوئی ایک قطعہ تاریخ کے ذریعہ کی ہے جسکو حضرت موصوف نے اپنے قلم سے اپنے وظیفہ کی کتاب میں درج فرمادیا ہے حضرت معلی (۸۰) سال کی عمر طبعی پاکر ۲۶ شوال المکرم ۱۳۳۵ھ پنجشنبہ کی رات میں گیا رہ بجے راہی عالم بقا ہوئے قطعہ تاریخ میں پانچ شعر کہے ہیں ہر مصرعہ حضرت معلی کی کسر نفسی توبہ۔ مغفرت دعائے استجابت گریہ بکا رحمت شفاعت کا ضامن و کفیل ہے آخر پر مادۂ تاریخ کا مصرعہ جس بے ساختگی سے نکلا ہے اس کی قدر کچھ ارباب بصیرت ہی کر سکتے ہیں۔

قطعہ تاریخ

اے معلی گرچہ ہوں عصیاں میں غرق	رحمت خالق پہ تکیہ ہے میرا
رحمتی سبقت علی غضبی عیاں	بہر بخشایش وثیقہ ہے میرا

کہ اسی رحمت کی سبقت کے سبب — شافع محشر وسیلہ ہے میرا
رب کریم اور ہیں حبیب اُس کے کریم — دو کریموں پر بھروسہ ہے میرا
جاں نکل کر جسم سے کہتی ہے سن — بخشنے والا اب اللہ ہے میرا

ایک اور قطعۂ تاریخ آپ کے چھوٹے بھائی مولوی محمد حمید الدین صاحب ۱۳۳۵ھ نے بھی کہا ہے ایک بھائی کا مرنا دوسرے بھائی کے لئے فی الحقیقت سوہانِ روح کا باعث ہے۔ اِس لحاظ سے محمد حمید الدین صاحب نے اپنے بھائی حضرتِ معلیٰ کا جن الفاظ میں شیون کیا ہے اُس کا سوز و گداز دوسروں کا بھی دِل ہلا دیتا ہے اور واقعاتِ موت کی ایسی مؤثر تصویر کھینچی ہے کہ ایک ایک لفظ تیرِ غم ہے۔

قطعۂ تاریخ

تھا مہِ شوال اور تاریخ تھی چھبیسویں ۲۶ — میرے بھائی ہائے جب سوئے ارم رخصت ہوئے
پنجشنبہ کی تھی شب گیارہ بجے تھے رات کے — وصل سے وہ خوش تو ہم غم دیدۂ فرقت ہوئے
لیٹنے کی طرز ہیں شکلِ محمد تھی عیاں — رو بہ قبلہ واصلِ حق وہ بایں صورت ہوئے
بھینا بھینا تھا پسینہ روئے پُر انوار پر — وہ روانہ ہر طرح زو با اینہمہ شوکت ہوئے
کہہ رہی تھی مسکراہٹ چہرۂ پُر نور کی — آج ہم شکرِ خدا مستِ مئے وحدت ہوئے
مصرعۂ تاریخ رحلت دل نے رو رو کر کہا — طالبِ جنت معلّیٰ راہیِ جنت ہوئے ۱۳۳۵
چھوڑ کر یائے معلّیٰ لیں الف کا گر عدد — اس طرح سے فصلی اعدادِ سنِ ہجرت ہوئے ۱۳۳۵ مطابق ۲۶ ف ۱۳۰

ایک تیسرا قطعہ فارسی میں آپ کے منجھلے فرزند محمد مجاہد الدین صاحب مجاہد کا بھی ہے مادۂ تاریخ نہایت بہتر اور صبر و سکون کا مجموعہ ہے۔

قطعۂ تاریخ

از حکمِ خدا مظفر الدینؒ — بے مثلِ زمانہ فرد و یکتا
بود آنکہ بصورتِ محمدؐ — زاں وقت کہ جسمِ ذاتِ والا
پابندِ شریعت و طریقت — جاں دادہ شدہ چو رو بقبلا

گفتم سن رحلت اے مجاہد	رفتند بجنت معلّا

۱۳۳۵ھ

مزار حضرت معلّےؒ محلہ عثمان شاہی میں مصداق (ھٰذہٖ قبورھم وھٰذہٖ قصورھم) ان کے مکان ہی کے روبرو مرجع خاص و عام ہے قبر بے تکلف مٹی کی ہے جب ہم اس طرف گزرتے ہیں تو اس چھوٹے سے قبرستان میں حضرت معلّی کی قبر سے حضرت سعدیؒ کی قبر کا دھوکہ ہوتا ہے نوّر اللہ مرقدہٗ -

حضرت معلّی کی شاعری | اب ہم اس مجموعہ کے اصل عنوان پر بحث کرنا مناسب خیال کرتے ہیں حیدرآباد دکن شعرا کا قدیم مرکز رہا ہے اور ہر زمانے میں یہاں سے اچھے اچھے شعرا نکلا کئے۔ ولیؔ سراجؔ جو دکن کے مشہور و معروف شعرا ہیں اِن سے قدامت کی تصدیق ہوتی ہے جنکے دواوین اسوقت کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی میں موجود ہیں ایک لحاظ سے اُردو شاعری کا موجد ان کو کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا غرض سرزمین دکن کو علاوہ دیگر فنون کے فن شعر و سخن میں بھی اعلیٰ مذاق حاصل رہا ہے اُردو اور فارسی میں بہت سارے افراد صاحب دیوان نکل چکے اور نکل رہے ہیں جناب امیرؔ اور جناب داغؔ جنکو موجودہ زمانے کی اُردو دنیا کے شاعری میں ایک خاص امتیاز حاصل ہے ان کا یہاں دفن ہونا دکن کی قدرشناسی کی زندہ دلیل ہے بلکہ اِس کلیہ کے لحاظ سے کہ جس کی جہاں کی خاک ہوگی وہیں دفن ہوگا۔۔۔۔۔۔
۔۔۔۔ جناب امیرؔ اور جناب داغؔ کو بھی خاک دکن سے شمار کیا جائے تو بیجا نہیں خصوصاً اس مبارک دور عثمانی میں تو نفاذ زبان اُردو کا سہرا حیدرآباد دکن کے سر ہوگیا ہے۔ ترقی زبانِ اُردو کیلئے جو ذرائع بہم پہنچائے جارہے ہیں ظاہر ہیں جامعہ عثمانیہ دارالترجمہ کا قیام کوئی معمولی بات نہیں ہے اِس کے علاوہ زبانِ اردو میں جن امور کی کمی ہے اُس کی تکمیل کے لئے حضرت آصف سابع سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہ نے اپنی اعلیٰ فراست سے بصرفِ زرکثیر خاص خاص عملے اور تقررات جو فرمائے اور فرما رہے ہیں دکن کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھے جانیکے قابل واقعات ہیں

(۲) عموماً شاعر دو قسم کے ہوا کرتے ہیں ایک بالطبع موزوں دوسرے عروض دانی کے لحاظ سے

شعر کہہ لیا کرتے ہیں مگر اس مجموعہ کے ناظم (حضرت معلّیٰ علیہ الرحمہ) کو ہم دونوں کا جامع پاتے ہیں یعنی حضرت طبعاً شاعر ہونے کے علاوہ عروض دانی میں بھی اعلیٰ معلومات اور تبحّر رکھتے تھے اِس کے سوا سونے پر سہاگا آپ نے درد بھرا دل پایا تھا جو جانِ شاعری ہے کلام کے دیکھنے سے ناظرین سوز و گداز و اثرات کا اندازہ فرما سکتے ہیں۔ اوائل زمانۂ شاعری میں آپ کو نواب حیدر حسین خانصاحب مرحوم حیدر حیدرآبادی سے تلمذ تھا جو حضرت حفیظ کے فرزند اور حضرت فیض علیہ الرحمہ کے ہمعصر ہیں اور اپنے زمانے کے مشہور شعراسے ہیں۔ حضرتِ حفیظ دکن کے وہ شاعر ہیں جن کے متعلق آبحیات میں جنابِ ذوق کے بیان میں شہیدی مرحوم کی زبان سے مصنف آبحیات نے لکھا ہے اسوقت ہندوستان میں تین شاعر ہیں دہلی میں ذوق لکھنؤ میں ناسخ دکن میں حفیظ۔ حضرتِ فیض وہ بزرگ ہیں جنکا طبع شدہ دیوان اسوقت موجود اور دکن کی زبان انکی سند ہے حضرتِ معلّی اُردو کے علاوہ فارسی میں بھی شعروسخن کا مذاق رکھتے تھے جو نسبتہً آپ کے اردو مذاق سے اعلیٰ ہے۔ یہاں حضرتِ معلّی مرحوم کے ہمعصر دکن کے چند مشہور و معروف صاحبِ دل صاحبِ دیوان شعرا کی فہرست نقل کیجاتی ہے۔

(۱) حضرت فیض علیہ الرحمہ (۲) حضرت شاہ خاموش صاحب خاموش ؔ (۳) حضرت افتخار علیشاہ صاحب وطن ؔ (۴) نواب سنا دالملک آغا شوستری صاحب طوبیٰ (۵) نواب وزیر علی بادشاہ صاحب وزیر مغفور (۶) مولوی عبدالحفیظ پاس مرحوم (۷) حکیم مظفرالدین مرحوم مزاج (۸) مولوی عبداللہ حسینی مرحوم افسر (۹) مولوی احمد علی مرحوم اثر (۱۰) مولوی امیر اللہ صاحب مرحوم امیر (۱۱) حضرت مولوی محمد محسن قادری مرحوم الملقب شیرین سخن خاں راقم (۱۲) مولوی سراج الدین صاحب سراج (۱۳) مولوی عبدالعلی مرحوم والہ (۱۴) غلام دستگیر صاحب نظم (۱۵) حکیم وحیدالدین صاحب عالی (۱۶) مولوی محمد حسین بخاری مرحوم موزوں (۱۷) مولوی حبیب اللہ ذکا مرحوم (۱۸) جناب مردان علی صاحب مرحوم ضیا (۱۹) مولوی بسم اللہ خاں مرحوم رحم (۲۰) عبدالکریم صاحب والا (۲۱) ملا عبدالباسط صاحب مرحوم (۲۲) قاضی عبدالحمید صاحب فوق قاضی کوگیر (۲۳) علی احمد صاحب شوق (۲۴) غلام حسین صاحب جذبی

ساکن بریلی (۲۵) فیاض الدین خاں صاحب (۲۶) بنسی راجہ بہادر باقی (۲۷) راجہ بجو لعل تمکین (۲۸) راجہ ستیل پرشاد خرم (۲۹) صدر الاسلام خانصاحب صدر المہام متفرقات۔

حضرت معلیٰ نے بہت کم سنی سے شعر کہنا شروع کیا ابتدا تو اردو شاعری میں جناب حیدر مرحوم سے اصلاح لی مگر تھوڑے ہی زمانے میں آپ نے اپنی خداداد طبیعت سے اس قدر ترقی فرمائی کہ حیدرآباد دکن کے اعلیٰ نامور شعرا سے شمار کئے جانے لگے اور دن بدن آپ کے شاگردوں کا حلقہ بڑھتا رہا اسوقت بھی حیدرآباد دکن اور اس کے اطراف واکناف کے ممالک میں آپ کے شاگرد موجود ہیں راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنۃ کے سی ایس آئی پیشکار و سابق وزیر اعظم دولت آصفیہ دام اقبالہ نے بھی حضرت آصف سادس غفرانمکاں کی شاگردی سے تشرف حاصل کرنیسے پہلے حضرت معلیٰ ہی سے اصلاح سخن حاصل فرمائی چنانچہ خود مہاراجہ بہادر فرماتے ہیں۔ تم معلیٰ کو نہیں پہچانتے ؎ شاعری میں شاد کا اُستاد ہے اس کے علاوہ مہاراجہ سر یمین السلطنت بہادر دام اقبالہ کے دو خط یہاں بجلسنہ نقل کیے جاتے ہیں جس سے حضرت معلیٰ اور مہاراجہ بہادر کے شاعرانہ تعلق کی توضیح ہوتی ہے

نقل خط

۸۶ (شاد)

جناب معلیٰ صاحب۔ تسلیم۔

عنایت نامہ پہنچا شکور ہوا جو کچھ آپ تحریر فرماتے ہیں یہ آپ کی محبت اور الطاف ہے میں اس قابل نہیں ہوں آپ نے سنا ہوگا کہ فیض صاحب کے شاگردوں میں سے ایک فقیر جنکا تخلص زمزم تھا اور وہ ستاسی تھے بروز مشاعرہ حضرت فیض انھوں نے اپنی غزل سب کو پڑھکے سنائی اور دفعتہً فالج نے ان کو گھیرا دوسرے روز صبح یعنی کل سویرے راہی ملک عدم ہوئے وہ فقیر میرے دوست تھے اس لئے میں ان کی میت میں گیا تھا لب گور پہنچا کے واپس ہوا سنا گیا کہ آٹھ بجے دفن ہوئے ان کا دفن بھی میرے علاقہ کا ایک مندر ہے جو پھول باغ کے عقب ہے وہیں پر ہوا۔

راستہ میں آپ کے جمال سے مشرف ہوا۔ میں نے بھی دیکھا کہ آپ کتاب پڑھ رہے تھے کیا مضائقہ

بہر حال آپ میرے اُستاد ہیں آپ کی وفات کی دو تین تاریخیں ہوئی ہیں جو علیحدہ پرچہ پر بھیجتا ہوں بنظر اصلاح دیکھکر لطف فرمائیے کل ہی ہوئی ہیں۔ فقط (دستخط مہاراجہ سر یمین السلطنت بہادر شاد دام اقبالہ)

دوسرا رقعہ

جناب معلّیٰ صاحب تسلیم۔ خمسہ پہنچا مشکور ہوا اس کے پہلے بھی میں نے ایک خمسہ لکھا تھا داغ صاحب نے مجھ پاس کہلوایا کہ اگر اس پر خمسہ ہو تو مجھے دکھلا دیں حسبہٖ میں نے روانہ کیا تھا اُس پر جو کچھ انھوں نے کم و بیشی کی ہے بجنسہٖ وہ خمسہ روانہ کرتا ہوں۔ تاریخ در روز جشن سے میں آپ کو ضرور اطلاع دوں گا اور سرکار سے آپ کے قصیدہ پڑھنے کی نسبت خدا نے چاہا تو اجازت بھی حاصل کروں گا باقی اور کیا لکھوں خدا کے فضل کا امیدوار ہوں فقط (دستخط مہاراجہ سر یمین السلطنت بہادر شاد دام اقبالہ)

حضرت معلّیٰ کے کل شاگردوں کی فہرست اگر قلمبند کیجائے تو طول مل ہے اس لئے یہاں صرف چند مشہور صاحبِ دیوان شاگردوں کی فہرست درج کیجاتی ہے:-

(۱) نواب لقمان الدولہ بہادر دل (۲) نواب اقبال یار جنگ مرحوم (۳) راجہ ٹھاکر پرشاد صاحب بہنوی مہاراجہ سر یمین السلطنت دام اقبالہ (۴) آصف نواز ونت بہادر جاگیردار (۵) رفیع الدین صاحب نفیس (۶) محمد مجاہد الدین صاحب فرزند حضرت معلّیٰ مرحوم (۷) حشمت علی صاحب مرحوم حشمت (۸) صوفی مشرف علی شاہ صاحب حیدرآبادی (۹) رفیع الدین صاحب فریدی (۱۰) سید عظیم اللہ حسینی صاحب اظہر (۱۱) صادق حسین صاحب صادق (۱۲) مولوی یعقوب علی صاحب مرحوم آشہر (۱۳) مولوی سید حبیب اللہ حسینی صاحب جلی

غرض حضرت معلّیٰ قدیم کہنے والوں میں سے ہیں کہا جاتا ہے کہ حضرت موصوف کے اُردو اور فارسی ملا کے پانچ چھ دیوان ردیف وار تھے جو آپ کے کتب خانہ میں مجلد رکھے ہوئے تھے۔ آپ کی قیامگاہ محلہ عثمان شاہی متصل رود موسیٰ واقع ہونے سے ۱۳۲۶ھ کی طغیانی رود موسیٰ میں محلہ مکانات مع اثاث البیت و کتب خانہ جس میں بعض اسنادِ جاگیر و جملہ دواوین بھی تھے افسوس کہ آب برد ہوگئے۔ اب جو اس مجموعہ کے ذریعہ ناظرین کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے وہ کلام ہے جو طغیانی زدہ غزلیات کے مسوّدوں سے حاصل کیا گیا یا بعد طغیانی حضرت معلّیٰ نے

تصنیف فرمایا ہے فراہمی کلام کی تفصیلی حالت اگر ظاہر کیجائے تو ایک مستقل رسالہ ہو جائیگا۔ غرض مختصر یہ کہ اتنا کلام بھی جو دستیاب ہوا ہے صرف بتصرف حضرت معلیٰ بتائید ایزدی جمع ہوا ہے وہ طغیانی زدہ پرچہ جات جن پر سے کلام نقل کیا گیا ہے اگر دیکھے جائیں تو ہر دیکھنے والا اسکی تصدیق کردیگا کہ ترتیب کنندہ بجز تائید غیبی کسی صورت مرتب نہیں کرسکتا بعض پرچوں کو خرد بین لگا لگا کے کلام لیا گیا ہے۔ غرض اس مجموعہ میں جس قدر کلام ہے وہ حضرت معلیٰ کے مختلف دواوین کا مجموعہ ہے اشعار وغیرہ چونکہ شاعر کی اولاد معنوی کہلاتی ہے اس لحاظ سے حضرت معلیٰ کے فرزندان صوری یعنی (محمد احتشام الدین صاحب تجلی اور محمد مجاہد الدین صاحب مجاہد اور محمد عبدالجامع صاحب خلوآن اور محمد ریاض الدین علی صاحب ریاض) نے حضرت موصوف کی اولاد معنوی کو پراگندگی سے بچانیکی غرض سے برادرانہ نسبت کو پیش نظر رکھ کے بصورت دیوان بنام نہاد ریاض معلیٰ اپنے برادران معنوی کے شیرازۂ اخوت کو اپنے والد مرحوم کی یادگار میں جو محفوظ کیا ہے خداوند کریم ان کو اس کے صلہ میں استقامت باطن اور ترقی معنوی عطا فرمائے اس کے علاوہ حضرت معلیٰ کے برادرزادہ مظہر الدین احمد صاحب نے بھی نقل کلام اور تصحیح طبع میں عقیدت مندی کے ساتھ جو حصہ لیا ہے خداوند کریم ان کو بھی دارین میں اسکا صلہ کافی ووافی عطا فرمائے۔

کلام پر سرسری نظر

حسب تشکیل ذیل تین حصوں پر کلام کی تقسیم کی گئی ہے۔

(۱) حصۂ اول متعلق بہ کلام اردو نعتیہ (۲) حصۂ دوم متعلق بہ کلام اردو عشقیہ قصائد مدحیہ قطعات مناجات وغیرہ (۳) حصۂ سوم متعلق بہ کلام جملہ فارسی۔

حصۂ اول ریاض معلیٰ

اس حصہ میں حضرت معلیٰ کا اردو نعتیہ کلام درج ہے نعت گوئی ایک اہم مقام کلام ہے یہاں وہی انسان زبان کھول سکتا ہے جو قال کے ساتھ حال بھی رکھتا ہو۔ حال کے انتہا کے بعد جب انسان کو درجۂ قال حاصل ہوتا ہے وہ ایک خاص اثر اور لطف رکھتا ہے اس کلام میں ایسی دلکشی ہوتی ہے جو بیان سے خارج ہے۔

انتہائے قال کیا ہے ابتدائے حال ہے   شعر   انتہائے حال یک اعلیٰ مقامِ قال ہے

حضرتِ معلی کی نعت گوئی میں قال کے ساتھ حال کی کیفیت پائی جاتی ہے اِس کے علاوہ حفظ مراتب مؤدبانہ مخاطبت آپ کے حوصلۂ عشق کو ظاہر کررہی ہے کلام میں سلاست اور سادہ ادائی کوئی معمولی بات نہیں یہ محبت بھرے دل کا کام ہے جو مدتوں جگر کاوی کے بعد فضلِ ایزدی سے حاصل ہوتی ہے حضرتِ معلی کا کلام بے ساختگی سے مملو اور اِس کے ہر ہر لفظ سے صداقت مترشح ہے چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

تو ان کے ملنے سے ملتا ہے لوگ کہتے ہیں — ہمیں بھی تو ہی ای اللہ مصطفیٰ سے ملا

اِس قبیل کے اور بھی کئی شعر ملیں گے بالفعل اِس ایک شعر سے ناظرین خاص اندازہ فرماسکتے ہیں کہ کس سادگی کے ساتھ اظہار مدعا کیا گیا ہے اگر سچ پوچھو تو مذکورہ شعر سے تجاہل عارفانہ کی شان نمایاں ہے اِس کے علاوہ اور ایک جگہ اسی مضمون کو ایک دوسرے پیرایہ میں فرماتے ہیں۔

یہ نہ سمجھو کہ نبی ملنے سے کیا ملتا ہے — بخدا اُن کے ہی ملنے سے خدا ملتا ہے

اِس شعر میں لفظ (بخدا) حضرتِ معلی کے درجۂ یقین کو ظاہر کررہا ہے اِس کے سوا جن حضرات کی نظر سے حضرتِ فضیلت جنگ کی تصانیف کا سلسلہ گزرا ہے اُن کو حضرتِ معلی کے کلام میں ایک خاص ذوق ملے گا مقاصد الاسلام وغیرہ میں تفصیل سے جن مسائل پر بحث کی گئی ہے اکثر ان تفصیلی مباحث کو حضرتِ معلی نے اجمالی صورت میں لاکر ایک ایک شعر میں عام فہم الفاظ کے ذریعہ خلاصہ فرمایا ہے ان کی قادر الکلامی کا آئینہ ہے چند شعر اس قبیل کے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

منکر قولِ شفاعت سے ہی جی میں پوچھوں — معنیٔ آیتِ یُعطیک فترضیٰ کیا ہے

مَا یَنطِقُ عَنِ الہویٰ اِلّا دلیل ہے — ناطق تھی وحی حق سے ہی گفتارِ مصطفیٰ

ہمسری خیر البشر کی کیا کرے کوئی بشر — سامنے یاقوت کے شانِ حجر کچھ بھی نہیں

نہ چھوڑ جلسۂ میلاد شاہِ دیں کو دلا — کہ اِس خوشی کے منانے میں ہے خدا کی خوشی

کرو قیام معلی کرے ہے دمِ تعظیم — ہمارے مالکِ دیں پیشوا ہوئے پیدا

۱۲ مقاصد الاسلام ۱۱/۱۲ انوار احمدی حقیقۃ الفقہ شرح الصدور وغیرہ

حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ نے قیام مولود جشن میلاد شریف وغیرہ پر ایک بسیط بحث فرمائی ہے غرض اکثر اشعار میں اس قسم کے فیصلہ کن خلاصے ملیں گے۔

(۲) حضرت معلّی نے قصیدہ بردہ شریف کا ترجمہ اردو نظم میں فرمایا تھا اس ترجمہ میں بہت ساری خوبیاں قابل داد تھیں جسمیں زیادہ تر قابل داد اور ذکر کے قابل یہ خوبی ہے کہ عموماً ترجمہ میں اصل کی کیفیت اثرات و جذبات نہیں دیکھے جاتے مگر اس ترجمہ کو یہ بات حاصل تھی یہاں اثرات و جذبات وغیرہ علی حالہٖ بحال تھے افسوس کہ وہ بھی طغیانی رود موسیٰ میں آب برد ہو گیا طغیانی زدہ کاغذات میں تلاش کرنے سے اس کا صرف پہلا صفحہ دستیاب ہوا جس کے چند شعر تصدیقاً اصل کے مثل نقل کئے جاتے ہیں

أَمِنْ تَذَكُّرِ جِيرَانٍ بِذِي سَلَمٍ — مَزَجْتَ دَمْعًا جَرَى مِنْ مُقْلَةٍ بِدَمِ
آئی ہے کیا یادِ یارانِ جوارِ ذی سلم — اشک سے ملکر ہے خون آنکھوں سے جاری دمبدم

أَمْ هَبَّتِ الرِّيحُ مِنْ تِلْقَاءِ كَاظِمَةٍ — وَأَوْمَضَ الْبَرْقُ فِي الظَّلْمَاءِ مِنْ إِضَمِ
یا مدینہ کی طرف سے آئی ہے بادِ صبا — چمکی ہے ظلمت میں بجلی جانبِ کوہِ اضم

فَمَا لِعَيْنَيْكَ إِنْ قُلْتَ اكْفُفَا هَمَتَا — وَمَا لِقَلْبِكَ إِنْ قُلْتَ اسْتَفِقْ يَهِمِ
کیا ہی آنکھوں کو نہ روکئے تو وہ روتی ہیں زار — کیا ہی دل کو غم نہ کرئے تو وہ کرتا ہے غم

أَيَحْسَبُ الصَّبُّ أَنَّ الْحُبَّ مُنْكَتِمٌ — مَا بَيْنَ مُنْسَجِمٍ مِنْهُ وَمُضْطَرِمِ
کیا گماں ہے یہ کہ عشقِ عاشق اخفا رہے — درمیانِ دیدۂ گریان و سوزِ دل بہم

لَوْلَا الْهَوَى لَمْ تُرِقْ دَمْعًا عَلَى طَلَلٍ — وَلَا أَرِقْتَ لِذِكْرِ الْبَانِ وَالْعَلَمِ
گر نہ ہوتا عشق آنسو کیوں گرتے ٹیلہ پہ بیٹھتے — یادِ شاخ و کوہ میں ہوتا نہ خواب آنکھوں کو کم

فَكَيْفَ تُنْكِرُ حُبًّا بَعْدَ مَا شَهِدَتْ — بِهِ عَلَيْكَ عُدُولُ الدَّمْعِ وَالسَّقَمِ
کیسے انکار محبت ہو کہ ہیں عادل گواہ — اشک ہائے دیدۂ تر اور آثارِ سقم

سنا جاتا ہے کہ ترجمہ موصوف کی نقول حضرت کے کئی ملاقاتیوں نے حاصل کی تھیں دریافت جاری ہے دستیاب ہونے کی صورت میں انشاء اللہ تعالیٰ علیحدہ اسکے طبع کا انتظام کیا جائے گا

(۳) اسکے علاوہ حضرتِ معلیٰؒ نے حضرت جامی علیہ الرحمہ کے فارسی عقائد نامہ منظوم کا ترجمہ بھی اُردو نظم میں فرمایا ہے اسمیں بھی اصل کے مطابق اثرات وجذبات بحال ہیں یہ ترجمہ حضرتِ معلیٰؒ نے شہزادہ نواب میر حمایت علیخاں بہادر دام اقبالہ ولیعہد سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہ کے آغاز تعلیم کی یادگار میں ختم فرمایا اور شہزادہ صاحب موصوف کے اسم گرامی سے موسوم کرکے اسکا نام **حمایت نامۂ اسلام** رکھا چنانچہ اس ترجمہ کے ختم کی تاریخ حضرتِ موصوف نے (تمامی ترجمہ مقبول ہے) ۱۳۴۲ھ فرمائی ہے۔ اس رسالے کو حضرتِ فضیلت جنگ علیہ الرحمہ نے حضرت اقدس و اعلیٰ حضور پر نور بندگانِ عالی آصف سابع سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہ کے قدسی ملاحظہ میں بغرض شرکتِ نصاب بالمشافہ پیش فرمایا تھا اعلیحضرت بندگانعالی نے پسند فرمایا اور ارشاد فرمایا تھا کہ معروضہ کے ساتھ پیش کیا جائے تو منظوری دیجائے گی افسوس کہ حضرتِ معلیٰؒ کا انتقال اور اُس کے (۷) ماہ بعد ہی حضرتِ فضیلت جنگ علیہ الرحمہ کا وصال ہو جانے سے یہ کارروائی تکمیل کو نہ پہنچ سکی اب یہ رسالہ زیر طبع ہے انشاء اللہ تعالیٰ متعاقب اُسکی اشاعت کیجائیگی

(۴) مدینہ منورہ کی دو سالہ فیض بخش سکونت کے زمانے میں حضرتِ معلیٰؒ نے دو دیوان نتیجہ لکھے تھے جس میں ایک اردو اور دوسرا فارسی تھا افسوس کہ طغیانی رودِ موسیٰ میں یہ بھی نذرِ آب ہو گئے ان دواوین کے چند قصائد اور متفرق اشعار دستیاب ہوئے چنانچہ متفرق اشعار حصہ دوم کے آخر میں درج ہیں کہا جاتا ہے کہ اس کی ہر ہر طرح میں مستقل قصائد اور غزلیات تھیں اُن کے دیکھنے سے آج پتہ چلتا ہے کہ حضرتِ معلیٰؒ نے جس التزام سے سخن گوئی کا سلسلہ قائم فرمایا تھا وہ ایک خاص جدت رکھتا ہے حیدرآباد دکن سے مدینہ منورہ تک شوق و ذوق سوز و گداز جذبات وغیرہ کی حالت محل و مقام کے لحاظ سے قصائد میں ظاہر کی گئی ہے وہاں کے چند شعر یہاں بھی نمونتہً درج کئے جاتے ہیں۔

اشعار

حجِ مبرور یہ دیتا ہے بشارت تم کو ۔۔۔ حاجیو آؤ مبارک ہو زیارت تم کو
جب مفرحِ مکہ سے مدینہ جلوہ گر ہونے لگا ۔۔۔ فرحتیں بڑھنے لگیں غم مختصر ہونے لگا
دل سے دور ہونے لگی یادِ رفیقانِ وطن ۔۔۔ جانبِ شہرِ مدینہ جب سفر ہونے لگا

اِس کے علاوہ اور ایک جگہ فرماتے ہیں ؎ چھوٹے کبھی نہ ہم سے مدینہ رسولؐ کا ؎ سر ہو ہمارا اور یہ زینہ رسولؐ کا
ہرگز نہ جائیں گے درِ شاہِ جہاں سے ہم ؎ سرکائیں گے نہ سر کبھی اِس آستاں سے ہم ؎ اِن اشعار میں اشارہ یہ ہے
اور اِس بطورِ خاص بلحاظ طلب ہی ظاہر ہے کہ زینۂ مبارک پر فی البدیہہ شعر کہے گئے ہیں ورنہ اشارہ
قریب کے استعمال کی ضرورت نہ تھی محاورے کے موافق سر ہو ہمارا اور ہو زینہ رسولؐ کا۔ کہا جا سکتا تھا
مگر چونکہ مصنف صاحب کو اظہار مقام تصنیف شعر مقصود ہے اِس لئے (یہ) اور (اس) اشارۂ قریب
کا استعمال ایک خاص معنی پیدا کر رہا ہے غرض حضرتِ معلّٰی کے کلام میں اس قسم کے کئی شعر ملیں گے
جن سے مقاماتِ خاص کا پتہ چلتا ہے درحقیقت آپ کو نعت گوئی کا بمنزلہ وظائف اور اوراد رہی ہے
چنانچہ ایک قصیدہ میں خود اِس خیال کو ظاہر فرماتے ہیں ؎ اے معلّٰی نہ کبھی نعتیہ اشعار کو چھوڑ ؎ کافی ہے
وردِ یہی بارہ مہینے تجھکو ؎ مدینۂ منورہ کی حالِ زندگی مبارک سکونت کے زمانہ میں حضرتِ معلّٰی نے ایک خواب
دیکھا تھا اُسکا مختصراً ذکر یہاں بیجا نہ ہوگا آپنے رؤیا میں دیکھا کہ دربارِ رسالت ماٰب ہے اور آپ بھی دست بستہ
وہاں حاضر ہیں مسندِ رسالت پر سرکارِ دوجہاں کی رونق افروزی مشتاقانِ جمالِ مبارک کی چشمِ دل و
جاں کو اپنے انوار سے فیض بخش رہی ہے اور شہیدی علیہ الرحمۃ اپنا قصیدہ سنا رہے ہیں اسپر سرورِ کائناتؐ
نے ارشاد فرمایا کہ محسن کا سراپا سناؤ وہ بہت اچھا ہے اور ہمارے یہاں مقبول ہے خواب سے بیدار ہونیکے بعد حضرت
معلّٰی نے اِس خواب کا ذکر اپنے ایک رفیق مولوی عبدالحق صاحب کانپوری سے کیا تو مولوی صاحب موصوف نے
ذریعۂ خط جناب محسن کاکوروی کو اطلاع دی سنا جاتا ہے کہ جسوقت یہ خط جناب محسن کو پہنچا ہے وہ فرطِ مسرت کے باعث
بیخودی کے عالم میں گھر سے باہر نکل گئے اور اپنا بھرا گھر لٹا دیا چنانچہ کلیاتِ نعت مولوی محمد محسن جو سنہ ۱۳۲۴ھ میں
الناظر پریس واقع چوک لکھنؤ میں چھپا ہے اس کے صفحہ ۳۰ و ۳۱ پر حضرتِ معلّٰی کے اِس خواب کا ذکر درج ہے
اِس کے علاوہ اِس حصہ کے شروع میں صفحہ (۷) پر جو قصیدہ درج ہے جسمیں حضرت معلّٰی نے بعالمِ خواب دربار
رسالت میں اپنی رسائی کا ذکر فرمایا ہے اس کی تمہید سے پتہ چلتا ہے کہ آپکو پہلے تو تفصیلی واقعات کا اظہار
مدنظر تھا مگر پھر آپ کی غیور طبیعت نے اس کا اظہار نامناسب خیال کیا تو آپ نے صرف اس شعر پر اس کو
ختم فرما دیا کہ ؎ مجھے بھی طالعِ بیدار نے واں تک جو پہنچایا ؎ معلّٰی کیا بتاؤں کچھ نہ پوچھو فضلِ یزداں تھا

کیا عجب ہے کہ یہ خواب حضرت محسن کاکوروی ہی سے متعلق ہو غرض اس واقعہ سے حضرت معلّی کے مدارجِ مقبولیت ظاہر ہیں

حصۂ دوم ریاضِ معلّی

اِس حصہ میں حضرت معلّی کا اُردو عشقیہ اور مدحیہ کلام تواریخ مناجات وغیرہ درج ہے

حضرتِ موصوف کا عشقیہ کلام بھی ایک خاص کیفیت رکھتا ہے اکثر اشعار سے مقاماتِ تصوف کا پتہ چلتا ہے جس کو سوائے صاحبِ مقام کے دوسرا بیان نہیں کر سکتا چنانچہ خود ایک جگہ فرماتے ہیں **شعر** ہیں جو علمِ عرفاں سے بے نصیب ؎ سن کے میرے شعر گھبراتے ہیں وہ ؎ آپ کے کلام میں مضامینِ توحید کے اشعار اکثر و بیشتر ملیں گے جس سے آپ کی عارفانہ کیفیت کا پتہ چلتا ہے یہاں چند شعر درج حاشیہ کئے جاتے ہیں۔

اُسی کا سب ظہور جا بجا ہے ؎ وہی یک قابلِ حمد و ثنا ہے
دیکھنے میں جو چیز آتی ہے ؎ سب ظہورِ صفاتِ ذاتی ہے
عیاں ہیں جو کثرت کے جلوے ہوئے ؎ حجابِ وحدت ہیں ڈالے ہوئے
مثالِ شعلۂ جوالہ یہ ہستی ہے ؎ وجود ذرہ میں کچھ بلندی نہ پستی ہے
خیالِ غیریت پر خود حقیقی ہستی ہے ؎ یہ کثرت نما ایک ہی تجلی کی مستی ہے

حضرتِ موصوف کے عشقیہ کلام میں یہ بات خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہے کہ اکثر غزلوں میں ایک ایک دو دو نعتیہ شعر بھی بکثرت ملیں گے اِس سے حضرتِ معلّی کی محبت کے رجحان کا پتہ چلتا ہے جب عالمِ کیف میں آپ اپنی کیفیت کا اظہار اشعار میں فرماتے ہیں اور جمالِ محمدی کا تصور ہو جاتا ہے تو آپ مستانہ کلام سے گریز کر کے مصداق اِس شعر کے ؎ مستی میں بھی سر اپنا ساقی کے قدم پر ہو ؎ اتنا ہی کرم کرنا اے لغزشِ مستانہ ؎ فوراً نعت گوئی کی طرف رجوع کر جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی اکثر عشقیہ غزلوں میں نعتیہ شعر بھی ملیں گے سچ تو یہ ہے کہ جو جسکو محبوب رکھتا ہے اس کو اس کا ذکر بھی محبوب ہوا کرتا ہے ع ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے ؎ اِس کے سوا بعض بعض اشعار سے تعلیم طریقہ اذکار و اشغال بھی ظاہر ہے چند اس قبیل کے شعر درج کئے جاتے ہیں۔

دیدارِ رخِ پاک کی امید میں ہر دم ؎ رہتا ہے لگا دیدہ سرِ بام ہمارا
جما کر تصور میں قدِ موزوں ؎ ان آنکھوں کو ڈھلے بھی ڈھالے ہوں
کہو شش پر یہ کہتا ہے دم آہستہ آہستہ ؎ خدا کی دم میں گرہ ہے یہ دم آہستہ آہستہ

اکثر اشعار سے حکیمانہ اور نصیحت آمیز مضامین کا بھی پتہ چلتا ہے دو ایک شعر اِس قسم کے بھی درج کئے جاتے ہیں

نماک روز کو ہے راحت سربلندی کو ہے رنج ؎ ہے زمیں آرام اور آسماں گردش میں ہے
ہے کون اپنا گنبد گردوں میں اور ؎ آتی ہے پھر پلٹ کے صدا کر پکار کے

آخر حصۂ عمر میں آپ نے غزل کہنا قطعاً ترک فرما دیا تھا چنانچہ ایک غزل میں اس کا اظہار فرمایا ہے کہ ؎ — جب تم نہ رہے جانِ معلّی نہ قدر کی ؎ ہم نے بھی بند دفترِ اشعار کر دیا

اس غزل کے بعد سے آپ نے کوئی غزل نہیں کہی صرف نعتیہ قصائد قطعات تاریخ وغیرہ کہہ لیا کرتے تھے یہ مشغلہ بھی انتقال سے دو تین سال قبل تک رہا اس کے بعد جب آپ مرض فالج میں مبتلا ہو گئے اور لکھنے پڑھنے کی حالت آپ میں باقی نہیں رہی تو آپ اس سے بھی معذور رہے مگر اس حالت میں بھی آپ شعر وغیرہ دلچسپی سے سنا کرتے بعض اوقات اصلاح بھی فرمادیا کرتے تھے۔

(۲) سلاطین وقت کی مدح گستری بھی آپ نے اعلیٰ تمہید و گریز سے قادر الکلامی کے ساتھ فرمائی ہے چند قصائد مدحیہ اس حصہ کے آخر میں درج ہیں منجملہ ان کے اگر صرف میٹھے اور کھارے کی تمہید کا قصیدہ دیکھ لیا جائے تو ناظرین کو تصدیق ہو جائے گی اس قصیدہ کو حضرت معلیٰ نے جشن جوبلی چہل سالہ کی تہنیت میں طبع کروا کے حضرت غفراں مکاں علیہ الرحمہ کے حضور میں دست بدست پیش کرنے کا شرف حاصل فرمایا ہے بوقت پیشکشی قصیدہ سلطان دکن حضرت غفراں مکاں کے یہ لفظ تھے کہ اس میٹھے کھارے کے مناظرہ کی ایک کاپی قبل ازیں پہنچ چکی ہے مگر میں اس کاپی کو قندِ مکرر سمجھتا ہوں آپ نے اس قصیدہ میں میری جانب سے جو فیصلہ کیا ہے وہ میری طبیعت کے موافق ہے اس کے علاوہ بہت کچھ تحسین و آفرین بھی فرمائی ہے۔

حصہ سوم ریاض معلیٰ اس حصہ میں حضرت معلیٰ کا جملہ فارسی کلام درج ہے آپ کے فارسی کلام سے متقدمین کے کلام کی بو آتی ہے۔ رنگ تغزل حضرت حافظ علیہ الرحمہ حضرت جامی علیہ الرحمہ حضرت خسرو علیہ الرحمہ سے ملتا ہے چند شعر قصداً بجائے حواشی درج کیے جاتے ہیں۔ (۱)

فارسی نعت گوئی میں حضرت معلیٰ نے ع

با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

کے مصداق پاس ادب حفظ مراتب کو مدنظر رکھ کے زبان کھولی ہے جو اُن کی مقبولیت کی دلیل ہے جس کا نمونہ یہ ہے (۲) اردو کی طرح فارسی عشقیہ کلام سے بھی مقامات تصوف کا انکشاف ہوتا ہے بعض جگہ ابہام میں اور کہیں صاف لفظوں میں

(۱)
صنم کہ چرخ مشبک ز تیر آہ من است | خم فلک ز گراں باری گناہ من است
از فن شعر جا مباہات معلیٰ را بلند | بہر خدا باو نما طرز کلام خویش را
بیک جامے کہ حسن مست گراز روئے دلبری | لب تو اے معلیٰ ز ان خمخانہ زبالی

(۲) اے کہ بہ ہیم رسالت بر سر زیبائی تو | واے قبلہ وحدت حق ارنی تو
رمز عجیب سرِّ نہان محمد است | گویا زبان حق بلسان محمد است
ضعیف ہست و ناتوان بندۂ کمترین تو | از در خاص خود مراں پیر غلام خویش را
اگر چہ ماہ نخشب یا بشیں ہلال است | بر دوش برنراز بدر کمال است

ظاہر فرمایا ہے اس قبیل کے بھی چند شعر یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اکثر اشعار سے تعلیم ذکر واشغال کا بھی پتہ چلتا ہے جس کے متعلق چند شعر تحت نمبر ۲ حاشیہ میں درج ہیں اسیطرح بعض اشعار سے حکیمانہ مضامین نصائح وغیرہ کا پتہ چلتا ہے چنانچہ چند شعر اس قسم کے نمبر ۳ کے تحت درج ہیں غرض حضرت معلّی کی عشقیہ شاعری بھی ایک فیض بخش ذخیرہ ہے آپ کا کلام زلف وکمر بوس وکنار کے مضامین سے مبرا ہے بلکہ طالب کے حق میں ہر شعر کا ایک ایک لفظ مستقل وعظ کی کیفیت رکھتا ہے شعر سننے کے بعد سننے والے کے دل میں خود بخود وعظ کی سی کیفیت پیدا ہو۔ شعر کی مقبولیت کا ثبوت ہے سنہ ۱۳۱۷ھ میں بیادگار جشن جوبلی چہل سالہ مہاراجہ یمین السلطنت بہادر مدار المہام وقت کے آئینہ خانہ میں ایک خاص مشاعرہ منعقد ہوا تھا جس میں غفران مکانؒ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی تھی اسوقت دکن کے مشہور ومعروف شعراے (۳۵) یا اس سے کچھ کم زیادہ شعرا قصائد مدحیہ پڑھنے کیلئے منتخب کئے گئے تھے فہرست شعرا منجانب مدار المہام وقت مرتب ہوئی تھی سب سے پہلے جناب آغا شوستری صاحب کا نام تھا دوسرے نمبر پر غالباً نواب وزیر علی پادشاہ صاحب تھے اس فہرست میں حضرت معلّی کا نمبر کسی قدر دور تھا جب آغا شوستری صاحب نے قصیدہ پڑھا اور نواب وزیر علی پادشاہ صاحب نے ختم فرمایا تو بطور خاص بلا لحاظ سلسلہ فہرست حضرت غفران مکانؒ نے حضرت معلّی سے فرمایا کہ مولوی صاحب اب آپ قصیدہ سنائیں۔ اسوقت بامتثال ارشاد خسروی آپ نے جو قصیدہ پڑھا جو عرفی شیرازی کے قصیدہ پر کہا گیا ہے جسکا قافیہ آسمان اور ردیف آفتاب ہے جو اس حصہ کے آخر میں درج ہے جسکا پہلا مطلع یہ ہے ؎ اینکہ در کوئی جلالت ذرہ شان آفتاب ؎ زینۂ بام مکانت سائبان آفتاب غرض جس طرح عرفی شیرازی نے دربار اکبری میں قصیدہ پیش کرکے شاہی داد حاصل کی تھی اسی طرح

---

(۱) سیر گاہ نست در جبروت گشتہ ناسوت بہر من قفسے
زقید جسم برون گشتہ عزم جان دارم ۔ گشتہ ام زمکان شوق لامکان دارم
ز رگ لباس جہان رہ جانان کردم ۔ خوب یافتن لب بسر ساماں کردم
بیاید آنکہ خریداری گنج اسرار است ۔ کہ منبع گرانمایہ در دکان دارم
جز تسلیم معلّی مرو ۔ باز مجو نقص وکمالے کسے

(۲) نفس را در ہوائش بادبان کن ۔ روانہ کشتی عمر رواں کن
نمی گویم چنیں کن یا چناں کن ۔ نظر ہر دم بحکم کن فکاں کن

(۳) شو بعید ز انوار مرشد کامل ۔ کہ ذرہ از دم او آفتاب میگردد
شو ز جہل گرفتار مکر نفس شقی ۔ کسیکہ گشت مطیعش خراب میگردد
نزول رحمت حق شود بر اہل نیاز ۔ بسوی پستان موج آب میگردد
چو در حرم او طلبی اختیار کن ز رای ۔ ز گریہ حال رحمت سحاب میگردد

حضرتِ معلّٰی حیدرآبادی نے بھی دربارِ آصفی میں قصیدہ سنا کے شاہانہ تحسین و آفرین کا شرف مکرر حاصل فرمایا عرفی شیرازی جیسے قصیدہ گو کے منتخب قصیدہ پر انہیں قوافی اور ردیف میں رعایتِ لفظی اور مضمون آفرینی کے ساتھ قصیدہ کہنا معمولی شاعر کا کام نہیں ہے دونوں قصیدوں کو ملا کے دیکھنے کے بعد ناظرین حضرت معلّٰی کے مذاقِ سخن کی داد کافی دے سکیں گے۔

حضرت معلّٰی کی تاریخ گوئی

آپکو تاریخ گوئی میں ایک خاص ملکہ حاصل تھا یعنی تاریخی مصرعہ آمد کیساتھ نکلتے تھے جو محاسنِ تاریخ کے مخزن ہوا کرتے تھے اِس مجموعہ کے حصۂ دوم و سوم میں صدہا قطعات ہیں سے چند قطعات تاریخ اردو اور فارسی درج کئے گئے ہیں اس سے ناظرین اندازہ فرمالیں گے کہ حضرت معلّٰی کس شان کے تاریخ گو تھے تدخلہ و تخرجہ جو منجملہ محاسنِ تاریخ ہے اسکا برتاؤ حضرت نے محل و مقام کے لحاظ سے جہاں کہیں کیا ہے وہ ایک خاص حسن رکھتا ہے نمونتًا ایک قطعۂ تاریخ اِس صنعت میں یہاں درج کیا جاتا ہے جسکو حضرت معلّٰی نے حضرت آصف سادس غفران مکان کی وفات اور حضرت آصف سابع خلد اللہ ملکہ کی تخت نشینی کی یادگار میں نظم فرمایا ہے:۔

قطعہ

رخت از شاہی اقلیم دکن	میر محبوب علی چوں بر بود
او برفت و بقا مش آمد	شاہ عثمان علی نیک وجود

شاہی اقلیم دکن کے (۵۷۱) اعداد و سوا اسمیں سے میر محبوب علی کے اعداد ۴۱۸ خارج کردیں اور باقی ۱۵۳ شاہ عثمان علی نیک وجود کے (۱۱۷۶) اعداد میں جمع کریں تو (۱۳۲۹) ہوتے ہیں۔ قطعۂ مذکور میں تدخلہ و تخرجہ کا برتاؤ کس محل و مقام اور مناسبت کے ساتھ کیا گیا ہے ظاہر ہے اب ناظرین فیصلہ فرما سکتے ہیں کہ حضرت معلّٰی کس قابلیت کے ساتھ تاریخ فرماتے تھے اکثر آپنے فی البدیہہ بھی تاریخ فرمائی ہے چنانچہ اپنی والدہ صاحبہ کے انتقال کیوقت آپنے (غمِ مادر) ۱۲۸۵ھ فی البدیہہ تاریخ فرمائی اسیطرح اپنے اُستاد علامۂ زماں حضرت ابو رجا محمد زماں خاں صاحب نصا شہید کی شہادت کی تاریخ (یارِ علی و عثمان شہید) ۱۲۹۲ھ اس کے علاوہ اپنے سب سے پہلے فرزند محمد احتشام الدین صاحب کے تولد کی تاریخ (دہ یک عزیزادہ ہی) ۱۲۸۹ھ فرمائی

اس مجموعہ میں یاں - واں - تلک - ولا - وغیرہ اور بھی اِس قسم کے الفاظ ملیں گے جو اسوقت متروک ہیں انکی نسبت ناظرین حضرت معلّٰی کے ابتدائی زمانۂ شاعری کو پیشِ نظر رکھیں تو خود بخود تصفیہ ہو جائیگا بعض جگہ دیکھئے کہ محاورے بھی نظر آئینگے جنکو حضرت معلّٰی نے عمداً جائز رکھا ہے اور بعض اشعار میں شاعرانہ استحقاق کو پیش نظر رکھکے ضرورۃً لفظی تصرف بھی فرمایا ہے۔ غرض جن حضرات کو جدتہا کا اظہار مدِ نظر ہوتا ہے وہ ایسی پابندیوں کو جائز نہیں رکھتے چنانچہ خود فرماتے ہیں: طرزِ نعت گر نیم شعر گوئی و بس: چرا نظر بخیالاتِ نکتہ چیں دارم

حیدرآباد دکن
مرقومہ شوال المکرم ۱۳۲۲ھ
محمد شرف الدین عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رمیت ما رمیت ہے معمہ ہو و لا ہو کا
کرے کیونکر ادا کعبہ نہ سجدہ طاقِ ابرو کا

کلامِ حق میں ہے واللیل آیا وصف گیسو کا
نہیں کچھ فرق باقی اس میں یک تار سر مو کا

شب میلاد میں سب خاکِ کعبہ مشک آگیں تھی
گماں نافِ زمیں پر کیوں نہ ہو پھر نافِ آہو کا

ہے مظہر ذاتِ والا ذاتِ حق کی کچھ نہیں بیجا
کروں گر یا محمد کہتے کہتے ذِکر یا ہو کا

ادا کیا مدح خلقِ شاہِ دیں میری زباں سے ہو
کلامِ پاک حق ہی وصف اُس سلطانِ خوشخو کا

دلِ مضطر میرا کیا رہ گیا جا کر مدینے میں
نظر آتا مکاں سنسان ہے کیوں آج پہلو کا

ہوا ہیبت سے دو ٹکڑے گرا قدموں پہ غش کھا کے
ہوا جب ماہ کی جانب اشارا ان کی ابرو کا

عدم میں گر گیا شیطاں شبِ میلاد رو رو کر
فرشتے نے لگا کر ایک ٹھوکر منہ پہ چپ تھو کا

ملے مٹی میں لاکھوں ضربِ مشتِ خاک والا سے
بوقتِ جنگ دکھلایا جو شہ نے زور بازو کا

تھیں آنکھیں سرمۂ مازاغ سے روشن دمِ وصلت
اثر کیا ہو سکے اُن پر کسی چشمانِ جادو کا

بوقتِ نزع خوفِ مکرِ شیطاں ہو معلی کیا
نبی عشق قدم پاک گر تعویذ بازو کا

جذب دل پھر تا درِ شاہِ زمن لیجائیگا
باد کا جھونکا مجھے سوئے چمن لیجائیگا

یا رخ دکھلائیگی صبحِ بنارس کی بہار
عشقِ گیسو مجھکو تا ملکِ ختن لیجائیگا

بعد مردن بھی جو آئیگا مدینے کا خیال
پھیر کر جنت سے میری روحِ تن لیجائیگا

اندنوں ہے نعت گوئی میں مرا بڑھتا قدم
مجھ سے کیا سبقت کوئی اہلِ سخن لیجائیگا

وحشت دل پھر مدینے کی فزا دکھلائیگی
پھر مجھے اُس جا مرا دیوانہ پن لیجائیگا

ہو جو تن دشتِ مدینہ میں خوراکِ مور وماً
دِل نہ ہرگز حسرتِ گور و کفن لیجائیگا

اے معلی رہتے ہو کیوں روز فرقت سے ملول
پھر مدینے کو خدائے ذو المنن لیجائیگا

عشق ہو دل میں ہمارے احمد مختار کا
داغِ دل ہو گل خلیل اللہ کے گلزار کا

نور ذاتِ پاک سے عالم منور ہو گیا
جب زمانہ آگیا اُس شاہ کے اظہار کا

چشم حضرت میں تھا روشن نور مازاغ البصر
حضرتِ موسیٰ نے دیکھا جلوہ شکلِ نار کا

عرش اعظم پر مقام قرب تھا جنکو نصیب
کس کو عالم میں ہوا حاصل یہ حظ دیدار کا

مٹ گئی ہستی سے ساری ظلمتِ کفر و نفاق
جب پڑا عالم پہ پرتو روئے پرانوار کا

دشمنوں پر کیوں نہو حاصل انہیں فتح و ظفر
ہے لقب انا فتحنا طرہ دستار کا

ذاتِ اقدس انکی ہر خوبی میں ہو کامل نہ کیوں
مظہرِ کل ہو وہی حسن و جمال یار کا

ہوتے ہیں صف بستہ حاضر انبیاء بہر سلام
ہو نہ کیوں جبریل کو حاصل شرف دربار کا

کیوں نہ ہو ہر دو جہاں میں رحمت حق کا ظہور
جشن میلادِ مبارک ہے شہ ابرار کا

اے مسیحا شربت دیدار حضرت کے سوا — ہو معالج کوئی کیا دردِ دلِ بیمار کا

دولت ہر دو جہاں اُسکو معلی مل گئی
ہو گیا دل سے جو خادم سید ابرار کا

الٰہی ہم کو تو اُس شاہِ انبیا سے ملا — کہ عرش کو بھی شرف جس کے نقشِ پا سے ملا
جو خوش نصیب کوئی شاہِ دوسرا سے ملا — عجب نہیں جو کہے وہ کہ میں خدا سے ملا
محیط غم میں جو ناآشنا بنے ہیں پڑے — تو اے خدا ہمیں اُس یار آشنا سے ملا
مقربین بھی حسرت سے منہ ہی تکتے رہے — خدا سے وہ شہِ لولاک کس ادا سے ملا
ہزار شکر کریں کیوں نہ اہلِ دیں اس پر — لقب جو اُمت حضرت کا کبریا سے ملا
تو اُن کے ملنے سے ملتا ہے لوگ کہتے ہیں — ہمیں بھی تو ہی اے اللہ مصطفیٰ سے ملا
ملی جو خاک درِ یار سے ہمیں صحت — اثر شفا کا نہ ایسا کسی دوا سے ملا
درود پڑھنے کو حضرت پہ کیوں نہ سمجھیں فرض — یہ کار خیر ہمیں حکم کبریا سے ملا
ملا جو حق سے وہ شہ لیکے اپنا جسمِ نحیف — نہ کوئی کاہِ ضعیف ایسا کہربا سے ملا
جہاں میں بھرتے ہیں عشاق دم انا الحق کا — حبیب حق نہ ہو کیونکر بھلا خدا سے ملا

یہ آرزو ہے معلی کہوں میں حضرت سے
مجھے بھی قصر جناں آپ کی دعا سے ملا

کوئی کیا جانے علو و عز و شانِ مصطفیٰ — ملحق اوجِ لامکاں سے ہے مکانِ مصطفیٰ
لامکاں ہے ہی دلا ملحق مکان مصطفیٰ — زینۂ عرش بریں ہے آستانِ مصطفیٰ

رمزِ احمد اور احد جانے تو کیا جانے کوئی
ہے حجابِ میم حائل درمیانِ مصطفیٰ

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ حق نے جب فرمادیا
زور دکھلائے نہ کیوں تیر کمانِ مصطفیٰ

جو کلامِ حق میں آیا ہے عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم
خود خدا کے دو جہاں ہیں قدردانِ مصطفیٰ

جب سے حضرت کی شفاعت بنگئی ہے خضرِ راہ
جا رہا ہے سوئے جنت کاروانِ مصطفیٰ

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ میں جو معنی ہیں عیاں
کیا کوئی سمجھے جو ہے سرِ نہانِ مصطفیٰ

وصفِ ان کا خارج از حدِ بشر پھر کیوں نہو
حضرتِ خالق ہے خود جب مدح خوانِ مصطفیٰ

جان کر محورِ رضائے حق کیا اللہ نے
اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ کہکر امتحانِ مصطفیٰ

باطناً حضرت میں تھی شانِ خدائی جلوہ گر
تھا بظاہر صرف لوگوں کو گمانِ مصطفیٰ

اے معلیٰ کیا کسی سے وصفِ حضرت ہو سکے
بس خدا ہی جانتا ہے عز و شانِ مصطفیٰ

بندہ ہوں دل و جاں سے رسولِ عربی کا
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی کا

کچھ گرمئ خورشید قیامت کا نہیں خوف
ہے سر پہ علم سایہ فگن ظلِ نبی کا

کیوں فخر نہ ہو ہم کو کہ آقا ہے ہمارا
عالم میں شرف جس کو ہے عالی نسبی کا

فرمان جو نازل ہیں خدائی کا اُسی ہیں
بڑھجائے نہ کیوں رُتبہ لسانِ عربی کا

کیونکر نہ غلام در سلطانِ رسل ہو
جس دل میں ذرا بھی ہو اثر حق طلبی کا

حضرت کی شفاعت کا جو قائل نہو مردود
بدلہ اُسے ملجائے گا اس بے ادبی کا

کیوں عفو گنہ کی مجھے حق سے نہ ہو اُمید
ہے جوش مرے دل میں شفاعت طلبی کا

مِنْ اَنْفُسِکُمْ بعدِ لَقَدْ جَآءَکُمْ آیا — قرآں میں بیاں ہے تری عالی نسبی کا
مشہور لقب سیدِ کونین ہے جس کا — سردار ہے ہر شیخ و جواں طفل و صبی کا
حضرت کا بیاں کس سے ہو وہ وصفِ رحیمی — حق نے جو مخاطب کیا اس خوش لقبی کا

ہو گا مرض جرم و خطا دور معلّےٰ
ہوں دل سے غلام اپنے طبیبِ قلبی کا

جدا جس دن سے ہے دلبر ہمارا — تڑپتا ہے دلِ مضطر ہمارا
ہو بس دہلیز شاہِ دیں کا تکیہ — رہے فرش الحجر بستر ہمارا
اگر مدفن مدینے کی زمیں ہو — نصیبہ ہے بلندی پر ہمارا
تمنا ہے یہی خلدِ بریں کی — مدینے کی زمیں ہو گھر ہمارا
کہا شق ہو کے مہ نے شاہِ دیں سے — بلندی پر ہے نیک اختر ہمارا
شفاعت کی سند گر ہاتھ آجائے — ہو نامہ داخلِ دفتر ہمارا

معلّےٰ کو زمانہ جانتا ہے
ہے چرچا عشق میں گھر گھر ہمارا

حیف پھر جانا مدینے کو ہمارا نہ ہوا — لطفِ دیدار میسر وہ دوبارا نہ ہوا
صدقے ہونا نہ ہوا روضۂ اقدس پہ نصیب — بخت کا آہ بلند اپنے ستارا نہ ہوا
کس طرح سے ہو مرا نخلِ تمنا سرسبز — حاصل اُس گنبدِ خضرا کا نظارا نہ ہوا
کچھ کمی عاشقِ مضطر نے تڑپنے میں نہ کی — مائلِ رحم جگر دل ہی تمہارا نہ ہوا

لاکھوں اچھے کئے بیمار مسیحا تم نے
لیکن اچھا دلِ بیمار ہمارا نہ ہوا

دلِ دیوانہ مرا کیوں نہ خیالی بن جائے
خواب میں بھی کبھی دیدار دوبارا نہ ہوا

ہوتا دیدار ہی اُس گنبد خضرا کا نصیب
کاش دل اپنا مدینے کا منارا نہ ہوا

نکہتِ زلفِ رسولِ عربی کے ہمسر
مشکِ از فر نہ ہوا عنبر سارا نہ ہوا

دور پھینکا جو مدینے سے اُٹھا کر مری خاک
اے فلک تجھکو تو اتنا بھی گوارا نہ ہوا

چل سکا بس نہ کبھی اپنا دلِ مضطر پر
ملکِ تسکین جگر پر بھی اجارا نہ ہوا

ہم ہی افسوس معلی نہ پیارے کے بنے
کہیں کس منہ سے کہ اپنا وہ پیارا نہ ہوا

تھک کے جب یار کے میں زیرِ محل بیٹھ گیا
ہو کے ہر عضو مرا ضعف سے شل بیٹھ گیا

جب سے ہے جوش پہ طوفان مرے اشکوں کا
ڈوب کر پانی میں اِس دل کا کنول بیٹھ گیا

دلِ اعدا سے کسی طرح نکل سکتا نہیں
رعب حضرت کا جو از روزِ ازل بیٹھ گیا

دیکھکر شانِ فقیری کا ہماری رتبہ
جوش سرمستیٔ اربابِ دول بیٹھ گیا

شور و غل مرحبا کہنے کا ہر اک سو سے اُٹھا
میں جو پڑھنے کو یہ محفل میں غزل بیٹھ گیا

رات دن دل جو مرا رہتا ہے مشتاق سماع
سُنی جس جائے میں آوازِ دھل بیٹھ گیا

نہر ساوا ہوئی خشک آتشِ فارس تھی بجھی
رُعبِ میلاد سے کسریٰ کا محل بیٹھ گیا

دینِ روشن کا جو حضرت کے ہوا شہرہ بلند
بت پرستی کا جو اُٹھا تھا خلل بیٹھ گیا

اے معلی رہوں کیونکر نہ میں اشعار میں محو

اِس زمیں پر مرا دل مثلِ جبل بیٹھ گیا

ہے شوریدہ سرِ زلفِ شہِ عالم میں سر میرا
گُلِ باغِ خلیل اللہ ہے داغِ جگر میرا

تڑپتا ہوں جو سوزِ آتشِ فرقت میں روز و شب
صبا کہدے مدینہ جاکے حالِ مختصر میرا

مدینے کو چلے جاتے ہیں اُڑ کر بال و پر والے
پہنچنا کس طرح سے ہو سکے بے بال و پر میرا

کسی صورت پہنچ جاؤں گا اقصائے مدینہ تک
کشش اپنی ذرا دکھلائے جذبِ دل اگر میرا

سفر ہے آخرت کا پیش پہنچوں میں مدینے کو
الٰہی حیدرآباد دکن سے ہو سفر میرا

لگے جا کر ٹھکانے مشتِ خاک اپنی کسی صورت
بنے یارب مدینے کے کسی کوچہ میں گھر میرا

جنابِ نوح سے کہدو کہ پھر کشتی بنا لائیں
نہیں ہوتا ہے کم دریائے جوشِ چشمِ تر میرا

کسی کی راہِ صحرائے مدینہ میں نہیں جاتی
جنابِ خضر سے کہدو کہ دل ہے راہبر میرا

الٰہی تو ہی فرمادے مدد غیبی خزانے سے
کہ زادِ راہ کو کافی نہیں ہے مال و زر میرا

جو میں دیوانۂ زلف و عارضِ شہ کا معلیٰ ہوں
تماشا دیکھتے ہیں رات دن شمس و قمر میرا

عجب شاہانہ مجلس تھی عجب دربار ذیشاں تھا
یہ میرا دیدۂ پُرخواب محوِ دیدِ جاناں تھا

سریرِ ناز پر جلوہ فزا سلطانِ خوباں تھا
ضیائے نور سے روشن ہر اک سرو چراغاں تھا

وہاں کا ذرہ ذرہ تھا منور نورِ خالق سے
کہ جس کے رشک سے خورشید بھی مغرب میں پنہاں تھا

ادب سے عاشقِ مضطر کھڑے صف بستہ تھے ہر سو
کوئی گردن کئے تھا خم کوئی استادہ حیراں تھا

کھڑے آداب گاہوں پر تھے سب صف بستہ پیش
ادب سے اور تفاوت سے جہاں قولِ نقیباں تھا

پئے عرضِ سلامِ شاہِ دیں مصروف تھا ہر اک ‌ ‌ ‌ کوئی راکع کوئی قائم کوئی سجدہ میں غلطاں تھا

مجھے بھی طالعِ بیدار نے واں تک جو پہنچایا
معلّیٰ کیا بتاؤں کچھ نہ پوچھو فضلِ یزداں تھا

اگرچہ دل نہ مائل جانبِ تکمیلِ ایماں تھا ‌ ‌ ‌ مگر سر میں سرِ سودائے زلفِ شاہِ خوباں تھا
ٹھکانا غیریت کا ہم کو اے دل مل سکے کیونکر ‌ ‌ ‌ جدھر دیکھو ادھر ہر شئی میں اُن کا نور پنہاں تھا
خبر خوش اُن کے آنے کی کدھر سے دل پہ جا سکتی ‌ ‌ ‌ ہجومِ لشکرِ غم دل کے اندر گرم جولاں تھا
سعادت وحشتِ دل پر تصدّق کیوں نہ ہو میری ‌ ‌ ‌ سہانا وہ میرے پیشِ نظر یثرب کا میداں تھا
بھرا تھا روئے اقدس جلوۂ نورِ تجلّی سے ‌ ‌ ‌ جسے غش دیکھ کر مانندِ موسیٰ ماہِ کنعاں تھا
اِک ابرو کے اشارہ سے ہوا شق مہ جو گردوں پر ‌ ‌ ‌ اِس اعجازِ شرف سے دیدۂ خورشید حیراں تھا

بہارِ بے خزاں کی سیر حاصل تھی مجھے ہر دم
معلّیٰ میری نظروں میں مدینہ کا گلستاں تھا

جنابِ خواجۂ ہر دوسرا ہوئے پیدا ‌ ‌ ‌ ہمارے راہ نما پیشوا ہوئے پیدا
ہے ذاتِ پاک کے باعث یہ سب جہاں کا ظہور ‌ ‌ ‌ وہ آج بندۂ خاصِ خدا ہوئے پیدا
خطاب اِنّا فتحنا کے جو مخاطب ہیں ‌ ‌ ‌ وہ راز دانِ مقامِ دنیٰ ہوئے پیدا
وجودِ پاک سے جنکے ظہورِ عالم ہے ‌ ‌ ‌ وہ فخرِ جملہ جہاں رہنما ہوئے پیدا
خدا نے خُلق کو جنکے عظیم فرمایا ‌ ‌ ‌ وہ فخرِ زمرۂ کل انبیا ہوئے پیدا
شبِ ولادتِ والا کی جنکی ہے یہ خوشی ‌ ‌ ‌ وہ پیشوائے تمام اولیا ہوئے پیدا

کرو قیام معلّی کہ ہی دم تعظیم
ہمارے مالک دیں پیشوا ہوئے پیدا

شب میلاد کے اوصاف اور حالات کیا کہنا
عجب ہی اے معلّی یہ سہانی رات کیا کہنا

عبادت اور طاعت میں ادائے شکر خالق میں
بسر ہوتے تھے حضرت کے جو کچھ اوقات کیا کہنا

ہوئے انگلی کے اشارے سے قمر دو ٹکڑے ہو جانا
وہ حالِ معجزات و حسن خرقہ عادات کیا کہنا

ورم پائے مبارک پر قیام لیل سے آنا
عبادت میں بسر ہوتے تھے جو دن رات کیا کہنا

تن تنہا چلانا سکۂ دیں سارے عالم میں
شجاعت کی صفت اور حالت غزوات کیا کہنا

کلام مارمیت اذ رمیت پڑھ کے قرآں میں
وہ تھا دستِ مبارک یا خدا کا ہات کیا کہنا

چھڑانا نارِ دوزخ سے بچانا رنج و آفت سے
جو ہونگے حشر میں حضرت کے احسانات کیا کہنا

بجھانا نارِ فارس کو سکھانا نہر ساوا کو
شب مولد میں جو ظاہر ہوئے آیات کیا کہنا

جو امت کو طفیل شاہِ دیں فضل و کرامت کے
جنابِ حق تعالیٰ سے ملے سوغات کیا کہنا

تن بے سایہ کا ہونا نکلنا جسم سے ٹپکہ
تھی وہ بے مثل حضرت کی مقدس ذات کیا کہنا

دکھا کر حجتِ بے مثلیٔ قرآں زمانے میں
وہ سچا دین کا ہونا کیا اثبات کیا کہنا

شب معراج میں عرش بریں پر جا کے خلوت میں
جو تھے راز و نیاز ان کے خدا کے ساتھ کیا کہنا

جزائے خیر دے تمکو معلّی حضرتِ باری
قصیدہ خوب یہ لکھا تمھاری بات کیا کہنا

ہوں جب سے محوِ جلوۂ رخسار مصطفےٰ
ہے داغ دل مرا گلِ گلزار مصطفےٰ

ظاہر ہو کیسے معنی اسرارِ مصطفےٰ
یارِ خدا ہیں وہ ہے خدا یارِ مصطفےٰ

آنکھیں ہی ہیں نہ طالبِ دیدارِ مصطفےٰ
دل بھی ہے جان و دل سے طلبگارِ مصطفےٰ

عرشِ بریں پہ اُن کو بلایا بہ اشتیاق
ہو کر خدا بھی طالبِ دیدارِ مصطفےٰ

مضمونِ مَنْ رَأٰنِی رَاءَ الْحَقَّ دلیل ہے
دیدارِ حق تعالیٰ ہے دیدارِ مصطفےٰ

ہرگز کبھی نہ خواہش ظلِّ ہُما کروں
مجھ کو ملے جو سایۂ دیوارِ مصطفےٰ

مائل ہوں سوئے دیر و حرم شیخ و برہمن
ہوں جان و دل سے میں تو پرستارِ مصطفےٰ

ناطق ہے اُن کے وصف میں جملہ کلامِ حق
کیا وصف لکھ سکوں میں سزاوارِ مصطفےٰ

حور و ملائکہ جو ہیں مصروفِ اہتمام
اللہ ری شان و شوکتِ دربارِ مصطفےٰ

ہرگز پھرا نہ سُرمۂ مازاغ پہن کر
دیدارِ حق سے دیدۂ بیدارِ مصطفےٰ

ہے سجدہ گاہ جن و ملک قدسی و بشر
محراب طاق ابروئے خمدارِ مصطفےٰ

واللہ اُس کو حق کی تجلّی ہوئی نصیب
دیکھا ہے جس نے روئے پُر انوارِ مصطفےٰ

حضرت کا کیا سمجھتے کوئی رتبۂ بلند
عرشِ بریں ہے پایۂ دیوارِ مصطفےٰ

لوٹ آئے جا کے عرشِ بریں پر اک آن میں
اللہ ری شانِ سرعتِ رفتارِ مصطفےٰ

مَا یَنطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِلَّا دلیل ہے
ناطق تھی وحیِ حق سے ہی گفتارِ مصطفےٰ

کیونکر نہ ان کو سجدہ کریں سب شجر حجر
شانِ خدا ہے روئے طرحدارِ مصطفےٰ

فضلِ خدائے پاک سے کیا خوش نصیب تھے
اصحاب سب مہاجر و انصارِ مصطفےٰ

محشر کے دن کا خوف معلّی نہیں مجھے

ہوں دل سے میں غلامِ وفادارِ مصطفےٰ

آنکھوں میں جو ہے روضۂ پر نور کا نقشا
موسیٰ کی نظر میں ہی جما طور کا نقشا

پھر جاؤں مدینے سے اگر خلد کیجانب
بگڑے نہ کہیں اس دلِ رنجور کا نقشا

اِس رہ سے کہیں سوئے مدینہ نہ چلے جائے
جو دل میں جما ہے مرے ناسور کا نقشا

ہے دیدۂ مخمور نبی کا جو تصور
بگڑا ہے مرے زخم کے انگور کا نقشا

سکۂ ابد الدہر شہِ دیں کا ہے جاری
ہے اب وہ کہاں شاہی فغفور کا نقشا

ہر کوہ مدینہ کی تجلّی سے عیاں ہے
آنکھوں میں ہماری جبلِ طور کا نقشا

حق کہتے جو حضرت کی شریعت کے مطابق
ہرگز نہ بگڑتا کبھی منصور کا نقشا

فرقت میں سرِ زلف شۂ دیں کے معلّیٰ
ہر صبح ہے گویا شبِ دیجور کا نقشا

جوانی جو غفلت میں کھویا کیا
اسی غم میں دن رات رویا کیا

جو میں خواب غفلت میں سویا کیا
غمِ نامرادی میں رویا کیا

دکن میں جو عمر اپنی کھویا کیا
فراق مدینہ میں رویا کیا

ملے کیا اُسے ثمرۂ آخرت
نہالِ بدی جس نے بویا کیا

کلام خدا کا ملا اُس کو ذوق
زبانِ وحی سے جس نے گویا کیا

شفاعت کے پھل سے وہ محروم ہے
جو نخلِ محبت نہ بویا کیا

جو جاگا یہاں ذکرِ حق میں مدام
لحد میں وہ بے فکر سویا کیا

نہ پایا معلیٰ نے جز نعت ذوق
بہت سلکِ مضموں پرُ ویا کیا

ہے قہر میں بھی لطف تمہارے بھرا ہوا
ویرانے میں ہی گنج یہ مخفی دھرا ہوا
زندہ دلوں سے کیسے ہو دعوائے ہمسری
اعمالِ بد سے اپنا تو دل ہے مرا ہوا
حسرت ہے آبیاریٔ چشمِ پُر آب سے
نخلِ اُمید بھی نہ ہمارا ہرا ہوا
رحمت کی وہ کسوٹی ہے کیا وصف ہو بیاں
کھوٹا بھی اُس پہ آیا تو فوراً کھرا ہوا
بدر الدجیٰ کی چاند سی صورت جو دیکھ لی
دل جان سے فدائے شہِ دوسرا ہوا
مرنے کے بعد ساتھ نہ آئے گا منعمو
رہ جائیگا یہ مال دھرے کا دھرا ہوا

عرش بریں پہ طبع معلیٰ کا ہے دماغ
جب سے وہ مدح خوانِ شہِ دوسرا ہوا

لیتا ہوں میں جو نام رسالت پناہ کا
ملتا ہے کچھ عجیب مزا مجھ کو چاہ کا
کہتے ہیں جسکو روحِ امیں سب ملائکہ
وہ ایک ایلچی ہے تری بارگاہ کا
دل نے جو کوہ نعتِ شہِ دیں اُٹھا لیا
کیا حوصلہ بلند ہے اس برگِ کاہ کا
تجھکو جلا ہی دیں گے نہ کر دل جلوں پہ ظلم
ہے کام اے فلک یہ فقط ایک آہ کا
مرنے کے بعد خاک بھی اس خاکسار کی
کہلائے گی غبار مدینے کی راہ کا

رحمت معلیٰ جس کی زمانے پہ عام ہے
ہوں میں غلام خاص اُسی بادشاہ کا

گردن پہ اولیا کی قدم غوث پاک کا
دکھلا رہا ہے فضل و کرم غوث پاک کا

مامون آفتوں سے رہیں گے وہ حشر میں
دنیا میں بھر رہی ہیں جو دم غوث پاک کا

فرما دیا جو حکم وہ ٹلتا نہیں کبھی
ہے حکم حکمِ لوح و قلم غوث پاک کا

منہ چومتے ہیں شوق سے آکر ملائکہ
لیتے ہیں نامِ پاک جو ہم غوثِ پاک کا

معراج میں سواری حضرت کے ساتھ ساتھ
عرشِ بریں پہ پہنچا علم غوث پاک کا

حورِ جناں ملائکہ و اہلِ چرخ بھی
کرتے ہیں مل کے وصف بہم غوث پاک کا

حسرت کی جا نہیں ہے کہ حق نے ازل سے خاص
رتبہ کیا بلند قسم غوث پاک کا

فضلِ خدا سے سارے زمانے میں چل گیا
سکہ عرب سے تا بہ عجم غوث پاک کا

اللہ ری شان خاص کہ محشر کے روز بھی
نام انبیا کے ساتھ ہے ضم غوثِ پاک کا

شانِ جم اور شوکتِ کسریٰ کو بھول جائے
دیکھے جو کوئی جاہ و حشم غوثِ پاک کا

کحل البصر ہے چشمِ بصیرت کیواسطے
مل جائے گر غبار قدم غوثِ پاک کا

مرقد سے زندہ ہو کے اٹھیں مثلِ روزِ حشر
سن لیں جو نام اہلِ عدم غوث پاک کا

تنویرِ دل صفائی باطن کے واسطے
کافی ہے ذکر حق کی قسم غوث پاک کا

کیوں فیض ذاتِ پاک کی پھیلے نہ روشنی
مملو تھا نور حق سے شکم غوثِ پاک کا

دل سے غلام ادنیٰ معلیٰ ہوں کمترین
پہونچے مجھے بھی فیض اتم غوث پاک کا

یا الٰہی ہم کو دیدارِ پیمبر ہو نصیب
جلوۂ انوارِ فیضِ روئے انور ہو نصیب

تا قیامت ہم پیاسے حب حضرت کے رہیں
فضلِ رب سے شربِ جامِ حوضِ کوثر ہو نصیب

صدقِ دل سے ہم غلامانِ شہ لولاک ہیں
کیا عجب ہے جنت الماویٰ ہمیں گر ہو نصیب

چوب سے کمتر نہیں ہیں عشقِ شاہِ دیں میں ہم
اُستُنِ حنّانہ کی حالت ہمیں گر ہو نصیب

خواہشِ ظلِّ ہما کیونکر ہمارے دل میں آئے
سایۂ دیوارِ حضرت گر ہمیں ہو نصیب

کیوں نہ سمجھیں اپنی آنکھوں کا اُسے کحل البصر
گر ہمیں خاکسترِ دہلیزِ دلبر ہو نصیب

کیوں نہ ہم اسکو سمجھ لیں نقشِ تحصیلِ مراد
گر کہیں سے ہم کو نقشِ پائے سرور ہو نصیب

وہ نظر آجائیں بس آئینۂ دل میں ہمیں
کچھ نہ ہم کو شوکت و شانِ سکندر ہو نصیب

گوہرِ مقصد سے ہو دامن ہمارا کیوں نہ پُر
ہجرِ حضرت میں جو اشکِ دیدۂ تر ہو نصیب

ہے مسِ جرم و گناہ کے واسطے اکسیر وہ
خاکپائے حضرتِ شبیر و شبر ہو نصیب

پھر نہ ہوگی ہم کو سرخ و سبز کی کچھ احتیاج
خادمیٔ حضرتِ شبیر و شبر ہو نصیب

مغفرت کے واسطے کافی وسیلہ ہی ہمیں
حبِّ صدیقؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ ہو نصیب

دو جہاں میں ہم درِ حضرت کے کہلائیں گدا
چاہنے والوں کو گنجِ دولت و زر ہو نصیب

اس تمنا میں **معلیٰ** ہوں گریباں چاک میں
روزِ محشر دامنِ آلِ پیمبر ہو نصیب

یہی ہے بندۂ احقر کی التجا یارب
مجھے مدینے کا دیدار پھر دکھا یارب

جو پہنچوں شہر مدینہ میں پھر عجب کیا ہے
ہو تیرا لطف اگر میرا رہنما یارب

دلِ حزیں کی مرے بس یہی تمنا ہے
درِ رسول کا بنکر رہوں گدا یارب

پہنچ کے شہر مدینہ میں دم نکل جائے
ترے حبیب کے روضے پہ ہوں فدا یارب

زیارتِ شہِ لولاک سے مشرف ہوں
قبول ہو مرے دِل کی یہی دعا یارب

وہ دیکھکر رُخِ پر نور دم نکل جائے
نہیں کچھ اور طلب میری اس سوا یارب

نہ دفن ہونے کے قابل ہوں اُس زمیں میں اگر
سگِ مدینہ کی بن جاؤں میں غذا یارب

مریض جرم ہوں لیکن غلامِ حضرت ہوں
یہ بس ہی میرے لئے درد کی دوا یارب

ترے حبیب مکرم کا نام لیوا ہوں
اگرچہ جرم و گنہ میں ہوں مبتلا یارب

گناہگار **معلی** ہے بخش تو اُس کو
طفیل پنجتن و شاہِ کربلا یارب

خدا کرے کہ مدینے کا پھر سفر ہو نصیب
نظارۂ درِ سلطانِ بحر و بر ہو نصیب

بگرد روضۂ پُر نور صدقے ہو ہو کر
وہ چومنا درِ اقدس کا ہر سحر ہو نصیب

گدائے درگہ سلطانِ دیں میں کہلاؤں
مجھے سوا نہ کوئی اِس کے مال و زر ہو نصیب

نہ دیکھوں روضۂ رضوان کی طرف مڑ کر
قیام شہر مدینہ مجھے اگر ہو نصیب

پھروں مدینے کی گلیوں میں مثلِ دیوانہ
قیام ہر گھڑی باب السّلام پر ہو نصیب

ہو میرا دیدۂ دل نور فیض سے روشن
رسول پاک کا دیدار اک نظر ہو نصیب

رسولِ پاک کا بندہ بنا رہوں ہر دم
نہ کوئی عالمِ دنیا کا کرّ و فر ہو نصیب

بقیع پاک کے ہو جاؤں دفن گوشے میں
زمیں مدینے کی بس مجھ کو اسقدر ہو نصیب

نہ دیکھوں میوۂ جنت کو حشر تک مڑ کر
وہاں کا اک جو مجھے نخل پُر ثمر ہو نصیب

زباں پہ میری معلیٰ ہو یا رسول اللہ
جو نکلے دم تو یہی لفظ مختصر ہو نصیب

دیکھے گر ذرہ بھی انوارِ لقائے محبوب
مہر و مہ اُٹھ کے ہوں سو بار فدائے محبوب

کیوں نہ ہر دم میں رہوں محوِ ثنائے محبوب
نخلِ ایمان کی ہے بیخ ولائے محبوب

بخدا اُس کو میں سمجھوں گا ہے آوازِ خدا
گر مرے کان میں پہنچیگی صدائے محبوب

کہدو یہ حضرتِ عیسیٰ سے نہ تکلیف کریں
دردِ دل کو مرے کافی ہے دوائے محبوب

قربتِ حق میں ہے اللہ ری شانِ والا
اولیاؤں کی بھی گردن پہ ہے پائے محبوب

خاص محبوبِ خدا ذاتِ مبارک جو نبی
کیا زباں میری کرے وصف و ثنائے محبوب

کیا ولی پہنچ سکے رتبۂ والا کو کوئی
عرشِ اعظم پہ پھڑکتا ہے لوائے محبوب

درِ والا کی گدائی پہ نہ کیوں فخر کروں
بڑھ کے شاہانِ جہاں سے ہے گدائے محبوب

سوزشِ گرمیِ خورشید کا کیا خوف انہیں
روزِ محشر جو رہیں زیرِ لوائے محبوب

لطف کیا کیا نہ دکھائے گا بروزِ محشر
سر میں سودائے نبی دل میں ولائے محبوب

ہو گیا ہے مرا اب عرشِ معلیٰ پہ دماغ
اے معلیٰ جو مرے دل میں ہے جائے محبوب

عجب برتر ہے عز و شانِ محبوب
مری جاں کیوں نہ ہو قربانِ محبوب

عمل تقویٰ ریاضت بندگی میں
ہے قائم ہر جگہ برہانِ محبوب

جدا حق سے نہیں اُن کو سمجھتے
ولی جو ہیں مراتب دانِ محبوب

رسائی واں غریبوں کی کہاں ہو — ملائک خاص ہیں دربانِ محبوب
جو کی حضرت کے دیں کی رہنمائی — مسلمانوں پہ ہے احسانِ محبوب
خدائی میں خداوندِ جہاں کی — ہے جاری سکۂ و فرمانِ محبوب
کریں ہرگز نہ پھر پرُزے گریباں — ہمیں ہاتھ آئے گر دامانِ محبوب
ہے حکم اُن کا خدا کا حکم لاریب — کہ محوِ ذاتِ حق ہے جانِ محبوب

گناہانِ معلّی بخش الٰہی
کہ ادنیٰ ہے وہ مدحت خوانِ محبوب

ہر چند ظاہرا تو رسولِ خدا ہیں آپ — لیکن خبر نہیں ہے کہ باطن میں کیا ہیں آپ
فرما دیا ہے حق نے محمدؐ جو آپ کو — ہم بھی کہیں گے لائقِ حمد و ثنا ہیں آپ
ہے ذاتِ پاک آپ کی بے مثل و بے نظیر — واللہ اسمِ اعظم ذاتِ خدا ہیں آپ
ہم کو نہیں ہے حضرتِ عیسیٰ سے کچھ غرض — ہم عاصیوں کے دردِ جگر کی دوا ہیں آپ

کیا ہو سکے زبانِ معلّی سے وصفِ پاک
مقبولِ خاص بارگہِ کبریا ہیں آپ

جب حشر کے دن گرم ہو بازارِ شفاعت — بھولو نہ مجھے اے شہِ مختارِ شفاعت
رتبہ شہِ ابرار کا کھل جائیگا سب پر — جب ہوں گے گنہگار طلبگارِ شفاعت
یارب ہے دعا میری پئے عفو تئین را — مجھ پر بھی کریں رحم وہ سردارِ شفاعت
ناکارہ گنہگار ہوں آلودۂ عصیاں — ہو یاد مری بھی سرِ دربارِ شفاعت

یہ آپ کو ہی حق نے دیا رتبۂ عالی — ہے آپ سوا کون جو لے بارِ شفاعت

کیوں بخشے نہ جائیں گے گنہگار ہزاروں — خود آپ کا خالق ہے خریدارِ شفاعت

ہو جائیگا رتبہ شہِ ابرار کا روشن — دیکھیں گے جو وہ جلوۂ انوارِ شفاعت

محشر میں پئے گرمئ خورشید معلی
کافی ہے مجھے سایۂ دیوارِ شفاعت

ہے آج جشنِ مولدِ خیر الوریٰ کی رات — جلوہ فزا ہے جلوۂ نورِ خدا کی رات

ہم صبحِ عید سے اسے افضل کہیں نہ کیوں — روزِ ازل سے آئی ہے بنکر ضیا کی رات

تشبیہ کیسے ہم دیں شبِ طور سے اسے — موسیٰ کی رات تھی وہ یہ ہے مصطفیٰ کی رات

حصے شبِ برات و شبِ قدر اس کے ہیں — ہے یہ ولادتِ شہِ ہر دوسرا کی رات

اس میں جنابِ رحمتِ عالم کا ہے ظہور — سچ پوچھیئے تو ہے یہی اک مدعا کی رات

ہے رات کونسی جو کرے اس کی ہمسری — بیشک ہے یہ فضیلتِ بے انتہا کی رات

وردِ درود اس کے سویدائے دل میں ہے — تسبیح خوان ازل ہے صلِّ علیٰ کی رات

مانگیں دعائے خیر اسی میں سب اہلِ خیر — واللہ یہ ہے قبولیتِ ہر دعا کی رات

ہم اُن کے سب غلاموں کا ہو خاتمہ بخیر — یارب ترے حبیب کی ہوا ابتدا کی رات

بخشے گئے گناہِ معلی کہ آج ہے
مقبولِ خاص بارگہِ کبریا کی رات

ہے عالی تر مقامِ حضرتِ غوث — فدا ہے دل بنامِ حضرتِ غوث

قدم گردن پہ لیئے ہر ولی کو
ہے حکم حق کلام حضرت غوث

رہے وہ مست عشق حق ابد تک
جو پی لے ایک جام حضرت غوث

تمامی اُمّت شاہ رُسل پر
ہے جاری فیض عام حضرت غوث

پئے بخشایش اُمّت بمحشر
رہے گا اہتمام حضرت غوث

نہ خواہش ہو ہمیں ظل ہُما کی
ملے گر ظل بام حضرت غوث

کھڑے رہتے ہیں صف بستہ ملائک
پئے عرض سلام حضرت غوث

کرے کیا کوئی دعوئ ہمسری کا
مقدر ہے بکام حضرت غوث

ہر اک مرغ چمن زار ولایت
ہے قیدی زیر دام حضرت غوث

ہمارے پیشوا وہ کیوں نہ ٹھہریں
ہیں شاہ دیں امام حضرت غوث

طفیل غوث سے بخش اسکو یارب
معلّی ہے غلام حضرت غوث

حلقے میں اولیا کے ہی عالی مقام غوث
سکہ ہے بادشاہی کا جاری بنام غوث

لاکھوں ہی کامیاب ہیں اس درسے اولیا
جاری رہے الٰہی یہ فیض دوام غوث

ارشاد جو ہوا قدمی ہذہ کا قول
اللہ کا تھا کلام نہ تھا وہ کلام غوث

معشوق حق ہیں آپ ولی عاشقان حق
ظاہر ہے اس سے فرق علوّ مقام غوث

تسخیر ملک قرب الٰہی کے واسطے
چمکی ہوئی ہے دونوں جہاں میں حسام غوث

حور و ملک بشر سبھی میدان حشر میں
صف بستہ ہیں کھڑے ہوئے بہر سلام غوث

انوارِ حق سے نورِ مجسم ہے ذاتِ پاک — صبحِ تجلیاتِ الٰہی ہے شامِ غوث
جن و بشر ہی تابعِ فرماں نہیں فقط — جاری ملائکہ پہ بھی ہے حکمِ عامِ غوث

بخشش کو میری بس ہے کہیں حشر میں جو لوگ
دیکھو وہ آرہا ہے معلیٰ غلامِ غوث

کیا لکھوں رتبۂ یگانۂ غوث — بابِ جنت ہے آستانۂ غوث
حالِ اجلالِ غوث دکھلاتا — ہوتا گر آج کل زمانۂ غوث
قعرِ دوزخ سے اٹھ سکے نہ کبھی — جس پہ پڑ جائے تازیانۂ غوث
بھول جائیں گے سب خودی اپنی — گر کروں عرض میں فسانۂ غوث
کام کیا ہے سماعِ دنیا سے — گوش زد ہو اگر ترانۂ غوث
کچھ عجب شانِ دستگیری ہے — فیض سے ہے بھرا خزانۂ غوث

وصف کیا ہو بیاں معلیٰ سے
قدرتِ حق ہے کارخانۂ غوث

جہاں میں آمدِ خیر الوریٰ کی دھوم ہے آج — ظہورِ جلوۂ نورِ خدا کی دھوم ہے آج
ضیائے نورِ تجلی سے چرخ ہے روشن — طلوعِ مہرِ سپہرِ ہُدا کی دھوم ہے آج
زبانِ حور و ملک پر ہے مرحبا جاری — صدائے نعرۂ صلِّ علیٰ کی دھوم ہے آج
ہے تہنیت کی ادائی کا شور و غل ہر سو — بہم مبارکئ انبیا کی دھوم ہے آج
بشارت اور خوشی کے ہیں ہر طرف جلسے — ولادتِ شہِ ہر دوسرا کی دھوم ہے آج

ہر ایک سو ہے عیاں رحمتِ خدا کا ظہور
تجلئ کرمِ کبریا کی دھوم ہے آج

بیانِ وصف زباں سے ہو اس خوشی کا کیا
رسومِ شادیٔ بے انتہا کی دھوم ہے آج

مٹیگا کیوں نہ کدورت کا نام دنیا سے
مسرتِ دلِ اہلِ صفا کی دھوم ہے آج

غمِ تولدِ حضرت سے فوجِ شیطاں میں
الم و زاری و رنج و بُکا کی دھوم ہے آج

ہو اہلِ کفر و ضلالت کو دخل یاں کیونکر
قدومِ رہبرِ دیں پیشوا کی دھوم ہے آج

ہو کیوں نہ آمدِ مضموں دلِ معلی پر
زبانِ کلک پہ مدح و ثنا کی دھوم ہے آج

دیکھی ہے جو شانِ رخِ زیبائے محمد
جبریلِ امیں کیوں نہوں شیدائے محمد

ہے عرشِ بریں فرش تہِ پائے محمد
کیوں فخر سے چومے نہ قدمہائے محمد

ہے آنکھوں میں اور دل میں مرے جائے محمد
سینہ ہے مرا مسکن و ماوائے محمد

پروانۂ شمعِ رخِ زیبائے نبی ہوں
کیوں مجکو نہو خواہشِ پروائے محمد

قرآں میں جو آیا ہے بیاں قاب و قوسین
ادنیٰ ہے مقامِ شرف افزائے محمد

حاصل ہو انہیں سرمۂ مازاغ کہاں سے
آنکھیں ہوں مری کیسے شناسائے محمد

ہے گول دہن حلقۂ ہا لام دو زلفیں
اللہ کا الف ہے قدِ بالائے محمد

بن جائے وہ یارب شررِ نارِ جہنم
جس سر میں نہو گرمیٔ سودائے محمد

کیونکر نہ گرفتار رہے قیدِ جہاں میں
جو دل سے نہ ہو والہ و شیدائے محمد

ہے کعبۂ مقصودِ معلی کا مدینہ

اُس کے دل پر شوق میں ہی جائے محمدؐ

منبع فضلِ کبریا ہے درود
معدنِ رحمتِ خدا ہے درود

نہیں کوئی درود سے بڑھ کر
مظہرِ فیضِ مصطفےٰؐ ہے درود

کُنتُ کَنزًا کا راز مخفی ہے
مخزنِ لطف و اتّقا ہے درود

کیوں نہ ہو یاد رات دن اُس کی
دلِ عاشق کا مدّعا ہے درود

کیوں نہ بڑھجائے عاقبت میں حیات
طائرِ روح کی غذا ہے درود

اے مریضانِ عشقِ مصطفوٰیؐ
ہر مرض کے لئے شفا ہے درود

خوف خورشیدِ حشر کا کیا ہو
اپنا محشر میں آسرا ہے درود

فرض جانو درود پڑھنے کو
نورِ ایمان کی بنا ہے درود

فضل میں فخر میں فضیلت میں
سب عبادات سے سوا ہے درود

کیوں کشش ہو نہ دل کی اُس جانب
کاہ ہیں ہوں تو کہربا ہے درود

وردِ اُس کا ہو کیوں نہ دل کو قبول
بہرِ مقبولیٔ دعا ہے درود

نور پھیلا ہے اس کا عالم میں
رونقِ شمع کی ضیا ہے درود

اے معلّی پڑھو دل و جاں سے
باعثِ بخششِ خطا ہے درود

بھیجے خدا نے جتنے پیمبر زمین پر
حضرت ہیں سب کے سیّد و سرور زمین پر

دو بہ فلک نے آہ ہزاروں مٹا دئے
تھے بادشہ جو مثلِ سکندر زمین پر

چرخ بریں بھی گنبد خضرا کے سامنے — کرتا سلام روز ہے جھک کر زمین پر

ارشادِ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ سے ہے ثبوت — آئے حضور روپ بدل کر زمین پر

عیسیٰ کے ساتھ رتبۂ حضرت کا تُول میں — پلہ گراں تھا رہ گیا ٹِک کر زمین پر

کیونکر ملک نہ آئیں اُتر کر پئے طواف — عرشِ بریں ہے روضۂ انور زمین پر

ظلماتِ کفر دہر میں اندھیر ڈالتی — ہوتی اگر نہ ذاتِ پیمبر زمین پر

خورشید جا کے پردۂ گردوں میں چھپ گیا — دیکھا جو نورِ روضۂ انور زمین پر

کیا وصف شہ کے دانتوں کا اہلِ سخن کریں — کیسے اُتار لائیں وہ اختر زمین پر

بتخانے پائمال تھے بت سارے سرنگوں — جب تک رہا قیامِ پیمبر زمین پر

خوبی میں مثل قامتِ بالائے شاہِ دیں — طوبیٰ فلک پہ ہے نہ صنوبر زمین پر

جب سے ہے سیرِ باغِ مدینہ سے بے نصیب — دیوانہ وار پھرتی ہے صرصر زمین پر

ہے شوق انہیں کہ پہلوئے حضرت میں دفن ہوں — عیسیٰ پھر آئیں کیوں نہ اُتر کر زمین پر

شوقِ حصولِ سایۂ دیوارِ شاہ میں — عاشق لگائے بیٹھے ہیں بستر زمین پر

کیا شان کبریائی کی تیری ہے اے خدا — دعوی کریں خدائی کا پتھر زمین پر

یا رب قبول ہو یہ معلی کی التجا
مدفن مرا مدینے کی ہو سر زمین پر

رنج فرقت سے دلِ زار کو مغموم نہ کر — اپنے دیدار سے جاناں مجھے محروم نہ کر

بارِ عصیاں سے گراں خاطرِ مغموم نہ کر — پیشِ حق مجھ کو سبک اے مرے مخدوم نہ کر

میرے آقا مرے حضرت ابھی آرام میں ہیں — جلکے ہنگامۂ محشر سے کہو دھوم نہ کر

ہیچ ہے زندگی عمرِ دو روزہ پہ غرور — اعتبار اثرِ ہستیٔ موہوم نہ کر

چھوڑ کر ظلم و ستم کر مرے احوال پہ رحم — مجھ کو بھی داخلِ جمعِ صفِ مظلوم نہ کر

درِ حضرت کی گدائی مجھے کافی ہے دلا — آرزوئے شہیٔ سلطنتِ روم نہ کر

بے نشانی کے سوا اُس کا نشاں ملتا نہیں — یہ ملا ہے جو پتہ دل سے تو معدوم نہ کر

عشق میں رنج والم کو نہ سمجھ رنج و اَلَم — مائل اِس پر تو کبھی خاطرِ مغموم نہ کر

تا دمِ زیست معلّیٰ نہ کبھی بھول اسے
نعت گوئی کے سوا نثر کو منظوم نہ کر

عرشِ اعظم سے ہے ملحق ترمکانِ دستگیر — کوئی کیا جانے معلّیٰ عز و شانِ دستگیر

رات دن رہتی ہے میرے دل میں یہ خواہش یہی — سر ہو میرا اور سنگِ آستانِ دستگیر

گردنوں پر اولیا کی کیوں نہ ہو اُن کا قدم — سب ہیں عاشق اور معشوقی ہے شانِ دستگیر

رتبۂ محبوب سبحانی جو عالی ہے مقام — کیا کسی پر کھل سکے رازِ نہانِ دستگیر

دستگیری جس کی کی حضرت نے وہ کامل بنا — کر لیا ہے ہم نے دائم امتحانِ دستگیر

پہونچتا ہے بر نشانِ عرش پر تیرِ دعا — کس قدر پر زور ہے تابِ کمانِ دستگیر

کچھ نہ اُن کو گرمیٔ خورشیدِ محشر کا ہے خوف — جو رہیں گے زیرِ ظلِ سائبانِ دستگیر

رد نمائی کے طریقے گوشِ دل سے وعظ میں — خضر بھی سنتے ہیں آکر خوش بیانِ دستگیر

روزِ محشر غیر حسرت میں رہیں گے دیکھکر — جب کشادہ ہوگا ہر خادم خوانِ دستگیر

گرچہ ظاہر وہ خدا کے خاص بندے ہیں مگر | کوئی کیا جانے جو باطن میں ہے شانِ دستگیر

حشر میں کر عفو یارب اُس کے سب جرم و گناہ
ہے معلیٰ کمترین اک مدح خوان دستگیر

کچھ پتہ چلتا نہیں دل کا جگر کے آس پاس | دیکھو ہوگا روضۂ خیر البشر کے آس پاس
دولتِ دیدارِ جاناں جلد ہو یارب نصیب | کب تلک پھرتا رہوں یوں اور ودر کے آس پاس
اُڑ سکے اوجِ رسالت تک کہاں مرغِ خیال | گر پرِ جبریل بھی ہو بال و پر کے آس پاس
اُس لبِ شیریں پہ ایسی ہیں فدا جانیں ہزار | چیونٹیاں جیسے لپٹتی ہیں شکر کے آس پاس
جب اسی دلبر سے جن و بشر ہیں فیضیاب | کیوں نہ میں بیٹھا رہوں اس سنگ در کے آس پاس
غیرتِ خلدِ بریں رشکِ گلستانِ ارم | ہے وہ جالی روضۂ خیر البشر کے آس پاس
کیوں نہ سمجھوں روضۂ رضواں سے بھی بڑھ کر اُسے | جا مدینے میں ملے گر اُن کے در کے آس پاس
خواہشِ دیدار میں روتا ہوں جب سے رات دن | پڑ گئے ہیں حلقے میری چشمِ تر کے آس پاس
گرد حضرت کے صحابہ کا یہ رہتا تھا ہجوم | رہتے ہیں جس طرح سے تارے قمر کے آس پاس
دل ہمارا غیرتِ گلزارِ ابراہیم ہے | پڑ گئے ہیں اس قدر چھالے جگر کے آس پاس

اے معلیٰ دل سے نکلی ہے دعا ہوگی قبول
پھر رہی ہے دیکھنا بابِ اثر کے آس پاس

رکھے دل میں جو حُبِّ مصطفیٰ دل | وہی ہے اے معلیٰ کام کا دل
کروں ہر دم نبیؐ پر میں فدا دل | عطا کر ہر گھڑی یارب نیا دل

نہ اک لحظہ بھی پہلو میں رہا دل — مدینے کی گلی ہے اور مرا دل
محیطِ عشق میں ہے آشنا دل — غریقِ بحرِ رحمت ہے مرا دل
کروں کیونکر نہ اپنے دل کی تعظیم — کہ شاہِ دیں کی ہے دولت سرا دل
بنے کیونکر نہ رشکِ عرشِ اعظم — کہ ہے منزل گہِ عرشِ خدا دل
صبا کہدے حبیبِ کبریا سے — تمھارا ڈھونڈتا ہے آسرا دل
ترحم یا نبیؐ اللہ ترحم — ہے مضطر آپ کے غم سے مرا دل

نبیؐ کے ہے جو ظلِّ عاطفت میں
معلّٰی عرشِ اعظم ہے مرا دل

جہاں میں ہے شبِ میلادِ مصطفےٰ کی دھوم — ہے آمد آمدِ سلطانِ انبیا کی دھوم
مچی جہان میں ہے کس عزّ و شان سے آنکی — خدائی جس نے کی اُس بندۂ خدا کی دھوم
عجب نہیں ہے جو ہو سرد آتشِ فارس — فروغِ باغِ خلیلی کے ہے ضیا کی دھوم
خوشی سے پھولوں سماتی نہیں شبِ میلاد — ہے آمد آمدِ واللیل والضحےٰ کی دھوم
محلِ کسروی کیونکر نہ خوف سے گر جائے — خدا کے گھر میں ہے اسلام کی ضیا کی دھوم
جہاں سے ظلمتِ و کفر و نفاق کیوں نہ مٹے — ہے پھیلی جلوۂ انوارِ کبریا کی دھوم
جو کرتے ہیں ادا آج شادیٔ میلاد — بیاں میں آتی نہیں رضا و رسا کی دھوم
سمانے کیسے بھلا مومنوں کے دل میں خوشی — ہے مولدِ شہِ مقبولِ کبریا کی دھوم
دلوں میں ہے جو روزِ الست کی ہے خوشی — مچا رہی ہے وہ اس شب میں بھی بلا کی دھوم

درود خوانی کا عالم میں ہر طرف جو ہے غُل
ہے خوشنما یہ عجب خلقتِ خدا کی دھوم

جو نغمہ خوانی صلِّ علیٰ میں ہیں مشغول
لبھاتی دل کو ہے حور و ملک بھی صدا کی دھوم

ظہورِ مظہرِ نورِ اِلٰہ کے باعث سے
سُرورِ شادی سے ہر سو ہے اصفیا کی دھوم

ادائے تہنیتِ جشن کے لئے ہر جا
نزولِ فوجِ ملک سے ہے انتہا کی دھوم

جو شور و غُل ہے مبارک کا دہر میں ہر سو
شمارِ عقل سے خارج ہے جا بجا کی دھوم

خوشی دلوں پہ جو حضرت کی ہے ولادت کی
کہیں ہے ذکر کا غُل اور کہیں ثنا کی دھوم

میں لکھ رہا ہوں معلّیٰ جو نعتیہ اشعار
ہے دل پہ میرے مضامینِ باصفا کی دھوم

وصفِ رسولِ پاک کریں کس زباں سے ہم
لائیں زبانِ حضرت باری کہاں سے ہم

ہرگز نہ جائیں گے درِ شاہِ جہاں سے ہم
سر کاٹیں گے نہ سر بھی اِس آستاں سے ہم

تشبیہ کیا بیانِ دُرِ دنداں کی ہو سکے
تارے اُتار لائیں بھی گر آسماں سے ہم

بے مثل ذات اُن کی ہے کیونکر ملے پتا
کس طرح ڈھونڈ لائیں مکاں لامکاں سے ہم

میدانِ نعتِ شہ میں اُڑاتے ہیں مرغِ فکر
بڑھ جائیں کیوں نہ طائرِ عرش آشیاں سے ہم

حامی ہمارے ہیں جو وہ آقائے نامدار
کیونکر فدا نہ اُن پہ رہیں لاکھ جاں سے ہم

عشقِ نبی ہمارے لئے زادِ راہ ہے
جب دارِ آخرت کو چلیں گے یہاں سے ہم

پہنچا دے یا الٰہی مدینے کو جلد تر
اُکتا گئے سکونتِ ہندوستاں سے ہم

تازہ ہے داغِ دل کا چمن عشقِ شاہ میں
رکھتے غرض نہیں ہیں بہار و خزاں سے ہم

اپنے مقامِ عبودیت کا پتا ہیں کیا پتا
یہ بھی خبر نہیں ہے کہ آئے کہاں سے ہم

اے جذبۂ عشقِ یار ہمیں تو ہی کھینچ لے
کیا زور کر سکیں گے دلِ ناتواں سے ہم

دہلیزِ بارگاہِ شہِ انبیاء نہ چھوڑ
کہتے ہیں بار بار دلِ ناتواں سے ہم

ہو خواستگارِ گوشۂ دامانِ مصطفیٰ
رکھتے نہیں ہیں کام کچھ اہلِ جہاں سے ہم

بعدِ فنا بھی خلد میں کھنچتی ہے میری روح
سیدھے مدینے جائیں گے اُڑ کر یہاں سے ہم

فرشِ زمیں پہ ہم ہیں وہ مسند نشینِ عرش
پہنچیں قریب اُن کے معلیٰ کہاں سے ہم

سوزِ الم سے دل کو کہاں تک جلائیں ہم
کب تک غمِ فراق کے صدمے اُٹھائیں ہم

بہرِ حصولِ روشنیٔ چشمِ باطنی
آنکھوں میں خاکِ راہ وہاں کی لگائیں ہم

صدقے ہوں گردِ روضۂ اقدس کے بار بار
اپنا مطاف گنبدِ خضرا بنائیں ہم

رفعِ کدورتِ دلِ ناشاد کے لئے
خاشاکِ راہ آنکھوں سے اپنی اٹھائیں ہم

بابِ السلام پر کبھی استادہ با ادب
عرضِ سلام کے لئے سر کو جھکائیں ہم

پھر ادائے سجدۂ شکرانہ حضور
فرش الحجر کو اپنا مصلّا بنائیں ہم

مستانہ وار زیست معلیٰ بسر کریں
جائے قیام دشتِ مدینہ بنائیں ہم

نورِ پیمبر یا غوثِ اعظم
ہے ذاتِ انور یا غوثِ اعظم

[illegible] سے نادم
ہے مشکِ اذفر یا غوثِ اعظم

زمرے میں اقطاب اور اولیا کے
ہو سب سے بہتر یا غوثِ اعظم

خورشیدِ برجِ چرخِ ولایت
ہے روئے انور یا غوثِ اعظم

ظاہر ہیں انساں لیکن بباطن
ہو حق کے مظہر یا غوثِ اعظم

ذرّہ تمہارے کوچے کا شاہا
ہے مہرِ خاور یا غوثِ اعظم

پائے مبارک سب اولیا کی
ہے گردنوں پر یا غوثِ اعظم

جز ذاتِ والا ہم کو سہارا
ہے کون سرور یا غوثِ اعظم

روئے منوّر بے شبہ بیشک
ہے سعدِ اکبر یا غوثِ اعظم

سایہ تمہارا ہم عاصیوں کے
ہو سر کے اوپر یا غوثِ اعظم

تعریفِ دنداں میں شعرِ معلّیٰ
ہے سلکِ گوہر یا غوثِ اعظم

شمسِ حضرت کے مقابل جلوہ گر کچھ بھی نہیں
رخ کے آگے جلوۂ نورِ قمر کچھ بھی نہیں

لب پہ جز ذکرِ شہِ خیر البشر کچھ بھی نہیں
ورد میرا اس سوا شام و سحر کچھ بھی نہیں

عالم اس آئینہ ہستی میں ہے عکسِ جمال
دیکھنے کو ہے ادھر سب کچھ - اُدھر کچھ بھی نہیں

درجۂ جن و ملک اور رتبۂ کل انبیاء
پیش شانِ حضرتِ خیر البشر کچھ بھی نہیں

ذاتِ باری میں عجب ذاتِ مبارک ہے فنا
عکس آئینے میں ظاہر ہے مگر کچھ بھی نہیں

عرش پر جا کر پلٹ آنے سے بڑھ کر آں منیٰ
وادیٔ ایمن کا اے موسیٰ سفر کچھ بھی نہیں

دیکھتا ہوں میں جدھر نورِ الٰہی کے سوا
میری آنکھوں کو تو آتا ہی نظر کچھ بھی نہیں

وہ دمِ عیسیٰ یدِ بیضا عصائے موسیٰ
پیشِ شانِ رتبۂ شق القمر کچھ بھی نہیں

کچھ چلا مجکو نہ حضرت کی حقیقت کا پتا
طاقتِ ادراک تجھ میں اے بصر کچھ بھی نہیں

سب اُدھر ہے دہر میں اظہارِ اسما و صفات
ذاتِ مطلق کے سوا پیدا اُدھر کچھ بھی نہیں

کیا لب و دندانِ حضرت سے کریں گے ہمسری
اُن کے آگے لعل و یاقوت و گہر کچھ بھی نہیں

بے ادب کہتے ہیں جو ہم بھی بشر وہ بھی بشر
اُن کو حضرت کی حقیقت کی خبر کچھ بھی نہیں

ہمسری خیر البشر سے کیا کرے کوئی بشر
سامنے یاقوت کے شانِ حجر کچھ بھی نہیں

بے ید حضرت کے پہنچوں میں منہ کس طرح
پاس میرے خرچِ رہ زادِ سفر کچھ بھی نہیں

شافعِ روزِ جزا ہیں میرے آقائے کریم
روزِ محشر کا **معلّی** مجھ کو ڈر کچھ بھی نہیں

عجب رتبے میں عالی شاں محی الدین جیلی ہیں
نبی کے نورِ چشم و جاں محی الدین جیلی ہیں

رکھے زیرِ قدم اُن کے نہ کیونکر ہر ولی گردن
کہ فخرِ عالمِ ایقاں محی الدین جیلی ہیں

نہ کیونکر خاکِ در کو اُن کی ہم خاکِ شفا سمجھیں
ہمارے درد کے درماں محی الدین جیلی ہیں

محبت اور اطاعت اُن کی لازم اہلِ دیں پر ہے
مدارِ دین و ہم ایماں محی الدین جیلی ہیں

ہے فرمانِ حکومت اُن کا جاری سارے عالم پر
اگرچہ ساکنِ جیلاں محی الدین جیلی ہیں

لٹے گر آپ کے در کی گدائی ہم کو کافی ہے
نہ کچھ اور اس سوا ارماں محی الدین جیلی ہیں

بچا لیں گے نہ کیوں دوزخ سے وہ اُمت کو نانا کی
دوائے علتِ عصیاں محی الدین جیلی ہیں

ضیائے نور سے اُن کی منوّر سارا عالم ہے
شرف کے نیرِ تاباں محی الدین جیلی ہیں

دکھائے مُردے زندہ کرکے بھی زورِ مسیحائی
عجب سردارِ عالی شاں محی الدین جیلی ہیں

گروہِ اولیا سب عاشقِ درگاہِ باری ہے
حبیبِ حضرتِ سبحاں محی الدین جیلی ہیں

ہو کیا خوف اے معلی مجھ کو شورِ روزِ محشر کا
حمایت پر مری ہر آں محی الدین جیلی ہیں

نہ کہا آکے یہ اے جان کسی نے تجھ کو
کہ بلایا ہے مدینے میں نبی نے تجھ کو

ہجر میں رو کہ ہیں دو آنکھیں سفینے تجھ کو
یہی پہنچائیں گے اک روز مدینے تجھ کو

ذکرِ حضرت میں تو مصروف رہ اے جانِ حزیں
رحمتِ حق کے ملے ہیں یہ دفینے تجھ کو

نعتیہ شعر مرے سُن کے یہ کہتے ہیں اُویس
دیا بخشش کا وثیقہ یہ نبیؐ نے تجھ کو

صدقے ہوتا ہوں جو روضے کے تو کہتے ہیں ملک
یاد ہیں خوب خوشامد کے قرینے تجھ کو

نامِ حضرت پہ ہو صدقے تو اذاں میں دلِ زار
کی عنایت یہ بلالِ حبشیؓ نے تجھ کو

سر نہ سرکا کبھی دہلیزِ شہِ دیں سے ولا
چومنے کیلئے بس ہیں یہی زینے تجھ کو

آرزو ہی کہ کہیں قبر میں بھی مجھ سے ملک
بخشوایا ہے گناہوں سے نبیؐ نے تجھ کو

اے معلی نہ کبھی نعتیہ اشعار کو چھوڑ
کافی ہے ورد یہی بارا مہینے تجھ کو

اِن آنکھوں کو اللہ نظر آئے مدینہ
ہر لحظہ ہو دل محوِ تماشائے مدینہ

کیا دل میں جما نقشۂ زیبائے مدینہ
ہے خانۂ کعبہ میں تجلائے مدینہ

سو بار تصدق ہوں میں اُس پیاری خلش پر
اُف رے خلشِ خارِ تمنائے مدینہ

بدلے میں سر و جاں کے بھی گر اسکو خریدیں
ارزاں ہے ہمارے لئے سودائے مدینہ

سر اُس کا سرِ جیبِ مقدّس سے لگا ہے
ہے غم سے بری دامنِ صحرائے مدینہ

خالص عسل و نحل سے خرمائے چکیدہ
ہے نعمتِ حق یہ منّ و سلوائے مدینہ

کہتے ہیں بصد شوق مرے مردمِ دیدہ
کیا خوب ہے گر آنکھ میں چھپ جائے مدینہ

تا حشر تری بارشِ رحمت سے الٰہی
سرسبز رہے گنبدِ خضرائے مدینہ

حضرت کا بنا جب سے ہے آرام گہِ خاص
کیوں فخر سے اپنے میں نہ اترائے مدینہ

ہیں حور و ملک جس پہ دل و جاں سے تصدق
رشکِ چمنِ خلد ہے صحرائے مدینہ

کونین میں پھیلی ہے ضیا جس کی معلّیٰ
کیا غیرتِ خورشید ہے سیمائے مدینہ

خرمے کے درخت اور وہ صحرائے مدینہ
یاد آتا ہے ہر روز یہ مجھے ہائے مدینہ

اللہ رے تاثیرِ تولّائے مدینہ
ہر داغِ جگر ہے گلِ صحرائے مدینہ

دل جب سے ہوا والہ و شیدائے مدینہ
کہتا ہے مرا ہر بنِ مو ہائے مدینہ

غلماں ہیں غلامان تو پرستار ہیں حوریں
جنت کا سراپا ہے سراپائے مدینہ

چشمانِ بصیرت سے نگہ کرکے ملائک
رکھ لیتے ہیں آنکھوں پہ قدمہائے مدینہ

آنکھیں تو ذرا کھول کے دیکھے دلِ نادان
ہے آنکھ کی پتلی میں تماشائے مدینہ

مجنوں سے بہتر میں پھروں قیس کے مانند
مل جائے اگر ناقۂ لیلائے مدینہ

بیہوش گریں ہوش میں تا حشر نہ آئیں
دیکھیں کبھی موسیٰؑ جو تجلائے مدینہ

یہ حاملِ اقدام ہے وہ حاملِ نعلین — کیوں عرش سے رتبے میں نہ بڑھ جائے مدینہ
ہرگز دلِ مخلوق کی کھیتی نہ ہری ہو — گر ابرِ کرم اپنا نہ برسائے مدینہ
کیونکر نہ حسد سے جگرِ ماہ ہو پارہ — خورشید ہو ہر ذرۂ صحرائے مدینہ
تاحشر خمارِ مئے الفت میں رہوں مست — کم ہو نہ یہ کیفیتِ صہبائے مدینہ
ہرگز نہ کرے میوۂ جنت کی وہ خواہش — حاصل ہے جسے لذتِ خرمائے مدینہ
ہے سرمۂ چشمِ بشر و جن و ملائک — خاکِ قدمِ اقدسِ مولائے مدینہ

ہو رشکِ دلِ عرش بریں کو بھی معلی
رنگ اپنی حقیقت کا جو دکھلائے مدینہ

آسمان والوں کو شان اپنی دکھانیوالے — اے میاں عرش پہ نعلین سے جانیوالے
بندۂ عاصی کی بھی حشر کے دن یاد رہے — اے گنہگاروں کو امت کے بچانیوالے
رحمتِ حضرتِ حق تم پہ ہو نازل ہر آن — مژدۂ عفو غریبوں کو سنانیوالے
دیکھکر آپ کی وہ شانِ مقامِ محمود — دم بخود رشک سے ہیں سارے زمانیوالے
مجھے تبلاؤ تو ہیں کون جہان میں ایسے — دینِ حق سکّہ کو دنیا میں چلانیوالے
حشر میں آکے تو دیکھیں میرے آقا کا مقام — ہیں کدھر آج وہ فخر اپنا جتانیوالے
انبیا میں بھی کوئی ایسے تو تبلا ہیں مجھے — شیفتہ اپنا خدائی کو بنانیوالے
کس کو حاصل تھی کرامات میں یہ شانِ رفیع — پارۂ نان میں صدہا کو کھلانیوالے

کون ہے آپ سوا کہدے یہ حضرت سے کوئی

سندِ عفو معلّی کو دلانیوالے

جائیں جنت کی طرف زُہد جتانیوالے ۔ ہم گنہگار مدینے کو ہیں جانیوالے
عشق حضرت میں ہمارے شررِ سوزِ جگر ۔ ہیں دلِ طور کی ہستی کو جلانیوالے
کر مدلے شہِ اورنگِ مقامِ محمود ۔ بے ٹھکانا نہ ہوئے جاتے ہیں ٹھکانیوالے
قافلے مُلکِ عدم کو جو چلے ہیں صدہا ۔ ہیں مدینے کی طرف بھی کوئی جانیوالے
بس ہمارے لئے ہے سایۂ دیوارِ نبیؐ ۔ ہم نہیں بالِ ہُما میں کبھی آنیوالے
سرمۂ خاکِ قدم کی ہیں یہ آنکھیں مشتاق ۔ اوسرِ عرش پہ نعلین سے جانیوالے
طرۂ گیسوئے سرکارِ شہِ ختمِ رُسل ۔ دِل کو ہیں دامِ محبت میں پھنسانیوالے
گُلِ گلزارِ رسولِ عربی بہرِ جلیل ۔ نارِ نمرود کو ہیں باغ بنانیوالے

بات بگڑی ہے معلّی کی بنالے تو ہی
وقتِ آخر میں او بگڑی کے بنانیوالے

یہ نہ سمجھو کہ نبیؐ ملنے سے کیا ملتا ہے ۔ سجدا اُن کے ہی ملنے سے خدا ملتا ہے
لیتے ہی نامِ مبارک جو ہم ملتے ہیں لب ۔ نعمتِ خلد سے بھی بڑھکے مزا ملتا ہے
خواہشِ ظلِّ ہما دل سے نکل جاتی ہے ۔ درِ حضرت کا جسے سایہ ذرا ملتا ہے
شبِ معراج میں یہ کہتی ہیں حوریں باہم ۔ اپنے محبوب سے اب دیکھو خدا ملتا ہے
چھوڑ کر کوئے نبیؐ جاتے ہیں کیوں خلد کو لوگ ۔ نہیں معلوم انہیں اُس جائے میں کیا ملتا ہے
یا الٰہی بڑھے ہر دم مرضِ عشقِ نبیؐ ۔ مجھے اِس دردِ میں بھی لطفِ شفا ملتا ہے

ہوتی ہی موئے مبارک کی زیارت جو نصیب
خواب میں حضرتِ موسیٰ کو عصا ملتا ہے

ہر دم آتی ہی جو دل میں رخِ پر نور کی یاد
لطف اسمیں مجھے ہر روز نیا ملتا ہے

خاک اُس پائے مقدّس کی کہاں ہم کو نصیب
جتنا تقدیر کا اپنی ہی لکھا ملتا ہے

اُس مہِ بُرجِ شرف سی ہمیں ملنا ہو نصیب
جیسے خورشیدِ منوّر سے سُہا ملتا ہے

نامِ حضرت کے وسیلے سی ہی ہوتی ہی قبول
جب ہمیں موقعِ اظہارِ دعا ملتا ہے

دل سے آنکھوں کو لگائیں ملکِ جن و بشر
کب کسی کو ترا نقشِ کفِ پا ملتا ہے

حشر کی گرمی میں اے ظلِّ عطوفت والے
آسرا کس کو ترے در کے سوا ملتا ہے

غزلِ نعتیہ کی ہے جو یہ دربار میں پیش
آج دیکھیں ہمیں انعام میں کیا ملتا ہے

نعتیہ سُن کے یہ اشعار کہیں حشر میں لوگ
اب معلّی کو بھی بخشش کا صلا ملتا ہے

سر کے بل جلدی سی چل پونچ مین بیٹھا کیا ہے
دیر چلنے میں مدینے کے معلّی کیا ہے

سونپ دے کام سب اپنے تو خدا کے اوپر
کارِ دنیا تری تدبیر سے ہوتا کیا ہے

آ نہیں سکتا ہوں ہے آپ کی جب تک نہ کشش
دیر بندے کی طلب میں مرے مولا کیا ہے

اجل آنیکو ہے اور پاس نہیں زادِ سفر
نہیں معلوم کہ تقدیر میں لکھا کیا ہے

چلکے دہلیز پہ آقا کی پہنچ جا جلدی
عمرِ دو روزہ کا دنیا میں بھروسا کیا ہے

بہرِ مدفن ملے تھوڑی سی مدینے کی زمیں
اِس سوا اور مرے دل کی تمنا کیا ہے

قبر سے اٹھوں تو ہنگامۂ محشر سے کہوں
حضرتِ آرام میں ہیں شور یہ غوغا کیا ہے

منکرِ قولِ شفاعت سے ہے جی میں پوچھوں
معنئ آیت یُعْطِیْکَ فَتَرْضٰی کیا ہے

سب کے اخلاق سے افضل ہو نہ کیوں خُلقِ نبی
لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ سے اشارا کیا ہے

فتحِ مقصد کے لئے ذاتِ مبارک ہے کلید
آیتِ اِنَّا فَتَحْنَا کا معمّا کیا ہے

مَنْ رَّاٰنِیْ فَرَاَءَ الْحَقَّ کا ارشاد ہے خاص
آپ کو حق کہیں گر لوگ تو بیجا کیا ہے

عرض کردوں گا ہوا میں جو غلاموں میں شریک
اب کسی چیز کی شاہا مجھے پروا کیا ہے

دیکے نعلین مجھے حشر میں فرمائیں حضور
تیرا مقصودِ دل اب باقی معلّی کیا ہے

رخِ حضرت تو فزوں حسن میں زیبا کیا ہے
سامنے اُس کے مہ و مہر کا جلوا کیا ہے

پیشِ حضرت کسی مخلوق کا رتبہ کیا ہے
سامنے جلوۂ خورشید کے ذرّا کیا ہے

محوِ دیدارِ رسولِ عربی کیوں نہ رہوں
اس سے بڑھکر کوئی عالم میں تماشا کیا ہے

آستاں بوسئ حضرت سے جو حاصل ہے شرف
کیا کہوں میرا بلندی پہ نصیبا کیا ہے

میرا مدفن ہو مدینے میں تمنائے دلی
نہیں معلوم کہ تقدیر میں لکھا کیا ہے

سجدۂ نقشِ قدم سے جو مجھے روکتا ہے
تو نے واعظ شہِ لولاک کو سمجھا کیا ہے

میں بھی یوسف کی خریداری میں ہوتا ہوں شریک
نعت گوئی کا مجھے ورنہ سلیقا کیا ہے

دم نکل جائے مدینے کی تمنا میں میرا
مجھے اس شہر سے بڑھکر کوئی پیارا کیا ہے

لے زباں مدّ قمر سے پوچھو
تم نے یوسف کا مگر حسن ابھی دیکھا کیا ہے

ہوگئے آپ جو اے حضرتِ موسیٰ مدہوش
درجۂ طور کہو عرش سے اونچا کیا ہے

رات دن وردِ زباں ہے جو مرے ذکرِ درود
اس سے بڑھکر کوئی بتلائے وظیفہ کیا ہے
ہوں گنہگار نہیں پاس مرے زادِ عمل
ذاتِ حضرت کے سوا مجھکو سہارا کیا ہے
داغِ عشقِ شہِ دیں قبر میں دکھلا دونگا
گر ملک پوچھیں کہ تجھ پاس وثیقا کیا ہے

اے معلّی اُٹھو جلدی سے مدینے کو چلو
چھوڑ دو چھوڑ دو دنیا کا بکھیڑا کیا ہے

دل بستۂ گیسوئے رسولِ عربی ہے
جاں شیفتۂ موئے رسولِ عربی ہے
ارشادِ خدا ہے لعلیٰ خُلقٍ عظیم
قرآں صفتِ خوئے رسولِ عربی ہے
کہدے یہ کوئی حضرتِ زاہد سے ہمارا
سر سجدہ میں دل سوئے رسولِ عربی ہے
پوچھے جو کوئی کعبۂ مقصود ہمارا
طاقِ خمِ ابروئے رسولِ عربی ہے
منظور جنھیں ہے وہ ابھی دیکھ لیں جاکر
فردوسِ بریں کوئے رسولِ عربی ہے
رشکِ سہی و غیرتِ سروِ چمنِ خلد
زیبا قدِ دلجوئے رسولِ عربی ہے
ہو جائیں نہ کیوں نافۂ آہوئے چین خجل
عنبر سے سوا بوئے رسولِ عربی ہے
انوارِ تجلائے خداوند جہاں سے
روشن رخِ نیکوئے رسولِ عربی ہے
جس نور کے پرتو سے ہے سب دھر منوّر
پر نور عجب روئے رسولِ عربی ہے
دیدارِ الٰہی سے نہ اک ذرّہ بھی چھپکی
کیا نرگسِ جادوئے رسولِ عربی ہے
نظارۂ دیدارِ خدائی کیلئے صاف
آئینہ بنا روئے رسولِ عربی ہے
مخلوق میں یہ کس کو ہوا رتبہ میسر
اللہ رضا جوئے رسولِ عربی ہے

رحمت سے تو بخش اپنی معلّی کو الٰہی
اک ادنیٰ ثناگوئے رسولِ عربی ہے

جب زباں پر مری حضرت کی ثنا آتی ہے
آفریں کی مجھے ہر سُو سے صدا آتی ہے

دوڑ کر شوق سے آنکھوں میں لگا لیتا ہوں
گرد لیکر جو مدینے کی صبا آتی ہے

مشتعل جب ہے سینے میں مرے آتشِ شوق
نفسِ تُند سے بھی گرم ہوا آتی ہے

نام پر اُس شہِ والا کے جو پڑھتا ہوں درود
حور لب پر مرے ہونیکو فدا آتی ہے

مضطرب ہوتا ہوں جب ہجرِ مدینہ میں کبھی
پنکھا جھلتی ہوئی جنت کی ہوا آتی ہے

اے مسیحا ترے بیمارِ محبت کے لئے
ہاتھ میں لیکے اجل جامِ شفا آتی ہے

یادِ انہارِ مدینہ میں مرے اشکوں سے
ابرِ رحمت کے برسنے کی صدا آتی ہے

دیکھکر کہتے تھے حضرت کو ملک کون ہے یہ
جنکے چہرہ سے نظر شانِ خدا آتی ہے

جوش زن سینے میں ہے بحرِ غمِ عشقِ بتول
بات کرتا ہوں تو رونیکی صدا آتی ہے

آرزو ہے کہ غزل سُن کے یہ فرمائیں حضور
تیرے اشعار میں بھی بوئے وفا آتی ہے

نعتیہ شعر میں پڑھتا ہوں معلّی جس دم
کان میں عرش سے تحسین کی صدا آتی ہے

بندگی جسدم پسند اللہ کو آئی آپ کی
ہو گئی تحتِ حکومت سب خدائی آپ کی

دیکھکر خالق نے شانِ مصطفائی آپ کی
اپنی سب مخلوق پر عزت بڑھائی آپ کی

کیوں نہ ہو شاہا مسلّم رہنمائی آپ کی
راہِ وصلِ حق ہے سب بھی دکھائی آپ کی

ہے مطیعِ حکمِ عالی خلقتِ عالم تمام
دیکھکر یہ شوکتِ فرماں روائی آپ کی

کی جو راہِ منزلِ مقصود کی دل نے تلاش
دیوڑھی مجکو فرشتوں نے دکھائی آپ کی

ہو کے خوش ارشاد فرمایا علیٰ خُلُقٍ عظیم
نیک خصلت حق تعالیٰ کو جو بھائی آپ کی

خانۂ دل کو مرے آباد آ کر کیجیے
ہو گئی ویران یہ بستی بسائی آپ کی

ہے نگینِ دل پہ کندہ نامِ والائے حضور
اُلفتِ مُہرِ نبوت کام آئی آپ کی

آفتابِ نورِ والا کیوں نہ ہر ذرہ میں ہو
جلوہ گر ہر شئی میں ہے جلوہ نمائی آپ کی

آپ کا بندہ سمجھکر ہٹ گئے منکر نکیر
کیا حمایت قبر میں ہو کام آئی آپ کی

ہے خداوندِ جہاں قرآں میں اُنکا مدح خواں
کیا پسند آئے معلیٰ ژاژ خائی آپ کی

حشر سے ہم کو ڈراتے ہیں یہ تقویٰ والے
المدد اے شہِ یُعْطِیْكَ فَتَرْضٰی والے

کرم اے شہِ یٰسیں اِنَّا فَتَحْنَا والے
ہیں صریح ہم کو ڈراتے ہیں مسیحا والے

بندے ہم بھی تری درگاہ کے ہیں آ دینا
بھول جانا نہ کہیں ہم کو اے مولا والے

مغفرت خواہ کھڑے ہیں ترے در پر لاکھوں
اے شہنشاہِ عرب یثرب و بطحیٰ والے

اوج پر عرش کے پہنچا قدمِ پاکِ نبی
رہ گئے نیچے سبھی عالمِ بالا والے

ہے ید اللہ سے حاصل یدِ طولیٰ جو تمہیں
کفِ حسرت نہ ملیں کیوں یدِ بیضا والے

آپ نے اُسْتُنِ حَنَّانَہ کو رتبہ جو دیا
رشک سے سوکھ گئے سدرہ و طوبیٰ والے

قدِ پر نور کا پرتو نہ بنا سایہ بھی
ہیں کدھر آئیں مقابل قدِ رعنا والے

حسن کا تیرے خریدار جو اللہ بنا	دنگ حیرت میں ہیں یوسفؑ زلیخا والے
رُخِ روشن کی ضیا سے تو مٹا دی جلدی	ظلمتِ کفر کو اے زلفِ چلیپا والے

اے معلّیٰ دکن ہند سے اب جلد چلو
منتظر بیٹھے ہیں سب یثرب و بطحیٰ والے

اے شہِ ملکِ عرب یثرب و بطحیٰ والے	تیرے محتاج شفاعت ہیں یہ دنیا والے
بخشوا لو ہمیں اے اِنّا فتحنا والے	قہقہے ہم پہ لگاتے ہیں یہ تقویٰ والے
ہم تو ہیں کعبۂ ابرو کے ترے سجدہ گزار	بازی لیجائیں گے کیا ہم سے کلیسا والے
دینِ احمدؐ ہی کا سکّہ چلے عالم میں تمام	دیں فروشی نہ کریں تا کہیں دنیا والے
آپ ہی کیجئے سرسبز مری کشتِ امید	اے شہِ ختمِ رسل گنبدِ خضرا والے
راکبِ ناقۂ قصویٰ کے ہیں ہم دل سے غلام	نجد کو جائیں جو ہیں ناقۂ لیلےٰ والے
دیکھ لیں صاحبِ وَاللّیل کی زلفوں کا جمال	سامنے آئیں ذرا زلفِ چلیپا والے
بادۂ عشقِ نبی سے جو چکھیں یک قطرہ	مست تا حشر رہیں ساغر و مینا والے
دیکھ لیں آ کے جو حسنِ لبِ اعجازِ نبیؐ	زندہ ہو جائیں گے سارے دمِ عیسیٰ والے
مہدیٔ دین کریں جلد آ کے ہدایت سب کو	سوئے کعبہ بھی جھکیں مسجدِ اقصیٰ والے

ہے تمنا کہ یہ فرمائیں قیامت میں حضور
بخش دو سب کو جو ہیں لوگ معلّیٰ والے

تن مدینے میں نہ رہنے کے جو قابل ہووے	روضۂ پاک کے زینے پہ پڑا دل ہووے

دست و پا گر نہیں قابل تو سر آنکھوں سے تو چل
طے مدینے کی کسی طرح سے منزل ہووے

ہوگئی دولتِ دیدار اُسے گویا کہ نصیب
جسکو دیدارِ نبی خواب میں حاصل ہووے

دست بستہ میں کروں عرض سب احوالِ دلی
روضۂ پاک جو آنکھوں کے مقابل ہووے

یاد میں خنجرِ ابروئے شہِ دیں کی مدام
کیوں نہ پہلو میں تڑپتا دلِ بسمل ہووے

قیدئی زلفِ رسولِ عربی کہلاؤں
طوق گردن میں ہو پاؤں میں سلاسل ہووے

چشمِ جادو نگہِ شاہِ رُسل کا ہوں مریض
مرضِ دل مرا عیسیٰ سے نہ زائل ہووے

یوسفیِ حسن کو اک عمر کنوئیں جھنکوائے
کبھی وہ ماہ جو یوسف کے مقابل ہووے

ہیں رسولِ عربی جب مرے حامی ہر دم
کیوں نہ آسان معلّی مری مشکل ہووے

تیری ہر حال میں اے میرے خدا چلتی ہے
بات بندوں کی ترے سامنے کیا چلتی ہے

سانس جب نزع میں با یادِ خدا چلتی ہے
فوجِ ابلیس میں نکبت کی ہوا چلتی ہے

اپنے افعال کا باعث ہے نزولِ آفات
یعنی اعمال کی شامت سے وبا چلتی ہے

اے مسیحائے زماں حالتِ بیمار نہ پوچھ
نہ غذا چلتی ہے اُس سے نہ دوا چلتی ہے

مجھے یاد آتی ہے گلزارِ مدینہ کی بہار
جانبِ غرب سے جب کوئی ہوا چلتی ہے

دم بدم طاقتِ بیمار گھٹی جاتی ہے
نبض بھی چلتی ہے تو دھیمی ذرا چلتی ہے

ہے غضب دیدہ و دانستہ بھی اغماض انکا
ہم وفاداروں پہ کیا تیغِ جفا چلتی ہے

کر دیا جنبشِ ابرو نے معلّی بسمل

عجب انداز سے یہ تیغِ ادا چلتی ہے

پھر مدینے کو الٰہی میرا جانا ہو جائے
مرنے جینے کا وہیں کاش ٹھکانا ہو جائے

خارِ حسرت کا نہ باقی رہے کھٹکا کوئی
تیرِ مژگاں کا دلِ زار نشانا ہو جائے

جائے سر سے نہ کبھی شورشِ سودائے نبی
لیلیٰ زلف کا مجنوں دلِ دانا ہو جائے

محوِ دیدارِ شہِ دین رہیں آنکھیں میری
حور و غلماں کی طرف سارا زمانا ہو جائے

نکلے دیوانہ پھروں مثلِ اُویسِ قرنی
میرا مشہور زمانے میں فسانا ہو جائے

نامِ حضرت پہ لٹا دوں میں اُسے اک پل میں
گر میسر مجھے قاروں کا خزانا ہو جائے

کوئی لیجائے بنا کر مجھے مجرم ہی وہاں
اُن سے ملنے کا کسی طرح بہانا ہو جائے

التجا تجھ سے معلّی کی یہی ہے اے موت
حشر تک اُس کا مدینہ ہی ٹھکانا ہو جائے

اُسی کا سب ظہورا جا بجا ہے
وہی اک قابلِ حمد و ثنا ہے

فدائے حضرت پہ جو دل سے فدا ہے
وہ بندہ خاص منظورِ خدا ہے

جو دل پر غلبۂ خوف و رجا ہے
نہیں معلوم اُنہیں منظور کیا ہے

مچا رکھی ہے اک عالم میں اندھیر
عجب یہ زلف بھی کالی بلا ہے

کلیجے سے لگا کر ہنس کے بولے
کہو کیا اب تمھارا مدّعا ہے

مدینے میں مریں یا بسیں دکن میں
نجانے کیا مقدر میں لکھا ہے

کرو اس خانۂ دل کو نہ ویران
تمھاری خاص یہ دولت سرا ہے

کہاں ڈھونڈوں کدھر جاؤں کروں کیا
وہ عنقا کی طرح سے بے پتا ہے

خیال سوز عشق شعلہ رو نے
جلا کر خاک دل کو کر دیا ہے

ہے اِس کا غم کہ لیکر بار عصیاں
فقط میں ہوں خدا کا سامنا ہے

جو ہذیاں بک رہی ہو اے معلّی
تمہارے بھی جنوں سر پر چڑھا ہے

مدینہ بھی عجب ذی رتبہ و بے مثل بستی ہے
وہاں ہر آن خدائے پاک کی رحمت برستی ہے

نہ فکر مفلسی ہے کچھ نہ خوفِ تنگدستی ہے
جب اُن کے فضل کے بازار میں ہر چیز سستی ہے

ہے کافی رہنما شرعِ نبی سیدھے چلے آؤ
رہِ عشقِ الٰہی میں بلندی ہے نہ پستی ہے

جو آیا ہے فَقُلْنَا کُنْ کا مضمون قرآن میں
بیانِ حالِ وصفِ صنعتِ چالاک دستی ہے

اُس ابرو کے اشارے سب جلالی و جمالی ہیں
یہ تیغِ اصفہانی ہر دو جانب خوب کستی ہے

بہار آتی ہے جسکی دل میں حسرت باغِ جنت کی
مدینہ کچھ عجب ہی پُر فضا گلزار بستی ہے

یک ابرو کے اشارے سے ہزاروں قتل ہوتے ہیں
عجب شمشیر ہے یکدم میں لاکھوں پر برستی ہے

سمائے دوسرا کیونکر ہماری چشمِ حق بیں میں
مے خمخانۂ توحید کی آنکھوں میں مستی ہے

دلیلِ معنیٔ لَوْلَاکَ سے یہ بات ثابت ہے
کہ ذاتِ پاک حضرت باعثِ ایجادِ ہستی ہے

اگر دیں ابر سے تشبیہ ہم بخشش کو حضرت کی
تو بجلی خندۂ دنداں نما سے ہم پہ ہنستی ہے

بیانِ فَاتَّبِعُوْنِیْ سے یہ حجت مسلّم ہے
کہ طاعت احمدِ مرسل کی عین خدا پرستی ہے

نہ ہو کیوں صحبتِ صالح سے حاصل نفع طالب کو
معطر ہوتی ہے وہ شئی جو عطرِ گل میں بستی ہے

وہاں لیجا کے وہ آبِ دمِ شمشیر دیتے ہیں
جہاں جاں عاشقوں کی پانی پانی کو ترستی ہے
علو ہے رتبہ عالی ہمتوں کا خاکساری سے
وہی پلّہ گراں ہوتا ہے جو مائل بہ پستی ہے

وہاں ہم دل جلوں کا اے معلیٰ خاص مسکن ہے
بجائے ابرِ باراں جس جگہ آتش برستی ہے

طاقت نہ اِس زبان میں حمد و ثنا کی ہے
قدرت نہ ذکرِ نعتِ رسولِ خدا کی ہے
دیوار جو محیط یہ ارض و سما کی ہے
کوٹھی مرے حضور کے دولت سرا کی ہے
کیوں طور پر ہی موسیٰ عمراں فقط ہیں غش
یثرب کے ہر جبل میں تجلّی خدا کی ہے
دوڑے ہوئے مدینے کو جائیں مریضِ جرم
تولید اس زمین میں خاکِ شفا کی ہے
ملتا ہے رہنے والوں کو فردوس کا مزا
تاثیر یہ مدینے کی آب و ہوا کی ہے
جرمِ گنہ کی رحمتِ عالم سے شرم ہے
حالت ہمارے دل میں عجب خوف و رجا کی ہے
اڑ کر چلا ہے کس کا مدینے کو خطِ شوق
جانِ حزیں ردیف جو پیکِ صبا کی ہے

جس سرزمین کا عرشِ معلیٰ کو رشک ہے
یہ شان بارگاہِ رسولِ خدا کی ہے

عرشِ بریں پہ جس شہِ دیں کا قیام ہے
اُس شاہِ انبیا کا معلیٰ غلام ہے
تیغِ نگاہ مستعدِ قتلِ عام ہے
زلف اک طرف بچھائے ہوئے اپنا دام ہے
انکار مال و زر میں خیالِ عوام ہے
جاں دینا راہِ عشق میں مردوں کا کام ہے
سمجھے جو دل کے روگ ہیں ہو اُن سے نفع کیا
دیتا نہیں زباں کو مزا پھل جو خام ہے

خورشیدِ حشر کی ہمیں گرمی سے خوف کیا
سر پر ہمارے سایۂ خیر الانام ہے

مرنے سے پیشتر نہ ہو جس زندگی میں موت
ایسی سلامتی کو ہمارا سلام ہے

اُمید ہے کہ حشر کے دن جامِ مغفرت
وہ دیں گے جنکے ہاتھ میں کوثر کا جام ہے

لعلِ لب اور گوہرِ دندانِ یار کا
یاقوت خانہ زاد ہے ہیرا غلام ہے

دینگے وہی جگہ مجھے زیرِ لوائے حمد
محمود جنکا حشر میں اعلےٰ مقام ہے

حرص ایک جان کیلئے کیوں اتنی منعمو
دنیائے دوں میں اپنا دو روزہ قیام ہے

جلد آؤ سر سے چلکے مدینے کو عاصیو
بخشش کا واں کھلا ہوا دربارِ عام ہے

طے ہو یہ راہِ منزلِ مقصود کس طرح
حیرت کا ہر جگہ میں معلّیٰ مقام ہے

جو وصل کی صورت شبِ معراج ہی ہے
حضرت کا بھی کیا مرتبہ اللہ غنی ہے

ارشادِ دمِ "لحمک لحمی" سے علیؓ کو
حاصل ہوا زورِ درِ خیبر شکنی ہے

نادیدہ جو حضرت پہ فدا جاں ہی ہماری
جاری یہ فقط فیضِ اُویس قرنی ہے

کیا کوئی بھلا ہو سکے اس ذات سے ہمسر
مختار خدائی کا وہ شاہِ مدنی ہے

مومن کے نہ کیوں دل میں ہو حبِ لولاک
پھیلی جو مشامات میں بوئے سمنی ہے

کیا اس سے کرے دعویٰ آزادگی کوئی
وہ گلشنِ تقدیس کا سروِ چمنی ہے

حُسنِ قدِ بے سایہ پہ کیوں دل نہ فدا ہو
عالم سے نئی آپ کی تصویر بنی ہے

حضرت کی بدولت تنِ تاریک جہاں میں
کس حسن سے اسلام کی تنویر چھنی ہے

ہے عنبر سارا سے فزوں نکہت گیسو
خوشبو سے خجل نافۂ مشکِ ختنی ہے

ہے خوف مدینے کو چلو جلد معلّیٰ
بیجا یہ تمہیں خوفِ غریب الوطنی ہے

آقا جو ہمارا شہِ مکّی مدنی ہے
ہم پر یہ بڑا فضلِ خداوندِ غنی ہے

آنکھوں میں بسی صورتِ ماہِ مدنی ہے
کیا پتلیوں کی شان بھی اللہ غنی ہے

حضرت کو کیا حق نے جو مختارِ شفاعت
اُمت کی سبھی بگڑی ہوئی بات بنی ہے

اے ہادیٔ دیں منزلِ مقصود دکھا دو
ابلیس لعیں مستعدِ راہ زنی ہے

کہتے ہیں اشارے سے میرے پنجۂ مژگاں
ان آنکھوں میں نقشِ قدمِ پنجتنی ہے

پھیرے جو کوئی منہ قدمِ آلِ نبیؐ سے
مردود ہے وہ قابلِ گردن زدنی ہے

کیوں چشمِ ملائک نہ ہو اُس نور سے روشن
جسکی جسدِ عرش پہ تنویر چھنی ہے

صاف اُس کمرِ پاک سے ٹپکے کا نکلنا
کافی یہ دلیل ازپئے نازک بدنی ہے

ہے عشقِ نبیؐ میں۔ جو ان آنکھوں سے نکلتا
خونِ جگری۔ مثلِ عقیق یمنی ہے

حضرت ہی مجھے بارِ تعلق سے نکالیں
گردن میں مری طوق یہ ہفتادمنی ہے

بلوائے مدینے میں۔ تجلّی یہ الٰہی
دل میں جو تمنائے غریب الوطنی ہے

قربِ قدمِ پاک ہو دل کو مرے حاصل
ہر چند جدا مثلِ اویسِ قرنی ہے

[illegible] شہِ دیں [illegible] رہائی
دل میرا اسیرِ غمِ دنیائے دنی ہے

ہے میرے [illegible] بچا لو
یہ نفسِ شقی مستعدِ راہ زنی ہے

طوبیٰ کو ہے اُس شوخ کے سائے کی تمنا
گلزار رسالت کا جو سرو چمنی ہے
کرتا ہے مدینے کا سفر رہ کے وطن میں
دل محوِ خیالاتِ غریب الوطنی ہے

اے شاہ معلّی کو گناہوں سے بچا لو
خادم یہ حسینی ہے غلام حسنی ہے

صفت ہوائے مدینہ کی جب بیاں کیجے
درود پڑھئے تو آغاز داستاں کیجے
سہانا پن وہ مدینے کا کیا بیاں کیجے
جناں کو رکھ کے مقابل میں امتحاں کیجے
حصارِ عرش بریں کو شرف ملا جس سے
زمیں پہ اُس کی فدا سا تو آسماں کیجے
تصور آپ کہاں تک کریں گے حضرتِ دل
نظارا اُس کا ذرا چل کے بھی وہاں کیجے
کسی طرح سے پہونچکر در مدینہ پر
فدائے روضۂ اقدس یہ جسم و جاں کیجے
حضور زندہ بلالیں مجھے وہ یا پس مرگ
کسی طرح سے مرے دل کو شادماں کیجے
محیط اگرچہ ہے دریائے نعتِ مصطفوی
سفینہ عمر کا اِس بحر میں رواں کیجے
سوار ناقہ قصویٰ کی پائے بوسی کا
اب انتظار کہاں تک اے ساربان کیجے
جو نعت گوئی سے اے دل گناہ بخشے گئے
ادائے شکر علی الرغم دشمناں کیجے

کریگا مشکلیں آساں وہی معلّی آپ
خدا سے حالتِ مجبوری سب بیاں کیجے

جہاں میں آج شاہِ انبیا کی آمد آمد ہے
ہمارے پیشوا اور رہنما کی آمد آمد ہے
ہیں محوِ روشنائی مہر و مہ و انجم گردوں
ضیائے نور حضرت مصطفیٰ کی آمد آمد ہے

شعاعِ پرتوِ مہرِ رسالت سے ہے دل روشن
فیوضِ جلوۂ نورِ خدا کی آمد آمد ہے

بشارت ہے گنہگارانِ امت کو کہ عالم میں
شفیع المذنبیں خیر الورٰی کی آمد آمد ہے

نہ کیوں قفلِ دلِ عشاق فرحت سے کشادہ ہو
کلیدِ مخزنِ صدق و صفا کی آمد آمد ہے

دلِ بستاں ترو تازہ ہے کیفِ جامِ وحدت سے
سحابِ رحمتِ ربّ العُلیٰ کی آمد آمد ہے

فیوضاتِ شبِ میلادِ حضرت کی تجلی سے
دلوں پر آج فیضِ کبریا کی آمد آمد ہے

اٹھے جشنِ میلادِ مبارک کیلئے ہر جا
گروہِ ساکنِ ارض و سما کی آمد آمد ہے

نہ کیوں پھولے پھلے فرحت سے نخلِ آرزو اپنا
کہ دنیا میں جنابِ مصطفیٰ کی آمد آمد ہے

نہ کیوں پھر رشک سے خم گردنِ چرخِ بریں ہوئے
زمیں پر پرتوِ ظلِ خدا کی آمد آمد ہے

دُرِ مقصود سے کیونکر نہ پُر دامن ہمارا ہو
وہ بحرِ قلزمِ جود و سخا کی آمد آمد ہے

فیوضاتِ شبِ میلاد کے باعث ہر دل میں
مضامینِ کلامِ باصفا کی آمد آمد ہے

عجب پرنور ہے یہ شب کہ جسکی شادمانی سے
تجلیہائے فیضِ کبریا کی آمد آمد ہے

مٹے کیونکر نہ اس شب میں جہاں سے کفر کی ظلمت
کہ ذاتِ پاک احمد مجتبیٰ کی آمد آمد ہے

ادب سے سر جھکا کر سجدۂ شکر اب ادا کیجے
معلّی خواجۂ ہر دو سرا کی آمد آمد ہے

نہ نیکی ہے نہ کچھ زادِ سفر ہے
الٰہی تیری رحمت پر نظر ہے

جو اں روز و دن درِ احمد پہ سر ہے
دماغ اپنا معلّی عرش پہ ہے

اگر دوزخ گنہگاروں کا گھر ہے
بتا اے رحمتِ حق تو کدھر ہے

تمھاری زلف کے سودے میں دن رات
سراسیمہ پریشاں ہر بشر ہے

نہ پوچھو حالتِ بیماریٔ عشق
کبھی تپ ہے کبھی دردِ جگر ہے

نہ ہو حیراں نظر کر دل کے اندر
خدا بیں آئینہ پیشِ نظر ہے

عجب آئینہ دل ہے مصفّا
کہ عاشق جس پہ خود آئینہ گر ہے

معلائے حزیں جان اور دل سے
غلام درگہ خیر البشر ہے

خوش آئے دل کو نہ کیونکر ہوا مدینے کی
ہے باغِ خلد سے بڑھکر فضا مدینے کی

ثنا کریں جو رسولِ خداؐ مدینے کی
بُرائی کوئی کرے کیا بھلا مدینے کی

بھلا وہ کیسے ہو جنت کی سیر پر مائل
بچی ہے جسکی نظر میں ادا مدینے کی

خدائے پاک کرے وصف جسکا قرآں میں
میں کس زباں سے کروں پھر ثنا مدینے کی

فرشتے آکے جو کرتے ہیں آستاں بوسی
عجیب شان ہے صلِّ علیٰ مدینے کی

بسے جحیم میں جاکر مدام نارِ جحیم
خوش آئے جسکو نہ آب ہوا مدینے کی

خدا کے واسطے اے ساکنانِ کوئے نبیؐ
کبھی ہمارے لئے بھی دعا مدینے کی

خیال اُسکا عزیزو نکل سکے کیونکر
ہمارے سینے میں دل میں ہے جا مدینے کی

نہ ہوگا دخل عدو حشر تک کبھی اُس پر
رکھے گا حق یو ہیں حرمت خدا مدینے کی

میں سوئے خلد بھلا واعظا چلوں کیونکر
بندھی ہے پاؤں میں مہرِ حنا مدینے کی

کہو طبیب سے ہر مریضِ عشقِ رسولؐ
ذرا سی چاہئے خاکِ شفا مدینے کی

یہی دعائے معلّیٰ ہے وقتِ آخر میں
نصیب موت ہو مجھکو خدا مدینے کی

اے دل ہے فکر کیوں تجھے روزِ حساب کی
اُمت میں ہیں جنابِ رسالت مآب کی

ہے نیند میں جو روئے نبیؐ کا مجھے خیال
یُوسف سے چل کے پوچھیے تعبیر خواب کی

ہر دم خیالِ گردشِ چشمِ رسولؐ میں
حالت نہ دل کے پوچھیے کچھ اضطراب کی

کوئے نبیؐ کو چھوڑ کے رہتا ہے ہند میں
مٹی خراب ہے دلِ خانہ خراب کی

میری غشی کا شربتِ دیدار ہے علاج
کہہ دو طبیب سے نہیں حاجت گلاب کی

قاصد فقط سلام مرا جا کے عرض کر
کُچھ خط کی آرزو نہ طلب ہے جواب کی

حق ہے کریم اُس کے نبیؐ بھی کریم ہیں
زاہد کو فکر کیوں ہے ثواب و عذاب کی

کیونکر نہ مو بمو دلِ عالم اسیر ہو
زلفِ نبیؐ ہے کیا کہوں پیچ و تاب کی

بارِ گنہ سے خم ہوں ضعیفی میں یا نبیؐ
حسرت ہی رہ گئی مرے لطفِ شباب کی

یا رب غلامیِ درِ احمدؐ نصیب ہو
جنت کی آرزو ہے نہ خواہش ثواب کی

کحل البصر بناؤں میں آنکھوں کے واسطے
مِل جائے پھر جو خاک درِ بوتراب کی

نامِ رسولؐ پاک معلّیٰ نہ بھولیے
تسبیح رات دن ہے یہی شیخ و شاب کی

دیکھتے روضۂ پُر نور کو آتے جاتے
بختِ خوابیدہ کو غفلت سے جگاتے جاتے

کبھی اس روضۂ اقدس پہ تصدق ہوتے
حالِ دل رُو رُو کے حضرت کو سُناتے جاتے

ملتے سنگِ درِ دلبر پہ جبیں کو اپنی　　آتشِ شوق کو ہر لحظہ بجھاتے جاتے
آبِ گریہ سے دلِ سوختہ ٹھنڈا کرتے　　سرِ شوریدہ کو سجدے میں گراتے جاتے
دور سے گنبدِ خضرا کا نظارا کرتے　　روز و شب حسرتِ دیدار میں آتے جاتے

حرمِ پاک کی جاروب صفائی کے لئے
مژۂ چشمِ معلّی کو بناتے جاتے

یاد جب روضۂ اقدس کا جمال آتا ہے　　جلوۂ طور کا آنکھوں میں خیال آتا ہے
جب تصور میں رخِ پاک پہ کرتا ہوں نظر　　مردمِ دیدہ کو بھی لطفِ وصال آتا ہے
یاد جب سینۂ پُر نور کی آتی ہے مجھے　　ہر بُنِ مو کو میرے وجد سے حال آتا ہے
عمر فرقت میں مدینے کی کٹی جاتی ہے　　بس اسی کا مجھے ہر لحظہ خیال آتا ہے
حسرت و شرم سے ہو جاتا ہوں پانی پانی　　یاد جب دل میں مجھے عشقِ بلالؓ آتا ہے
نام لیوا ہوں تمہارا میں فقط اے شہِ دیں　　اس سوا کچھ نہ مجھے اور کمال آتا ہے
مصرفِ راہِ مدینہ کے نہ قابل ہو اگر　　کام کیا خاک ہمارے زر و مال آتا ہے
شوقِ دیدارِ مدینہ میں چلے جاتے ہیں دن　　کب علوم وہاں جانے کا سال آتا ہے
مرحبا کہتا ہے سن سن کے میرے نعتیہ شعر　　جب ملک قبر میں از بہرِ سوال آتا ہے

عشق حضرت کا معلّی نہیں زائل ہوتا
گرچہ ہر چیز کو دنیا میں زوال آتا ہے

اکسیر سے غرض نہ ہمیں کیمیا ملے　　بس ہم کو خاکِ پائے رسولِ خدا ملے

دل میں مرے رہی گی نہ جنت کی آرزو — مجھ کو اگر مدینے میں تھوڑی سی جا ملے
کیوں ہو نہ خواہشات سے عالم کے وہ بری — حق مل گیا اُسے جسے خیر الوریٰ ملے
ہو گا نہ خوف گرمیٔ خورشیدِ حشر سے — سایہ جسے مدینے کی دیوار کا ملے
سمجھونگا اُس کو کحلِ بصر طوطیائے چشم — گر خاکِ کوئی خواجہ ہر دو سرا ملے
رحمت کا حق کی ہے شبِ میلاد میں ظہور — کیونکر قبولیت سے نہ دستِ دعا ملے
ملنا کسی کو ایسا نہ ہرگز ہوا نصیب — جیسے خدا سے حضرتِ خیر الوریٰ ملے
آوارہ وار غم سے گریباں کروں نہ چاک — دامن حضور کا جو بروزِ جزا ملے
حضرت سے جا کے میں بھی خدایا ملوں کبھی — جیسے کسی امیر سے ادنیٰ گدا ملے
شاہِ رسل کے ملنے سے ملتا ہے حبیب خدا — اس کے سوا دلا تجھے پھر اور کیا ملے

اللہ سے یہی ہے معلّیٰ مری دعا
کوئی ملے ملے نہ ملے مصطفےٰ سے ملے

اے میاں فاتحِ ابوابِ شفاعت والے — سب طفیلی ہیں ترے جتنے ہیں جنت والے
آپ کے معجزِ حق کا نہ ہوا وصف تمام — لکھتے لکھتے تھکے دنیا کے کتابت والے
معجزہ آپ کا لاثانی ہے قرآن مجید — لکھ سکے ایک بھی آیت نہ فصاحت والے
آپ کے بندۂ احسان ہیں سارے مومن — آپ کے فیض سے کہلائے سعادت والے
ہوگی رحمت کے گنہگاروں کی بخشش جس دم — منہ ہی تکتے رہیں سب بندۂ حسرت والے
دم بدم تیغِ قیامت کے ستم سہتے ہیں — کیا تڑپتے ہیں تمہاری شبِ فرقت والے

صدمۂ ہجر میں روتے ہیں معلّیٰ دن رات
ایک ہم بھی ہیں مدینے کی محبت والے

ہیں اہلِ دیں تمام اسی پر اڑے ہوئے
رتبے ہیں بعد حق کے ہیں حضرت بڑے ہوئے
قطرے عرق کے جسمِ براقِ حضور پر
ابریشمِ سیہ پہ تھے موتی جڑے ہوئے
ہر وقت حکمِ رب سے پئے انتظامِ کار
در پر ہیں شاہِ دیں کے ملائک کھڑے ہوئے
شوقِ لقائے خاص میں روضے کے ارد گرد
عشاق محوِ دید ہیں لاکھوں پڑے ہوئے
اعدا کی کیا ہوائے حسد سے اکھڑ سکیں
ہیں جنکے افتخار کے جھنڈے گڑے ہوئے
حضرت کے ساتھ فوج سماوی تھی جوق جوق
گرچہ زمیں سے آپ روانہ چھڑے ہوئے

ہیں بھی شریک اُن کا معلّیٰ رہوں بحشر
اُٹھیں گے جب بقیع کے مُردے گڑے ہوئے

شاہِ دیں کا جو عیاں رازِ نہانی ہو جائے
منکشف دہر میں ہر سرِّ معانی ہو جائے
یاد آجائے جو انگشتِ مبارک کا اثر
ہر نئے ماہ کی تقویم پرانی ہو جائے
پڑے گر پرتوِ اصحابِ شجاعانِ عرب
ناتواں زال کا دل رستمِ ثانی ہو جائے
دم نکل جائے اگر نامِ شہِ دیں لیکر
تختِ تابوت مرا تختِ کیانی ہو جائے
جانبِ شہرِ مدینہ جو سر آنکھوں سے چلو
صورتِ سطحِ زمیں بحر کا پانی ہو جائے
اُڑ کے پہنچو گا مدینے کو صبا صورتِ برق
اُس شہِ دیں کا جو یک جذبۂ آنی ہو جائے
یادِ اشجارِ مدینہ میں جو رووں دن رات
ابرِ رحمت مرے ان اشکوں کا پانی ہو جائے

دم نکل جائے مرا خاک مدینہ بنکر
مغفرت کیلئے حاصل یہ نشانی ہوجائے

حکم پھر آپکا جلدی سی ہو عیسیٰؑ پہ صدور
تا عیاں پر تو اعجاز بیانی ہوجائے

گر پڑے اسم جلالی کا شہ دیں کے اثر
فانی اک آن میں سب عالم فانی ہوجائے

جلد دیدار مبارک ہمیں دکھلائیں حضور
دور رخساروں سے اب قبر یمانی ہوجائے

یوسفیؑ حسن فدا جن پہ ہے وہ آئیں نظر
تا میسر مجھے پیری میں جوانی ہوجائے

گرداب طول کلامی نہ تم اے حضرت دل
نعت گوئی نہ کہیں مرثیہ خوانی ہوجائے

ہے معلی بھی غلاموں میں ہمارے ہی شریک
روز حشر اتنا ہی ارشاد زبانی ہوجائے

نوبت نعت بھی آئی ہے
اے دل اب وقت جبیں سائی ہے

دل انہیں زلفوں کا سودائی ہے
اک جہاں جن کا تمنائی ہے

سنگ ریزوں کو پڑھائی تسبیح
فخر اعجاز مسیحائی ہے

ما رمیت کا بیاں سنتے ہی
ید بیضا دم عیسائی ہے

سجدۂ گنبد خضرا کے لئے
خم سر گنبد مینائی ہے

تقریہ لے نہ کیوں فخر کروں
دولت دیں مرے ہاتھ آئی ہے

سانس سینے کی جو ہو تنگ کہیں
کیا مدینے کی ہوا آئی ہے

ہوکے مشتاق رخ پاک نبی
دیدۂ دل بھی تماشائی ہے

کرتے ہیں مردہ دلوں کو زندہ
آپ پر ختم مسیحائی ہے

حضرتِ حق کو بھی سب عالم میں — آپ کی شکل پسند آئی ہے
دیکھکر سرمۂ چشمِ مازاغ — چشمِ خورشید بھی پتھرائی ہے
رشکِ چشمِ شہِ دیں سے بے نور — دیدۂ نرگسِ شہلائی ہے

دلِ معلیٰ نہیں قابو میں مرا
یادِ طیبہ کی مجھے آئی ہے

تیرے جھونکوں میں محبت کی جو بو آتی ہے — اے صبا کونسے گلزار سے تو آتی ہے
کیوں نہ حضرت کی ملاحت پہ ہو عالم شیدا — کب مہ و مہر میں یہ طرزِ نکو آتی ہے
جب کبھی آتا ہے اُس روضۂ اقدس کا خیال — داغِ دل سے گلِ فردوس کی بو آتی ہے
خاک اُڑا لاکے وہاں کی مری آنکھوں میں کبھی — اے صبا شہرِ مدینہ سے جو تو آتی ہے
کہدے حضرت سے یہ کوئی کہ مری جانِ حزیں — آبِ کوثر کیلئے لیکے سبو آتی ہے
ہر گھڑی حورِ جناں روضۂ اقدس پہ — صدقے ہونیکیلئے کرکے وضو آتی ہے
کیوں نہ اس ذات کا ہو عرشِ معلیٰ پہ دماغ — حضرتِ حق کی یہیں سے جسے بو آتی ہے
بہے جاتے ہیں مرے لختِ جگر اشکوں سے — جسطرح گھانس کی پتی لبِ جو آتی ہے
باغِ دنیا پہ عبث کیوں ہے دلِ زار فدا — کیا تجھے اس میں وفا کی کبھی بو آتی ہے

کوئی کیا رتبۂ حضرت یہ معلیٰ سمجھے
نظر ان آنکھوں سے کب شانِ علو آتی ہے

حبِّ دنیا کی کڑی زنجیر توڑا چاہئے — رشتۂ الفت فقط حضرت سے جوڑا چاہئے

نعت گوئی میں جو ہر دم تیریاں کھلتا نہیں
زور سے اِس قفل کی کونجی مروڑا چاہیے

ہجرِ حضرت میں دلِ مضطر مرا تھمتا نہیں
بہرِ تسکیں شربتِ دیدار تھوڑا چاہیے

ہے رہِ شہرِ مدینہ ہی صراطِ مستقیم
اے دلِ ناداں اس سے منہ کو موڑا چاہیے

جی میں ہے وحشت مدینہ جا کے دل کے آبلے
نشترِ خارِ مغیلاں سے ہی پھوڑا چاہیے

تا نہ پھیرے منہ رہِ شہرِ مدینہ سے کبھی
میرے اِس نفسِ شقی پر ایک کوڑا چاہیے

دبکے غوطے آبِ نہرِ شہرِ یثرب میں والا
دامنِ تر دامنی اپنا نچوڑا چاہیے

سلسلہ زلفِ نبی کا اے معلیٰ ہے قوی
ہاتھ سے یہ عروۃ الوثقیٰ نہ چھوڑا چاہیے

فیوضِ حق مدفنِ سلطانِ دیں سے
اُٹھے ہیں نور کے بُکّے زمیں سے

قیامِ ذاتِ ختم المرسلیں سے
فلک جھک جھک کے ملتا ہے زمیں سے

تمنا ہے مدینے کی زمیں پر
چلیں ہم سر سے آنکھوں سے جبیں سے

دوائے دردِ دل حضرت سے لینے
مسیحا آئیں گے چرخِ بریں سے

مضامیں نعتیہ دل میں بھرے ہیں
نکلتے گنج ہیں جیسے زمیں سے

قریب اپنی رگِ گردن سے ہے یار
ذرا دیکھو نگاہِ دوربیں سے

مزارِ فیض پر چل کر پڑھیں ختم
ہے عرس ان کا رجب کی تیرھویں سے

درِ حضرت نہ چھوڑو اے معلیٰ
صدا آتی ہے یہ عرشِ بریں سے

سر کے بل طیبہ کو جانا چاہیے — جا کے پھر واں سے نہ آنا چاہیے
روضۂ اقدس کی گر مل جائے خاک — سرمہ آنکھوں میں لگانا چاہیے
پیشِ شاہِ دیں بصد عجز و نیاز — حالِ دل اپنا سُنانا چاہیے
سایۂ دیوار میں گر جا ملے — اپنا بستر واں لگانا چاہیے
بہرِ آدابِ سلامِ شاہِ دیں — در پہ ہر دم سر جھکانا چاہیے
غسل کا جالی کے گر مل جائے آب — اُس میں کپڑوں کو بسانا چاہیے
واں کی گلیوں کے خس و خاشاک کو — اپنی آنکھوں سے اُٹھانا چاہیے
بہرِ سجدہ رات دن پیشِ نظر — آستانہ وہ سہانا چاہیے
اُس گُلِ خوبی کا جلوہ دیکھ کر — مثلِ بلبل غُل مچانا چاہیے
رات دِن اُس لعلِ لب کے دھیان میں — خون آنکھوں سے بہانا چاہیے

اے معلی ہے کشش حضرت کی گر
دل کے سب ارمان بر آنا چاہیے

خدا سے ڈر نہ کر شکوے کسی کے — بُرے ہوں یا بھلے سب ہیں اُسی کے
جو بچ نکلیں وہ علے سے خودی کے — تو ہم کہتے ہیں سر تا پا اُسی کے
کسی کو کر رکھیں دنیا میں اپنا — نہیں تو ہو رہیں ہم خود کسی کے
ہماری جان جائے گی کسی دن — یہی ہے سو اگر ہیں دل لگی کے
محبت میں رسولِ ہاشمی کی — نکل جائیں گے ارمان سب جی کے

وہ لذت آشنائے عشق ہوں میں
تو اُن کا ہو کے جب اُن کا نہیں ہے
لبِ جاں بخش نے مارا ہے ہم کو
ہوا فرشِ زمیں عرشِ معلےٰ
ازل سے پی کے جتنے انبیا ہیں
حیاتِ جاوداں ملتی رہی ہے
ہماری بس یہی اک آرزو ہے

مزے دُنیا کے سب ہیں مجھکو پھیکے
کریں کیا مرنے والے تیرے چیکے
مزے کیا پوچھتے ہو زندگی کے
تصدق جائیں نعلین نبیؐ کے
فدائی ہیں رسولِ ہاشمی کے
ہمیشہ مرنے والوں کو نبیؐ کے
رہیں دونوں جہاں ہیں آپ ہی کے

تصور میں ہمیشہ اے معلےٰ
رہیں پھیرے مدینے کی گلی کے

حُبِ محمدی کا جو دل میں خیال ہے
ہر چیز جس کے ذکر میں شیریں مقال ہے
کیا کوئی دم محبتِ خالص کا بھر سکے
مہ کے جو اک اشارے میں دو ٹکڑے کردے
مدت سے تشنہ لب ترے در پہ ہوں سا قیا
کافی ہے ہم کو خاکِ درِ حضرتِ رسولؐ

یہ فضلِ ایزدی کرمِ ذوالجلال ہے
اُس کا ادائے وصف زباں کو محال ہے
واں دم زدن کی بھی نہ کسی کو مجال ہے
جنبش کا ابروؤں کی ادنیٰ کمال ہے
ہے وہ مئے حرام جو دیں میں حلال ہے
ہے دل میں شوقِ زر نہ تمنائے مال ہے

جس کی تلاش ہم کو معلےٰ تھی مدتوں
موجود اپنے پاس وہ صاحب کمال ہے

خوشی ہے اس لئے بادِ صبا کے آنے کی
خبر لے آئی ہے خیر الوریٰ کے آنے کی

خوشی ہے کوئے نبی سے صبا کے آنیکی
مریض کو ہے تمنا دوا کے آنے کی

ملائکہ کو ہوا حکم حق کہ عالم میں
خبر سنا دیں حبیبِ خدا کے آنے کی

ہیں آسمان پہ صف بستہ مہر و ماہ و نجوم
جہاں میں دھوم ہے اُس مہ لقا کے آنے کی

پئے تماشہ نہ کیوں آئیں خُلد سے حوریں
خبر ہے مالکِ ارض و سما کے آنے کی

جہاں سے ظلمتِ کفر و نفاق کیوں نہ مٹے
خوشی ہے حضرتِ خیر الوریٰ کے آنے کی

ترانے پھرتی ہے گلشن میں آج بادِ صبا
خبر جو لائی ہے اُس دلربا کے آنے کی

سزا کا خوف ہو کیوں عاصیانِ اُمت کو
خوشی ہیں شافعِ روزِ جزا کے آنے کی

ازل سے لیکے ابد تک ظہور ہے جسکا
خوشی ہے اُس شہِ ہر دوسرا کے آنے کی

لگی ہوئی ہے مدینے کی طائرِ دل کو
جو راہ دیکھ رہا ہے صبا کے آنے کی

دلِ شتقلی بصد فرطِ شوق پہلو میں
منا رہا ہے خوشی مصطفےٰ کے آنے کی

جہاں میں ہے شبِ میلادِ مصطفےٰ کی خوشی
ہے جشنِ مولدِ سلطانِ انبیا کی خوشی

نہ چھوڑ جلسہ میلادِ شاہِ دیں کو ولا
کہ اس خوشی کے منانے میں ہے خدا کی خوشی

کہیں ہے بزمِ سماع اور کہیں ہے مجلسِ ذکر
عجیب لطف دکھاتی ہے جابجا کی خوشی

ہے کوئی محوِ تجلی ہے کوئی نغمہ سرا
کہ دیکھنے کے ہے قابل سب انبیا کی خوشی

نتیجہ اس کا ہمیشہ خوشی دکھائے گا
ہے عاشقوں کے دلوں میں خونبہا کی خوشی

ہو صبح عید سے بڑھ کر نہ کیوں شب میلاد — ہے آج آمد سردار دوسرا کی خوشی
تھی ذکریا کو خوشی چند روز یحییٰ کی — ولادت شہ دیں ہوگئی سدا کی خوشی
ازل سے ہے شب میلاد مصطفےٰ کا خیال — ہے ابتدا اسے مرے دل میں انتہا کی خوشی

معلیٰ فرط مسرت سے دل اُچھلتا ہے
نہ پوچھو ہے مجھے اسوقت کس بلا کی خوشی

جب خیال رخ محبوب خدا آتا ہے — مردم دیدہ کو اک خاص مزا آتا ہے
جانب شہر مدینہ سے جب آتی ہے صبا — ہوش بیمار محبت کو ذرا آتا ہے
عرش پر جاکے جو اک آن میں واپس آئے — کون اس راہ سے حضرت کے سوا آتا ہے
ہوتی ہے شہر مدینہ میں اُسی کو صحت — دل میں جو لیکے تمنائے شفا آتا ہے
دیکھکر چرخ پہ حضرت کو یہ عیسیٰ نے کہا — کونسا آج یہ خورشید لقا آتا ہے
دم بدم یاد جو آتی ہے نبی کی صورت — نزع میں ہچکیوں کا دل کو مزا آتا ہے
غیر محدود ہے وصف شہ [illegible] — دل میں ہر لحظہ جو مضمون نیا آتا ہے

چل معلیٰ سے مدینہ ہی شفا خانۂ دل
[illegible] ہے وہ لیکے شفا آتا ہے

[illegible] ہوائی ہے — ہر کلی محو نمو آرائی ہے
ابر رحمت کی گھٹا چھائی ہے — آج میخواروں کی بن آئی ہے
ساقیا دے مجھے [illegible] شراب — جو شریعت میں حلال آئی ہے

وہ مئے صاف کہ جسکی میں نے — خاص قرآں سے خبر پائی ہے
دے وہ مے جسکو یدِ قدرت سے — عاشقوں کیلئے کھچوائی ہے
مئے وہ انجیر جناں سی ہو پچھی — جسکی خالق نے قسم کھائی ہے
جس کے خواہاں تھے جنید و شبلی — ہر ولی اُس کا ہی شیدائی ہے
وہ مئے صاف جسے پینے سے — بھائی منصور کو رسوائی ہے
مئے میخانۂ وحدت جس کا — خُم بنا گنبدِ مینائی ہے
تا ابد نشہ کی مستی کا سرور — جس کی کیفیت بالائی ہے
اُس کا پا کر اثرِ کیفِ خُمار — چشمِ مضطر میری پتھرائی ہے
کیفیت دل کی نہ میرے کم ہو — وہی مے دے جو مجھے بھائی ہے
یعنی دے ۔ جامِ مئے حُبِّ نبیؐ — تجھکو خوب اُسکی شناسائی ہے
وہ نبیؐ جس کا نہیں کوئی نظیر — ختم جسکے لئے زیبائی ہے
ساری مخلوق کا سردار ہے وہ — جس کو حاصل شرف آبائی ہے
ان کے قامت کا نہ ہونا سایہ — یہی اک حجتِ یکتائی ہے
نور ہر ذرّہ سے اُس کا ہے عیاں — گرچہ وہ مہر نہ ہرجائی ہے
دیکھ لے اسمیں تجھے گر شک ہو — خلق مِن نوری حدیث آئی ہے

تم مدینے کے ہی دیوانے رہو
اے معلّیؔ یہی دانائی ہے

خدا کی یاد میں باہم چلیے چلو تو سہی
نہ بیش ہو تو فقط کم چلیے چلو تو سہی

اگرچہ سخت ہے منزل کڑی مگر یارو
قدم اُٹھاؤ بلا غم چلیے چلو تو سہی

وہ کہہ رہا ہے بارشاد جَاهِدُوا فِینَا
بنا ہی دیں گے تمہیں ہم چلیے چلو تو سہی

اِذَا نَسِیتَ فَاذْکُر اسی کا ہے ارشاد
جب آئے یاد اُسی دم چلیے چلو تو سہی

معلیٰ دیکھو سلامت روی اسی میں ہے
نبیؐ کے دھیان میں ہر دم چلیے چلو تو سہی

مری آنکھوں میں دل میں ہر جگہ غوث اعظم ہے
مرا سینہ ہے یا دولت سرائے غوث اعظم ہے

ولائے حضرت خالق ولائے غوث اعظم ہے
رضا اللہ کی عین رضائے غوث اعظم ہے

اکرم ز عجب شان علائے غوث اعظم ہے
رقاب اولیا پر نقش پائے غوث اعظم ہے

شمیم نسبت فرق نبیؐ سے باغ عالم میں
مہکتی ہر طرف بوئے وفائے غوث اعظم ہے

[illegible] ہر دم نور حق چشم بصیرت کو
عجب کحل الجواہر خاک پائے غوث اعظم ہے

وہی دانائے راز عالم سر الٰہی ہے
دل دیوانہ جسکا مبتلائے غوث اعظم ہے

تجلی ہو کرے خورشید بھی ظلمت [illegible]
وہ روشن پرتو نور ضیائے غوث اعظم ہے

[illegible] عاشق خدا کے اور معشوق الٰہی [illegible]
ولی کون اس مراتب کا سوائے غوث اعظم ہے

[illegible] شان محبوب خدا کی [illegible]
زباں کب قابل حمد و ثنائے غوث اعظم ہے

[illegible]
[illegible] مشتاق لقائے غوث اعظم ہے

وہی [illegible] ولی [illegible] ولایت ہیں

معلی گردنوں پر جنکی پائے غوث اعظم ہے

کیا شان آستانہ ذیشان غوث ہے — چرخ بریں بھی زینۂ ایوان غوث ہے
خوف گنہ سے چاک گریباں ہر کس لئے — دست طلب میں گوشۂ دامان غوث ہے
دیکھو تم آکے جانب بغداد طالبو — مفتوح خوان نعمت احسان غوث ہے
سارے مطیع حکم ہیں جن و ملک پری — چرخ بریں بھی تابع فرمان غوث ہے
گردوش اولیاء پہ قدم ہو تو کیا عجب — بڑھکر ملک سے رتبۂ دربان غوث ہے

مقبول وہ معلی رسول خدا کے ہیں
کب میرا وصف لائق وشایان غوث ہے

کیا شور و غل الٰہی یہ کون و مکاں میں ہے — کس کی خوشی کا شہرہ زمین آسمان میں ہے
مصروف اہتمام ہیں ہر سو ملائکہ — چرچا یہ کس نوید کا حور جناں میں ہے
آنکھیں کئے ہوئے ہیں ستارے جو فرش رہ — کس رشک آفتاب کی آمد جہاں میں ہے
ہیں کسکی پیشوائی پہ مامور انبیاء — کس کے ظہور نور کا غل قدسیاں میں ہے
مشعل فروز دہر بنے ہیں جو مہر و ماہ — یہ ٹھاٹ روشنائی کا کیوں آسماں میں ہے
شہرت ہے کسکے آنکی عالم میں مشتہر — جوش خوشی جو آج دل انس و جاں میں ہے
کہرام کیوں یہ فوج شیاطیں میں ہے مچا — ابلیس آج خاک بسر کیوں جہاں میں ہے
کس کیلئے درود کا ہے ورد ہر طرف — صل علی کا ذکر یہ کیوں ہر زباں میں ہے
نرگس کی ہے کھلی ہوئی کیوں چشم انتظار — ہر مرغ پر پھلائے ہوئے آشیاں میں ہے

تعظیم کیلئے ہے کھڑا سرو راست قد
کوکو کا شور قمریوں کے کیوں وہاں میں ہے

سنبل ہے بال کھولے ہوئے کس کے جوگ میں
کس زلفِ عنبریں کا اثر گلستاں میں ہے

حیرت یہ میری دیکھ کے ہاتف نے کی ندا
ناداں ہے کس خیال میں تو کس گماں میں ہے

میلادِ شاہِ ہر دو سرا کا ہے آج دن
شادی کا اُس کی جشن یہ ہر دو جہاں میں ہے

محبوبِ خاص ہے وہ خدائے کریم کا
مطلع یہ نعتیہ بھی اُسی شہ کی شاں میں ہے

مطلع

شاہِ رُسل کا شہرۂ آمد جہاں میں ہے
بے مثل و بے نظیر جو کون و مکاں میں ہے

ظاہر میں گرچہ احمدِ بے میم ہے لقب
کیا جانے کوئی کونسا سرِّ نہاں میں ہے

دیتی خبر ہے اور ہی کچھ شانِ مارمیت
ہر چند وہ بصورتِ انساں جہاں میں ہے

مضمون جس کی مدحتِ خُلقِ عظیم کا
آیا کلامِ پاکِ خدائے جہاں میں ہے

اللہ کے حبیب کا کیا وصف کر سکیں
طاقت کہاں ہمارے دلِ ناتواں میں ہے

حضرت کے روئے پاک سے تشبیہ کیسے دیں
خوبی کہاں یہ صورتِ شمسِ جہاں میں ہے

خلاق نے جو اُمتِ حضرت ہمیں کیا
تاب ادائے شکر کہاں اِس زباں میں ہے

شانِ خدا کا آئینہ ہے حسنِ احمدی
انساں حجابِ میم کے باعث گماں میں ہے

مانگو جو مانگنا ہو معلّٰی بصد خلوص
اک خاص درد آج دلِ نیمجاں میں ہے

تضمین بر قصیدۂ حضرت قدسی علیہ الرحمہ

اسمِ اعظم ہو تم اللہ کے اے خاصِ نبی
گر کہوں مظہرِ حق تم کو نہیں بے ادبی
شانِ حمد آپ کے ہے نامِ مبارک میں دبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حکم بندوں پہ جو کرنا ہوا حق کو منظور
تا سمجھ لیں کہ نہیں تجھ سے جدا ربِ غفور
خود ہوا گویا زباں سے تری اے مظہرِ نور
ذاتِ پاک تو کہ در ملکِ عرب کردہ ظہور
زاں سبب آمدہ قرآں بزبانِ عربی

آپ کے کوچے کا سگ کب ہے سگِ کہف سے کم
رہتی ہے اس کی ندامت مرے دل میں ہر دم
کہاں حاصل یہ فضیلت مجھے اے شاہِ امم
نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بسگِ کوئے تو شد بے ادبی

انا بشر کے بھی ارشاد سے ثابت یہ ہوا
کہ حضور آئے ہیں سب روپ بدل کر اپنا
اس لئے حضرت قدسی نے معمے میں کہا
نسبت نیست بذاتِ تو بنی آدم را
زانکہ از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

فیض بخشی کے بھرے آپ میں سارے ہیں صفات
کیجئے رحم غریبوں پہ کچھ اے مظہرِ ذات
سب کو ہے آپ کی ہی ذات سے امیدِ نجات
ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آبِ حیات

لطف فرما کہ ز حد میگزرد تشنہ لبی

کر کے طے مکے سے تا بیت مقدس دشت — فرش سے عرش تلک آن میں کی آپنے گشت
کیوں نثار آپ پہ حوریں نہ پری کے تشت — شب معراج عروج تو ز افلاک گزشت

بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

فلک چارمی پر ہی رہے عیسیٰ غمناک — طور تک پہنچکے موسیٰ بھی رہی چھانتی خاک
پر کسی کو نہ ملا نبیوں میں یہ رتبہ پاک — شب معراج عروج تو گزشت از افلاک

بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

جرم و عصیاں کے سبب سے اے شہ مطلبی — ہے اسیر الم و درد معلائے غبی
کہہ نہیں سکتا ہوں کچھ حال غم نیم شبی — سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ ہمرہ قدسی پئے درماں طلبی

ساقی نامہ

ساقی دے جام بادۂ عشق محمدی — کم ہو نہ دل سے کیفیت کیف سرمدی
سرشار تہ ہستی سرشار بیخودی — مستانہ طرز دل کی ہو ہر آں جدی جدی

اس نشۂ خمار میں سرمست میں رہوں
زنجیر موج مے کا ہی پابست میں رہوں

وہ مے دے جسکے مست تھے صدیقؓ باوقار
وہ مے تھا جس کا حضرتِ فاروقؓ کو خمار

وہ مے تھے جسکی کیف میں عثمانؓ نامدار
مخمور جس کے شوق میں تھے شاہِ ذوالفقار

جس سے حسنؓ کو زہر میں حاصل مزا ہوا
اور حضرتِ حسینؓ نے جامِ اجل پیا

وہ مے خمیر جس کا شرابِ طہور ہے
بھٹی کی جس کے آگ کا اک شعلہ طور ہے

دِل جسکی گرمجوشی سے موسیٰؑ کا چور ہے
ہر رنگ ہر صفت میں اُسی کا ظہور ہے

وہ مے جو آفتاب کی چھلنی میں ہو چھنی
انگورِ زخمِ شقِ قمر سے وہ ہو بنی

وہ مے ہو پینا جس کا شریعت میں بھی حلال
ہو تیز پیروؤں کی طریقت میں وہ بھی چال

حاصل ہو اُس سے معرفتِ حسنِ ذوالجلال
کھلجائے جان و دل پہ حقیقت کا ہر کمال

حاصل مدام عالمِ قدسی کی سیر ہو
انجامِ کار بادہ پرستاں بخیر ہو

ہر قطرہ اُس کا جوشِ محبت میں ہو بھرا
بانگِ الست قلقلِ مینا کی ہو صدا

دے اس کا نشہ رنج و بلا میں بھی خوش مزا
ساغر ہو اس کا غیرتِ جامِ جہاں نما

دِل میرا اُس کے پیتے ہی مستی میں چور ہو
رگ رگ میں جلوہ گر مرے حضرت کا نور ہو

پیش نظر ہو ابر کی گھنگور وہ گھٹا
سایہ فگن جو تھا سرِ حضرت پہ دائما

دورِ جہاں کو رشک ہو اس کے خمار کا	وہ دور ہو کہ ٹوٹے نہ پھر اس کا سلسلا

حاصل ہو کیفِ مستیٔ عشقِ بلالؓ کی
طرزِ ادو رقص ادا ہو مری مست چال کی

مجھ میں ہو اس کے نشّہ سے حالت پدید ہو	حاصل مذاقِ کیفیتِ بایزید ہو
بالا مجھے جنوں سے اقربِ حبل الورید ہو	ہر شب شبِ برات ہو ہر روز عید ہو

منصور خم کے خم مجھے بادہ مدام دیں
ہر لحظہ دورِ جام نیا صبح و شام دیں

وہ مئے ہو جس میں فیضِ حضرتِ محبوب سے بھری	پی جاؤں دستِ پیر سے اپنے ذری ذری
اچھا ہے اس کے نشّے سے ہر عضو میں تری	بوتل نہ دل کی خالی بغل میں ہو دھری

ہو ہو کا شور میری زباں سے بلند ہو
ہر لحظہ دم بدم مری مستی دوچند ہو

پھر اس میں ذوقِ خواجۂ اجمیر چشتی ملا	شامل ہو شوقِ حضرتِ اوشی کا بھی بھرا
اور شوق دل میں شکر گنج بابا فرید کا	اور جوشِ عشقِ صابرِ مخدوم ہو بھرا

پیاسا غلام مخلص (علی) کو جام دے
ساقی مرے خدا تجھے عالی مقام دے

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامت

مشتہر ہیں جو کراماتِ شہِ جیلانی
اولیاء میں نہیں جنکا کوئی ہمسر ثانی

ہے روایت یہ عیاں شیخ علی ہیتی سے
اپنے مکتوب میں ملفوظ وہ یوں فرمائے

یعنی یک روز وہ محبوب خدائے اکبر
واسطے وعظ کے تھے زیب فزائے منبر

مجلس وعظ میں اک تاجرِ خوش اعتقاد
بیٹھے سنتا تھا دل وعظ و نصیحت ارشاد

دردِ معدہ نے کیا ایک بیک اسکو بیدم
صورتِ نزع تھی وہ درد نہ تھا ہوتے کم

درد سہنے کی نہ تھی تاب اُسے کچھ مطلق
مارے بیتابی کے بیخود تھا وہ اور رنگ تھا فق

موت کے آنیکو صحت سے فزوں جانتا تھا
ملک الموت کے آنے کو شگون مانتا تھا

کہتا تھا بار خدا میں بھی یہ کس رنج میں ہوں
کب تلک درد مصیبت کی مضرت کو سہوں

نہیں معلوم الٰہی کہ ہو کیا میرا حال
ایک دم کیلئے جینا جو ہو انجھکو محال

درد پر طرہ مصیبت پہ مصیبت یہ ہوئی
یعنی لاحق اُسے حاجت کی ضرورت بھی ہوئی

اس مصیبت پہ زیادہ یہ ہوا اور غضب
باختہ ہوگئے ہوش و حواس اُسکے سب

رفع حاجت کیلئے اُٹھ کے نہ جا سکتا تھا
حال دل کا نہ کسیکو بھی سنا سکتا تھا

دل میں کہتا تھا الٰہی میں عجب درد میں ہوں
کب تلک آخر الم و رنج و مصیبت سہوں

استقدر حال ہوا اسکا جو بحد مجبور | اپنی بیتابی کی حالت میں تھا ازبس معذور
الغرض ہوکے وہ لاچار بصد عجز و نیاز | استعانت کا شہ دیں کی ہوا وہ دمساز
دل میں کہنے لگا یا غوثؓ مدد کی جا ہے | یہ غلام آپکا مہمان کوئی دم کا ہے
رحم گر آپ نہ کیجیے مری بیتابی پر | نکل آئیگی ابھی تن سے یہ جان مضطر
اتنے میں وہ شہ محبوب خدائے عالم | حال بیتابی سے واقف ہوئے اسکے یکدم
بس وہیں چھوڑ کے منبر کے وہ زینے پر سے | تاجر خستہ کی امداد کو جسدم اُترے
حال اُسوقت کا فرماتے ہیں یوں شیخ علی | رمز پوشیدہ سے اس بھید کے واقف تھے وہی
یعنی جسوقت وہ محبوب خدائے اکبر | زینہ زینہ جو قدم رکھتے تھے زیر منبر
وہیں تاثیر کرامت سے بہ رب معبود | ہوئی تصویر شہ پاک کی منبر پہ نمود
وعظ کرتی تھی وہ تصویر بدستور بیان | محفل وعظ میں تا ہو نہ خلل کوئی عیاں
مجلس وعظ میں جو لوگ کہ حاضر تھے وہاں | نہ کسی طرح کا ہمتا کے بیاں پر تھا گماں
یقین اس بات کا تھا سب کو کہ شاہ والا | وعظ کہتے ہوئے منبر پہ ہیں رونق فزا
اور ادھر تاجر مضطر کے قریں جاکے حضور | ہوئے مصروف بدلجوئی حال رنجور
آستیں اپنی وہیں سر پہ جو اُسکے رکھدی | اضطرابی جو تھی تاجر کو وہ سب جاتی رہی
کھول کر آنکھ خوشی سے جو وہ دیکھا یکبار | اُس پہ کچھ اور ہی حالت ہوئی اُسدم اظہار
یعنی وہ حال تو وہ وعظ کی مجلس وہ نہیں | ہے نگاہوں میں جدھر دیکھو اُدھر دشت و زمیں
ہر غزار ایک نمودار ہے زیر کہسار | نہر اک جاری ہے اور گرد ہیں اُسکے اشجار

آدمی زادسی جب دشت خالی پایا
بے تکلف وہ جواں بھر سوئے اشجار آیا

رفع حاجت سے جو کی اس نے فراغت حاصل
ہو گیا دل بھی وہیں درد و الم سے زائل

پھر لب نہر پہ وہ مرد بعز و تمکیں
آبدست اور وضو سے ہوا فارغ بھی وہیں

لیکن اک جھاڑ پہ تاجر نے بوجہ عجلت
جھیلہ کونجی کا رکھا تھا دمِ رفعِ حاجت

کونجیوں کو وہیں اس شاخ شجر پہ بھولا
قدرت حق سے کھلا اور ہی کچھ گل اس جا

یعنی اس مرشد عالم شہ دیں پرور نے
آستیں اپنی اٹھائی جو سر تاجر سے

اب جو تاجر نے نظر کی تو نہ تھا وہ صحرا
محفل وعظ وہی اور وہی چرچا تھا

اضطرابی بھی نہ تھی اور نہ تھا درد شکم
تھی بحال اسکی طبیعت نہ تھا کچھ رنج و الم

دیکھکر حال وہ یہ اپنا بہت تھا شاداں
چاہتا تھا کرے اس شہ پہ دل و جاں قرباں

لیک حضرت نے تاکید کیا تھا ارشاد
زندگی تک نہ کھلے راز یہ اے نیک نہاد

وعظ کے بعد وہ جس وقت مکاں میں آیا
کونجیوں کا وہ خزانے کی جھیلہ پایا

کچھ دنوں بعد خیال اس کو سفر کا جو ہوا
گھر سے فوراً وہ تجارت کی غرض سے نکلا

شہر سے اپنے گیا دور جو چودہ منزل
ہوا اک دشت طرحدار میں جا کر داخل

ہو کے حیرت زدہ کرنے لگا ہر سمت نظر
ہے وہی شہر وہی دشت وہی شاخ شجر

کونجیوں کا اسے یکدم جو خیال آیا وہاں
دیکھتا کیا ہے کہ جھیلہ بھی لٹکتا ہے عیاں

کونجیاں لیکے شجر سے یہ تعجب اس دم
شہر مقصود کو راہی ہوا با جاہ و حشم

گم شدہ کونجیاں کیا ہاتھ لگیں اسکو وہاں
حسن نیت سے ہوا راز نہاں اسپہ عیاں

حال باطن کا سراسر ہوا مشہود اسے — مل گئی گویا کلید در مقصود اُسے

بخدا دہر میں کتنا ہی تھا وہ خوش قسمت — جس نے پائی شہ والا کی وہ بزم صحبت

حیف ہم بھی اگر اسوقت پہ حاضر رہتے — حال بیتابی کا اپنی شہ دیں سے کہتے

کس قدر خستہ و غمگیں دل ناشاد ہیں ہم — قیدی نفس ہیں کیسے کہیں آزاد ہیں ہم

حرص دنیا میں عبث عمر بسر کرتے ہیں — ایسے جینے پہ پھر افسوس کہ ہم مرتے ہیں

التجا ہے ترے محبوب کا صدقہ یارب — غوث اعظم شہ مرغوب کا صدقہ یارب

حیدرآباد دکن سے ہمیں جانا ہو نصیب — جاکے بغداد سے تا مرگ نہ آنا ہو نصیب

چل سکے نزع میں تا ہم پہ نہ مکر شیطان — اور رہو جائیں سبکدوش ز بار عصیاں

ہے تمنائے معلی یہی تجھ سے ہر دم
سر ہمارا ہو اور اُس شاہ مکرم کا قدم

إن من الشعر لحكمة وإن من البيان لسحرا

مجموعہ کلام عشقیہ مصنفۂ حضرت مولوی ابو محمد مظفر الدین معلی علیہ الرحمہ حیدرآبادی سابق ناظم عدالت سرکار عالی

(۱) غزلیات عشقیہ (۲) مخمس و مسدس (۳) قصائد مدحیہ (۴) قطعات تواریخ و رباعیات

(۵) متفرق غزلیات اشعار (۶) مناجات بدرگاہ رب الحاجات

موسومہ

ریاض معلی

۱۳ھ

حصہ دوم

مرتبہ خاکسار محمد ریاض الدین علی ریاض حیدرآبادی عفی عنہ

صیغہ دار صدارت العالیہ سرکار عالی فرزند حضرت مصنف

مطبوعہ عماد پریس واقع چھتہ بازار حیدرآباد دکن

۵۰۰ طبع ہوئے

بار اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible] بلبل و شیدا کا — ہر ذرہ سے ہے نور عیاں حسنِ یار کا

[illegible] کی ہستی کی ہے خبر — تحریک دم بھی سینے میں کھٹکا ہے تار کا

[illegible] عشق سے — کیا پوچھتے ہو حال دلِ بیقرار کا

[illegible] سارے کا — کیسے گلہ کریں ستم روزگار کا

دشت [illegible] ہے جو مژگاں کی — ملتا ہے آبلوں کو مزا نوکِ خار کا

[illegible] — موسم تو ہے اگرچہ فصلِ بہار کا

[illegible] — [illegible] بھی شبہائے تار کا

[illegible] — [illegible] وقت بھی کچھ انتظار کا

[illegible]

[illegible]

[illegible] کر دیا — سارے [illegible] مصر کا بازار کر دیا

[illegible] کا [illegible] — [illegible] چاک گریباں تار کر دیا

واعظ ترے مٹائے سے مٹتا نہیں کبھی
کرنا جو تھا قضا نے وہ یکبار کر دیا

یاد رخ بتاں میں دل داغدار نے
سینے کو میرے غیرت گلزار کر دیا

شمع نگاہ بد کے لیے شاہ حسن پر
صدقے ہیں ہم نے نقد جاں نثار کر دیا

شاہ رسل کے شہرۂ حسن ملیح نے
یوسف کا سرد مصر میں بازار کر دیا

اے شاہ مجھ کو نفس کے اس سے بچائیے
نفس پلید نے مجھے بیکار کر دیا

فیض جناب قیصر نے بعد وفات بھی
ملک دکن کو معدن اشعار کر دیا

جب تم نے کچھ جناب معلی نہ قدر کی
ہم نے بھی بند دفتر اشعار کر دیا

وہ بت جو پہلو سے اٹھ کر مرے روانہ ہوا
تڑپ کے مرغ دل زار بے ٹھکانہ ہوا

فقط حرام نہ خواب و خور آب و دانہ ہوا
تمہارے ہجر میں ہم کو نصیب کیا نہ ہوا

خمار عشق کی سر میں جو چھا گئی مستی
ہمارا کعبۂ دل بھی شراب خانہ ہوا

خفا زمانے سے ہے یہ سمند فکر عبث
خطا کے چوب نہ کچھ بہر تازیانہ ہوا

تمہارے عشق نے بدنام کر دیا ہم کو
ذرا سی بات کا عالم میں اک فسانہ ہوا

جتا دیں دوستی [illegible] کی ان سے [illegible] دل
کہاں ہے یاد کہ مدت ہوئی زمانہ ہوا

[illegible] جیسے [illegible] برباد
فقط خراب [illegible] آشیانہ ہوا

[illegible] تجھ [illegible] جلوہ [illegible]
کبھی [illegible] آشنا نہ ہوا

[illegible] کو [illegible] نکو
نہاں [illegible] دل [illegible]

بقدرِ حوصلہ تقدیر سے ملا سب کچھ
دمِ اخیر اک ایمان رہے تو کافی ہے

خدا کے پاس سے جو کچھ ملا ہوا برا نہ ہوا
طریقہ فیض کا جاری ہوا ہوا نہ ہوا

درِ نبی سے معلّیٰ نہ ہم کبھی سرکے
ہمارا تکیہ سرِ سنگِ آستانہ ہوا

حاصل نہ ہوا وصلِ بتِ گلفام ہمارا — محروم رہا یہ دلِ ناکام ہمارا
رہتے ہیں لگے زلف و رخِ یار کی دھن میں — یہ کام ہی صبح سے تا شام ہمارا
ہم نے کیا کچھ بھی عمل خبر نہ آغاز — معلوم نہیں کیا ہو سر انجام ہمارا
پڑھتے رہے تا عمر فقط کلمہ بتوں کا — جھوٹا ہو نہ کیوں دعویٰ اسلام ہمارا
دیدارِ رخِ پاک کی امید میں ہر دم — رہتا ہے لگا دیدہ سرِ بام ہمارا
گر لطف کی فرمائیے اک ادنیٰ نظر آپ — بن جائیگا یک آن میں سب کام ہمارا

یہ کام فقط ہے دلِ دیدار طلب کا
ہے نام معلّیٰ جو ہوا نام ہمارا

کبھی ہم کو بھی میسر جو وصالِ یار ہوتا — نہ تڑپ یہ دل کی ہوتی نہ یہ اضطرار ہوتا
کبھی دامِ زلفِ بت میں نہ اسیر ہونے دیتے — جو ذرا بھی اپنے دل پر ہمیں اختیار ہوتا
بخدا شکر ہر دم ہی [illegible] سجدے کرتے — جو وصالِ یار حاصل ہمیں ایکبار ہوتا
تری تیغِ ناز کے دم جو لگے کبھی [illegible] — تو فدا ہزار جاں سے ترا جاں نثار ہوتا
ترے ہجر میں جو ہوتا کبھی [illegible] — تو اسی سے تازہ باغِ دلِ داغدار ہوتا

وہ کبھی تو آ کے ملتے مرے گھر میں اے معلّے
جو مرا رہِ طلب میں قدمِ استوار ہوتا

چھوڑ کے حق بُت پہ فدا ہو گیا
اے دلِ ناداں تجھے کیا ہو گیا

گریہ سے طوفان بپا ہو گیا
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا

قتل کا قاتل سے گلہ کیا کریں
ہونا جو تقدیر میں تھا ہو گیا

اُس نے جو دیکھا نگہِ تیز سے
دل ہدفِ تیرِ قضا ہو گیا

کچھ بھی سکندر کی نہ کی رہبری
حضرتِ خضر آپ کو کیا ہو گیا

کٹ گئے جو سر اُن کے گرا پاؤں پر
سجدۂ شکرانہ ادا ہو گیا

اُٹھتے ہی نظروں سے دوئی کا حجاب
جلوہ گر آنکھوں میں خدا ہو گیا

ثنائی مطلق کی دلاتا ہے یاد
دردِ مصیبت بھی دوا ہو گیا

جاری عدم پر ہے ترا حکم خاص
کان میں کُن جس کے کہا ہو گیا

ایسی زمانے میں کچھ آندھی چلی
ہر چمن تازہ ہوا ہو گیا

کیوں نہ سہوں صدمۂ دردِ فراق
میں جو ترے در سے جدا ہو گیا

بُت کی پرستش جو معلّے نے کی
بندۂ مقبولِ خدا ہو گیا

دیدۂ بسمل کا وقتِ ذبح مضطر دیکھنا
یاد قاتل کو رہے گا تا بہ محشر دیکھنا

قتل کو بس ہو مرے بے حاجتِ تیغ و سنا
ناز سے اُس شوخ کا جھک جھک کے خنجر دیکھنا

بزم عیش دوستاں سے کو پسند آتی نہیں
قتل عاشق پیشہ [illegible] کی دنیا ہے [illegible]
عشرتیں [illegible] سب
ہے عجب [illegible] حسن رخ
رنج اس کے انتظار [illegible] دیکھے بہت
دل تو پہلے ہی [illegible] چکا
دیدبازی نے تری [illegible] کیا

آفتیں ڈھاتا ہے کیا چرخ ستمگر دیکھنا
نیچی نظروں سے تمھارا سر جھکا کر دیکھنا
آئینہ ہو جائیگا حال سکندر دیکھنا
[illegible] نہیں سکتا کسی سے آنکھ اٹھا کر دیکھنا
[illegible] دکھلاتا ہے کیا کیا یہ مقدر دیکھنا
کیا بلا لائی ہے اب زلف معنبر دیکھنا
[illegible] ترچھی نظر [illegible] دیکھنا

[illegible]
[illegible] آنکھوں [illegible] دیکھنا

پوشیدہ کسی سے [illegible] نہیں ہوتا
[illegible]

[illegible] آنکھوں کا [illegible] نہیں ہوتا
[illegible] شور [illegible] سودا [illegible] نہیں ہوتا
نیچا [illegible] کبھی خانہ کعبہ نہیں ہوتا
[illegible] کوئی اس شوخ کا پردا نہیں ہوتا
[illegible] محبت کبھی چھپا نہیں ہوتا
[illegible] وہ شوخ کسی کا نہیں ہوتا
[illegible] کام [illegible] نہیں ہوتا
[illegible] نہیں ہوتا

دل کو مرے دھن اسکی لگی رہتی ہے ہر دم
غافل یہ کسی روز معلّا نہیں ہوتا

آغوش میں وہ بام سے پیارا نہیں آتا
ہاتھ اپنے کبھی چرخ کا تارا نہیں آتا

نیکی تمھیں کرنی ہو تو یکبار ہی کر لو
دنیا میں کوئی پھر کے دوبارا نہیں آتا

دل لینے میں ہر چند کہ وہ طفل ہے چالاک
کرنا مگر آنکھوں سے اشارا نہیں آتا

دل جب سے گیا ہے بت رعنا کے پیچھے
منت سے بہت ہیں نے پکارا نہیں آتا

مومن چلے آتے ہیں مرے کو [illegible]
لیکن کوئی تقدیر کا مارا نہیں آتا

مومن تو ہزاروں ہیں بڑے اہل [illegible]
اخلاق کسی میں بھی تمھارا نہیں آتا

اس طرح میں اک اور غزل لکھے معلّے
ہر شخص کو انداز تمھارا نہیں آتا

[illegible] میں منصور و مظفر نکلا
واہ آصف تو عجیبے کا سکندر نکلا

دست قاتل میں ادھر میان سے خنجر نکلا
ہو کے خوش [illegible] ادھر سے دل مضطر نکلا

[illegible] نفس سے بھی [illegible]
فرق [illegible] میں نہ کبھی بال برابر نکلا

[illegible] سے کیا جوش [illegible]
تیر یا ہر [illegible] ترکش سے نہ خنجر نکلا

[illegible]
ادھر [illegible] سے ادھر میان سے خنجر نکلا

[illegible]
دل کا آئینہ بھی خالی کا سکندر نکلا

تیرے دیوانے کی بازار میں شہرت جو ہوئی
گھر سے ہر طفل لئے ہاتھ میں پتھر نکلا

ملی دیوانوں کو جب سلطنتِ ملکِ جنوں — ہر گلی کوچے سے اطفال کا لشکر نکلا

کی معلیٰ نے بہت فکر غزل میں لیکن
ایک بھی شعر نہ آصف کے برابر نکلا

دل لگا کر بتِ بے پیر نے منہ پھیر لیا — جذب الفت کی بھی تاثیر نے منہ پھیر لیا
آج جی بھر کے گراں جانوں کا خوں پی نہ سکی — کیوں ستمگر تری شمشیر نے منہ پھیر لیا
نام اللہ نہ دمِ ذبح لیا قاتل نے — مجھ گنہگار سے تکبیر نے منہ پھیر لیا
آج میخانے میں رندوں نے وہ کی کج بحثی — شیخ صاحب کی بھی تقریر نے منہ پھیر لیا
آتے آتے مرے گھر راہ سے واپس ہوئے — کیوں مری آہ کی تاثیر نے منہ پھیر لیا
اے جنوں تیرے سبب مجھ سے کشیدہ ہو کر — میری عزت مری توقیر نے منہ پھیر لیا

اب کے بھی خاک مدینے کی میسر نہ ہوئی
اے معلیٰ مری تقدیر نے منہ پھیر لیا

شجرِ حسن بھی عالی ہے عجب — اس نے ہر شاخ نکالی ہے عجب
پیچ بل زلف بھی کالی ہے عجب — خلق کو پیچ میں ڈالی ہے عجب
ہے صدائے یدِ قدرت نادر — بجتی اک ہاتھ سے تالی ہے عجب
بہتا ہے خونِ جگر لعل میں — آپ کے ہونٹ کی لالی ہے عجب
مے وحدت سے بھری رہتی ہے — کاسۂ سر کی پیالی ہے عجب
کیوں نہ حیرت ہو کہ ہر ایک جگہ — صورت اس بت کی نرالی ہے عجب

دلِ عشاق کو ڈستی ہے وہ زلف
ناگن اُس شوخ نے پالی ہے عجب

آنکھ اُس بت سے لڑا کر ہم نے
گھر میں آفت یہ بسالی ہے عجب

کبھی ہنستا ہے کبھی روتا ہے
حالت اِس دل کی نرالی ہے عجب

تیری رفتار سے اے فتنہ خرام
کبک نے چال اُڑالی ہے عجب

نور چھنتا ہے جو ہر روزن سے
روضۂ پاک کی جالی ہے عجب

یہ غزل لکھ کے معلیٰ صاحب
آپ نے طرز نکالی ہے عجب

کبھی بھولے سے بھی آتے نہیں مجھ زار کے پاس
روز تشریف وہ لیجاتے ہیں اغیار کے پاس

اتنا حاصل جو تقرب ہے انہیں یار کے پاس
کچھ ہے تسخیر کا شاید عمل اغیار کے پاس

پہنچے فریاد مری کان تک اُن کے کیونکر
لاکھوں دیدے ہیں لگے روزنِ دیوار کے پاس

حُسن اُس شوخ کا کس طرح سے آئیگا نظر
آنکھ جب ٹھیر نہیں سکتی ہے رخسار کے پاس

غیر جب کوئی نہیں ہے تو کہاں دخلِ دوئی
وہی منصور ہے اک کافر و دیندار کے پاس

یہ فضیلت ہے کہاں حضرتِ زاہد کو نصیب
آتی ہے رحمتِ حق چل کے گنہگار کے پاس

رازِ عیسیٰ نے چھپایا، کیا منصور نے فاش
یہ چڑھے دار پر آئے کبھی نہ وہ دار کے پاس

اُف رے رحمت جو گنہ ہوتے ہیں ہم سے ظاہر
شانِ ستاری لئے جاتی ہے ستار کے پاس

کعبہ و دیر میں کرتے ہیں عبث لوگ تلاش
جلوہ فرما ہیں وہ خود طالبِ دیدار کے پاس

ایک ساغر کی تمنا میں معلیٰ ساقی!

ہر شب و روز پڑا خانۂ خمار کے پاس

فانی ہر ایک شے ہے اُسی کو بقا ہے ایک
عالم میں جلوہ گر وہی ہر ایک جا ہے ایک

عالم میں اس کی وحدتِ کثرت نما ہے ایک
لاکھوں مظاہروں میں وہ ظاہر ہوا ہے ایک

اشکالِ مختلف میں وجودِ خدا ہے ایک
آتے نظر حباب ہیں لاکھوں ہوا ہے ایک

گویا وہی ہے ایک زبانیں ہیں بے شمار
ہیں مختلف ستار کے پردے صدا ہے ایک

ظاہر ہیں حیلے موت کے لاکھوں ہیں گو تو کیا
دم میں ہزاروں مرتے ہیں حکمِ قضا ہے ایک

شمسِ وجود ایک ہے ذرّے ہزار ہا
لاکھوں تجلّیات کا جلوہ نما ہے ایک

ہر دم زبانِ حال سے دکھلا کے اپنا عجز
ہر بت بھی کہہ رہا ہے کہ بیشک خدا ہے ایک

اُٹھے خرامِ ناز سے فتنے جو سینکڑوں
تیری گلی میں روزِ قیامت بپا ہے ایک

وحدت کا اس کی کثرتِ عالم میں ہے ظہور
لاکھوں ہی آئینوں میں وہ صورت نما ہے ایک

کیا دخل غیریت کو جدھر دیکھتا ہوں میں
آتا نظر میں میری وہی جا بجا ہے ایک

فرمان جس کا ہے لمن الملک حکمِ خاص
دونوں جہان اسی کی یہ خلوت سرا ہے ایک

وحدت میں ہو تعدّدِ اسما سے کیا خلل
صرصر و بادِ شرطہ و نسیم و صبا ہے ایک

مانگیں نہ کیوں کسی سے ہیں محتاج اس کے گر
سب حاجتوں کا اپنی وہ حاجت روا ہے ایک

اس کے ہی سب صفات ہیں عالم میں جلوہ گر
بیشک کہو کہ لائقِ حمد و ثنا ہے ایک

یارب کرم سے اپنے معلیٰ کو بخش دے
وقتِ اخیر تجھ سے یہی التجا ہے ایک

حزیں غمگیں شکستہ ہے مرا دل
کرے گا لیکے کیا ٹوٹا ہوا دل

بتوں کے ہاتھ سے یارب بچا دل
یہ کافر چھین لیتے ہیں مرا دل

تڑپتا ہے جو ہر لحظہ مرا دل
شرر ہے برق ہے سیماب یا دل

کریں تاریکیٔ مرقد کا کیا خوف
ہیں روشن دل میں [illegible] دل

جو رکھے خالصاً للہ سے کام
کہاں سے لاؤں ایسا بے ریا دل

بھرے ہیں اسمیں اسرار معانی
ہے گنجِ مخفیٔ سرِّ خدا دل

ہے کس معشوقِ ہرجائی کا عاشق
نہیں رہتا جو میرا ایک جا دل

رہے تختِ دکن پر سینکڑوں سال
نظام الملک آصف جاہِ عادل

معلیٰ اک غزل ہو نعتیہ بھی
گناہوں سے رہے محفوظ تا دل

سوا اپنے کریں کس پر نظر ہم
جدھر دیکھو اُدھر ہیں جلوہ گر ہم

جو ہے پیشِ نظر الفقر فخری
کریں کیا لیکے پھر یہ مال و زر ہم

جہاں ہے سامنے آئینہ خانہ
تماشا اپنا دیکھیں آپ اگر ہم

پتا ملتا نہیں اپنا ہمیں کچھ
کہ رہتے ہیں کہاں کس جائے پر ہم

بتائیں حال غیروں کا بھلا کیا
نہیں رکھتے ہیں خود اپنی خبر ہم

کریں صورت پرستی کب تک اے شیخ
رکھیں کچھ تو حقیقت پر نظر ہم

نہیں ملتا کوئی قاتل کریں کیا
ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں سر ہم

اگر دل جائے خاکِ کوئے جاناں | رکھیں زخمِ دلِ خستہ پہ مرہم
وہ دن آئیں کہیں جلدی خدایا | کہ کر جائیں مدینے کو سفر ہم
جبہ جوئی نورِ مہرِ برجِ وحدت | ز جنبش خیرہ میگردد نظر ہم
بہ پیشِ ہمتِ آسودہ حالاں | بیک جو می نیرزد مال و زر ہم

رکھو پاسِ ادب کچھ اے معلیٰ
کہاں اسرارِ معنی اور کدھر ہم

جو موذی یہ زلفوں کے کالے ہوئے ہیں | یہ سانپ آستینوں کے پالے ہوئے ہیں
لڑکپن گیا ہوش والے ہوئے ہیں | کچھ اب ڈھنگ انکے نرالے ہوئے ہیں
عیاں یہ جو کثرت کے جالے ہوئے ہیں | حجاب انکی وحدت پہ ڈالے ہوئے ہیں
جو ہیں مشاق تر فتنہ انگیزیوں میں | بناوٹ سے وہ بھولے بھالے ہوئے ہیں
جما کر تصور میں وہ شانۂ موزوں | ان آنکھوں کے ڈھیلے بھی ڈھالے ہوئے ہیں
ہے آنکھیں لڑانے کو اک غمزہ کافی | یہ کیوں جمع پلٹن رسالے ہوئے ہیں
نکلوانا گھر سے ہمیں اپنے ہر دم | کہ جنت سے پہلے نکالے ہوئے ہیں
لڑاتے ہیں آنکھیں وہ کس کس سے آنکھیں | کہ مژگاں کے بھی تیر بھالے ہوئے ہیں
یہ نوبت ہے دردِ جگر کی تڑپ سے | کہ ناسور سب دل کے چھالے ہوئے ہیں
ہے یہ جائے حیرت کہ ہر اک میں ملکر | وہ یکتا سبھوں سے نرالے ہوئے ہیں
نہ کر ان کو محتاج تو یا الٰہی | جو ہاتوں میں پیسے اچھالے ہوئے ہیں

نظر آئیں گے کس طرح ہم کو ظاہر — حجاب اپنے رخ پر وہ ڈالے ہوئے ہیں

وہی اُن کے دیدار کے مستحق ہیں — جن آنکھوں سے پردے نکالے ہوئے ہیں

بلا میں جو عشاق سب مبتلا ہیں — یہ پیچ اُن کی زلفوں نے ڈالے ہوئے ہیں

چل اب چھوڑ دنیا کو سب کہتے ہیں اعضا — کہ ہم قبر میں پاؤں ڈالے ہوئے ہیں

چلو حضرتِ دل پلٹ کر عدم کو — یہ ملک اپنے سب دیکھے بھالے ہوئے ہیں

شرابِ محبت سے بھر دے الٰہی — جو خالی دلوں کے پیالے ہوئے ہیں

برآمد وہ ہوتے ہی عشاق سارے — جگر دل کو اپنے سنبھالے ہوئے ہیں

وہی لوگ ہشیار ہیں اے معلیٰ
جو پہلے ہی حق کے حوالے ہوئے ہیں

عبث ہم فکر دنیا میں مکدر ہوتے جاتے ہیں — جو ہو نیکے ہیں کام اپنے برابر ہوتے جاتے ہیں

ہے جاری راستی والوں کا فیضان بعد مرن بھی — کہ پیدا خاک سے اُن کی صنوبر ہوتے جاتے ہیں

ہمیں تو حالِ باطن کی خبر کچھ بھی نہیں ہوتی — جو لاکھوں امر طے اندر کے اندر ہوتے جاتے ہیں

کریں کیا شکر ادا ہم سے تو گنتی ہو نہیں سکتی — جو احساناتِ حق غیر مکرر ہوتے جاتے ہیں

ہے جن نطفوں میں استعداد بنتے ہیں وہی مومن — جو قطرات ابر نیساں کے ہیں گوہر ہوتے جاتے ہیں

نہیں معلوم ہے انکا خزانہ کس جگہ یا رب — جو لاکھوں خطرے پیدا دل کے اندر ہوتے جاتے ہیں

عبث کیوں لوگ مرتے ہیں جہاں کی حکمرانی پر — شہانِ پُر زمیں مثلِ سکندر ہوتے جاتے ہیں

بقائے عمرِ دو روزہ پہ کیونکر ناز ہو ہم کو — فنا ہر آن میں لشکر کے لشکر ہوتے جاتے ہیں

کسی کے عیب کا شکوہ کریں کیونکر بیاں ایدل	کہ خود ہم سے گنہ اس سے بھی بڑھکر ہوتے جاتے ہیں

خدا محفوظ رکھے اے معلی سخت مشکل ہے
ستم اس نفس ظالم کے جو ہم پر ہوتے جاتے ہیں

مفلس ہیں تجھے پکارتے ہیں	ہاتھ آگے ترے پسارتے ہیں
ابرو کے کماں سنوارتے ہیں	دیکھیں کسے تیر مارتے ہیں
جو کعبۂ دل سنوارتے ہیں	اللہ اللہ پکارتے ہیں
زر اُن پہ نثار کرتے ہیں لوگ	ہم جان و جگر کو وارتے ہیں
میخوار بھی ہیں بلا کے تیلے	شیشے میں پری اُتارتے ہیں
چالاک ہیں اُن کے مردم چشم	گھر بیٹھے شکار مارتے ہیں
جو عیش میں بھولتے ہیں حق کو	کیوں وقت الم پکارتے ہیں
بیچارہ کار ہیں برہمن	پوتی ناحق بچارتے ہیں
امید وصال میں تمہارے	دن عمر کے ہم گزارتے ہیں
فانی کو نہ کیوں بقا ہو حاصل	جیتیں گے وہی جو ہارتے ہیں
کس ناز سے ابروئیں ہلا کر	تلوار جگر پہ مارتے ہیں
جی میں ہے کہ مفلسوں سے پوچھیں	دامن کیونکر پسارتے ہیں
ہیں تیز بلا کے تیر مژگاں	نشتر رگ جاں پہ مارتے ہیں
محتاج ہیں سب غنی سمجھکر	ہر دم تجھے ہم پکارتے ہیں

دیندار جو سچے ہیں معلےٰ
دنیا کو وہ لات مارتے ہیں

کب کسی کو وہ ان آنکھوں سے نظر آتے ہیں	چھپ کے پردوں میں جھلک حسن کی دکھلاتے ہیں
دیر و کعبہ کو عبث لوگ چلے جاتے ہیں	ان کو ہم اپنے میں اے حضرتِ دل پاتے ہیں
خضر کچھ راہِ محبت میں نہ کام آتے ہیں	کہ سکندر کو بھی محروم پھرا لاتے ہیں
کوئے جاناں میں پاتے ہیں ذلت و خواری ہر روز	دلِ بیتاب کی خاطر سے چلے جاتے ہیں
خوفِ درباں ہمیں ہے نہیں ٹلتا جو وہاں	صبح کو جا کے سرِ شام چلے آتے ہیں
تم میں اور ہم میں ہے کچھ فرق بھی آخر باقی	عکس سے منہ کے وہ آئینے میں فرماتے ہیں
تحفۂ پیر ہے دنیا یہ عجب شعبدہ گر	داؤں میں اسکے جواں سینکڑوں آجاتے ہیں
آشناؤں پہ بھروسہ نہ کرا اے دل ہرگز	کیا سمجھتا ہے مصیبت میں یہ کام آتے ہیں
یادِ گیسو میں نکل جاتے ہیں صحرا کی طرف	ہم خیالاتِ پریشاں سے جو گھبراتے ہیں
ملتی ہے دردِ جگر میں انہیں اک لذتِ خاص	آپ دلجوئیِ عشاق جو فرماتے ہیں

رہتے ہیں یادِ نبی میں جو معلےٰ ہر دم
وہ تصور میں مدینے کو چلے جاتے ہیں

رفتگانِ عدم کا کوئی شمار نہیں	یہ شہر وہ ہے جسے حاجتِ حصار نہیں
وہ دل خراب ہو جس میں خیالِ یار نہیں	وہ آنکھ پھوٹے جو محوِ رخِ نگار نہیں
صفاتِ ذات میں کیا غوطہ زن ہو فکرِ ضعیف	محیط بحر ہے جسکا کہیں کنارہ نہیں

ہو شاعروں کا نہ کیوں نام زندۂ جاوید
زمینِ شعر میں گنجائشِ مزار نہیں

دو رنگیوں سے بری ہے ہماری یک رنگی
ہیں جس چمن کے ہم اسمیں خزاں بہار نہیں

ہمارے قتل پہ کیوں آپ کو ندامت ہے
خدا کے کام میں بندے کا اختیار نہیں

چلی ہے باغِ جہاں میں ہوائے بے برگی
درخت ملتا نہیں کوئی سایہ دار نہیں

کئے ہیں جوشِ جنوں نے لباسِ تن ٹکڑے
ہے سر پہ تہمتِ دستار ایک تار نہیں

بجز خدا کے ہو کسطرح اسمیں غیر کو دخل
ہمارا خانۂ دل مسجدِ ضرار نہیں

ہو کیسے تیز نہ ظاہر کند طبع کو فیض
مذاقِ نطق سے واقف زبانِ خار نہیں

ہے فاتحہ کیلئے ترکِ شہسوار کا عزم
بھروسہ تیرا کچھ اے سبزۂ مزار نہیں

کدورتوں سے منزّہ ہے سینۂ صافی
ہمارے آئینۂ قلب میں غبار نہیں

عمارتوں میں ہیں مصروف کیوں یہ اہلِ دول
بنائے ہستیِ موہوم پائدار نہیں

ہو تیرے لطف و عنایاتِ بے حساب کا فضل
ہمارے جرم کا یارب کوئی شمار نہیں

بروزِ حشر معلّیٰ عنایتِ رب سے
ہے بے نصیب جسے حبِّ چار یار نہیں

ڈھونڈیں کہاں قیام ترا ایک جا نہیں
ہر جائے تو ہی کیوں ترا ملتا پتا نہیں

سب کچھ تمہارے پاس ہے اے حضرتِ مسیح
دردِ جگر کی میرے مگر کچھ دوا نہیں

اوروں کو ڈھونڈتے ہیں سبھی میرے حضور
مجھکو سوا تمہارے کہیں آسرا نہیں

تحقیق ہو چکی ہے مجھے راہِ عشق میں
میں جسکو ڈھونڈتا ہوں وہ مجھ سے جدا نہیں

کس سر میں زلف یار کا سودا نہیں یہاں | وہ کون ہے جو قیدئ دامِ بلا نہیں

وہ دل بلائے جاں ہے معلّی خدا بچائے
جس دل میں دردِ عشق و محبت ذرا نہیں

طریقہ یہ نیا اے شیخ ہم ایجاد کرتے ہیں | بٹھا کر سامنے بت کو خدا کی یاد کرتے ہیں
بتانِ سنگ دل کیا کیا ستم ایجاد کرتے ہیں | جلا کر عاشقوں کی خاک بھی برباد کرتے ہیں
سمجھتے ہیں حیاتِ دائمی ہم اپنے مرنے کو | ہمارے قتل میں کیوں دیر یہ جلّاد کرتے ہیں
جو دی تشبیہ قد سے اُن کے لوگوں نے ہم اس باعث | غلامی کے لقب سے سرو کو آزاد کرتے ہیں
ہیں بت چالاک دیکھو ہیں سزا دیں جرم کھلا کر | لباسِ عدل میں پوشیدہ بیداد کرتے ہیں
جگر کے پار ہوتے ہیں اشارے ان کی مژگاں کے | عجب یہ کام بنکر نشتر فصّاد کرتے ہیں
کروں کیا وصف انکی بردباری کا میں اے واعظ | وہ دشمن دوست سب کی طرح امداد کرتے ہیں
سمجھ لیتے ہیں شاد و غمگیں ہے اس کا کوئی موجد | نظر عاقل جو سوئے گلشن ایجاد کرتے ہیں
تصور ہے دامِ زلف انکا پائی اُس سے کیونکر ہو | ہمارے مرغِ دل کو صیدِ یہ صیاد کرتے ہیں
رکھیں کیونکر نہ ذاتِ پاک سے اُمیدِ بخشش ہم | کہ ان کے نام خود نامِ خدا امداد کرتے ہیں
خدائی سے نکلوا دے بتوں کو تو خداوندا | ہزاروں گھر یہ ظالم آن میں برباد کرتے ہیں
سمجھتے کب ہیں وہ تھوڑے ہیں عقل پر جنکی | زبانِ دل سے بت سارے خدا کی یاد کرتے ہیں
سمجھایا تو نے انکو عرش پر پہنچا کے کیوں واعظ | کہ وہ خود تشہد وحدہٗ اللہ بھی ارشاد کرتے ہیں
خدائی کی لگائی ہے جو تہمت ان پہ لوگوں نے | خدا کے سامنے سب بت یہی فریاد کرتے ہیں

ہم اپنے آپ کو دیکھیں ہزاروں عیب ہیں ہم میں
برا ہی ہم کسی کے عیب ناحق یاد کرتے ہیں

قیام دھر کب تک ہے معلی اب چلے چلئے
عدم کے رہنے والے مدتوں سے یاد کرتے ہیں

نہ کعبے کی نہ بت خانے کی وہ منزل میں رہتے ہیں
نہیں ملتا پتہ جنکا وہ میرے دل میں رہتے ہیں

کوئی اوراک صنع یار کا بیڑہ اُٹھاوے کیا
ہزاروں حسن صنع اک دانۂ فلفل میں رہتے ہیں

گلے شکوے فقط پیچھے ہوا کرتے ہیں فرقت میں
مگر ملتے ہی اُن سے سب وہ دل کے دل میں رہتے ہیں

اُسے کیا رحم آئے میرے دل کی اضطرابی پر
بہت لاشے تڑپتے کوچۂ قاتل میں رہتے ہیں

دم وصلت جلالت کا جو اُس کی رعب چھاتا ہے
سوال وصل بھی پنہاں لب سائل میں رہتے ہیں

جب اُنکی سارے عالم میں سمائی ہو نہیں سکتی
نہیں معلوم وہ کیونکر ہمارے دل میں رہتے ہیں

کرے دل کچھ تو سامان غم تاریکی مرقد
بہت سے اژدھا اور سانپ بھی اس بل میں رہتے ہیں

جدھر دیکھو اُدھر عالم میں حق کا ہی ظہورا ہے
عبث کیوں لوگ تکرار حق و باطل میں رہتے ہیں

نہیں آتا کبھی نقص اُنکے اسباب طریقت میں
جو ہر دم اتباع مرشد کامل میں رہتے ہیں

عجب پیچیدہ یہ راہ طریقت اے معلی ہے
مسافر سینکڑوں تھک کر اسی منزل میں رہتے ہیں

صورت آسودگی چرخ کہن میں کیوں نہیں
عیش کا سامان اس دار المحن میں کیوں نہیں

اُلفت خالص دل ہر مرد و زن میں کیوں نہیں
بو وفا داری کی گلہائے چمن میں کیوں نہیں

سے چلی ہے کشتی عمر رواں سوئے عدم
غم سفر کا ہے میرے یاران وطن میں کیوں نہیں

معرفت پر نفس کی موقوف ہے عرفانِ حق
ظاہر و باطن کا جلوہ جان و تن میں کیوں نہیں

کوہِ سنگیں کے عوض وہ کوہِ غم ہی توڑتا
تیشۂ تقدیر دستِ کوہکن میں کیوں نہیں

حشر تک بھی ہوش میں آتے نہ تیرے رند مست
دورِ جامِ عشق ساقی انجمن میں کیوں نہیں

ہے یہ وہ دامِ بلا ممکن نہیں جس سے خلاص
مرغِ دل پھر قیدِ زلفِ پرشکن میں کیوں نہیں

حشر میں موقوف ہے حب ان کی الفت پر نجات
پھر کمال ایماں کا حبِ پنجتن میں کیوں نہیں

گر نہیں ہے غمزہ و ناز و ادا پر اعتماد
تیغِ براں آج دستِ تیغ زن میں کیوں نہیں

بھر رہا ہے دوستی کا دم اگر نفسِ شقی
پھر شریکِ حال ہر رنج و محن میں کیوں نہیں

قیس بھی ہوتا اسیرِ لیلیٰ زلفِ بنی
ہوشیاری کا اثر دیوانہ پن میں کیوں نہیں

رہ مدینے کی نہ چھوڑا ے کشتیِ عمرِ رواں
رخ ترے چلنے کا دریائے عدن میں کیوں نہیں

ان کی ابرو کے اشارے سب ہلالِ عید ہیں
ماہِ نو کی قدر اس چرخِ کہن میں کیوں نہیں

ہے جو ہر دم جلوۂ الخالق فی لبسٍ جدید
پھر لباسِ نو تنِ چرخِ کہن میں کیوں نہیں

تو تو بیکاری کے فن میں شہرۂ آفاق ہے
پھر شمار اے دل ترا اربابِ فن میں کیوں نہیں

اے معلّیٰ اٹھ گئے کیا قدردانِ شاعری
آج کل چرچا ترا اہلِ سخن میں کیوں نہیں

امیدِ وصلِ یار کبھی ہے کبھی نہیں
وا چشمِ انتظار کبھی ہے کبھی نہیں

خوش وضعِ روزگار کبھی ہے کبھی نہیں
اس باغ میں بہار کبھی ہے کبھی نہیں

کیوں منعموں کو دولتِ دنیا پہ ہے غرور
یہ مالِ مستعار کبھی ہے کبھی نہیں

دنیائے بے ثبات کی سختی پہ رنج کیا
یہ رنجِ روزگار کبھی ہے کبھی نہیں

پوچھے جو کوئی حالتِ صبر و قرارِ دل
کہدونگا بار بار کبھی ہے کبھی نہیں

ہوا مرے ثبات پہ کیا دعویٰ یقین
دل میں خیالِ یار کبھی ہے کبھی نہیں

ہم اپنے اختیار پہ نازاں ہوں کس طرح
اس دل پہ اختیار کبھی ہے کبھی نہیں

ساقی کی چشمِ مست نے جس دن سے کی کمی
کیفیتِ خمار کبھی ہے کبھی نہیں

پھر وصال وعدۂ فردا نہ کیجئے
جینے کا اعتبار کبھی ہے کبھی نہیں

کس طرح استقامتِ باطن نصیب ہو
دل کو مرے قرار کبھی ہے کبھی نہیں

کیا شکوۂ فراق و تمنائے وصل ہو
منظورِ طبعِ یار کبھی ہے کبھی نہیں

دل بستگی پہ اپنی **معلیٰ** نہ روئیے
یہ چشم اشکبار کبھی ہے کبھی نہیں

اے طبیبو میں دوا لیکر تمھاری کیا کروں
دل نہیں تھمتا علاجِ بیقراری کیا کروں

تیغِ ابرو کا لگا ہے زخمِ کاری کیا کروں
خونِ دل ہے جنکے اشک آنکھوں سے جاری کیا کروں

کون ایسا ہے جو میرے گھر کی جانب پھیر لے
جاتی ہے غیروں کے گھر اُن کی سواری کیا کروں

ذاتِ یکتا کو ہے اُن کی کثرتِ عالم پسند
سامنے غیروں کے ان سے رازداری کیا کروں

زخمِ دل کچلا رہے ہیں پھر جنوں کا زور ہے
آرہا ہے موسمِ فصلِ بہاری کیا کروں

وصل کی حسرت ہے خوابوں میں شرکئی رہو
اس سوا اُن کی ادا حدِ ستمگاری کیا کروں

جب کہا میں نے کرو کچھ رحم میرے حال پر
سُنکے کہتے ہیں نہیں عادت ہماری کیا کروں

اُن کے کانوں تک پہنچ سکتی نہیں اسکی صدا — بے اثر ہے میری سب آہ و زاری کیا کروں
نیک و بدِ ظلم و ستم سارے خدا کے کام ہیں — اے بتو ہر دم شکایت ہیں تمہاری کیا کروں
سینۂ افسردہ میں دل کی تڑپ کا زور ہے — اُڑ چلا وحشی قفس کی استواری کیا کروں

بادۂ عشقِ بتاں سے دل ہے سرمست خمار
اے معلیٰ دعوئے پرہیزگاری کیا کروں

صبر کب تک اے بتِ رعنا کروں — دل سنبھلتا ہی نہیں میں کیا کروں
کر رہا ہے دوست ہی جور و جفا — شکوہ پھر فرمائیے کس کا کروں
خواب میں بھی وہ کبھی آتے نہیں — کیوں نہ میں سر پیٹ کر رویا کروں
ہر طرح اُس کی خوشی منظور ہے — کام بیجا یا کہ میں برجا کروں
جس پہ دل سو جان سے قربان ہے — ہائے رنجیدہ اُسے کیسا کروں
شورشِ دل کم نہیں ہوتی کبھی — کس سے میں اس امر میں شورا کروں
جی میں آتا ہے کہ اُس کو رات دن — سامنے بٹھلا کے چپ دیکھا کروں
ایک دم بھر بھی دلِ بیتاب پر — بس نہیں چلتا الٰہی کیا کروں
واں تو مرغِ وہم کے جلتے ہیں پر — کیا خیالِ صورتِ زیبا کروں
سخت تر دشوار راہِ عشق ہے — امرِ مشکل کی تمنا کیا کروں
قد سے اُن کے کر رہا ہے ہمسری — سرو کو گلزار میں سیدھا کروں
وہ نہیں ملتا جو مرنے کے بغیر — مر نہ جاؤں تو کہو پھر کیا کروں

آرہا ہے جی میں رہ رہ کر مرے / دل فدائے قامتِ بالا کروں
ہوں تردد میں کہ تسکیں کے لئے / کیا مداوائے دلِ شیدا کروں

ہے بلا کا اضطراب دل مجھے
کس طرف جاؤں معلیٰ! کیا کروں

کہتے ہیں مجھ سے لیکے وہ شمشیر ہاتھ میں / صد شکر آگیا میرا نخچیر ہاتھ میں
کیا چاہیں زر کو خاک نشینانِ کوئے یار / مٹی بھی گر اٹھائیں ہو اکسیر ہاتھ میں
کیا پوچھتے ہو زلف کے سودائیوں کی قید / پاؤں میں بیڑیاں ہیں نہ زنجیر ہاتھ میں
عالم میں رعب داب ترے بانکپن کا ہے / رکھتا نہیں ہے کوئی بھی شمشیر ہاتھ میں
اُس بت کی خاک چھان کے میں جستجو کروں / نقشِ قدم کی پاؤں جو تصویر ہاتھ میں
کیوں ہم نے اُن کی زلف کو ناحق بھی چھیڑ کے / بیٹھے بٹھائے ڈال لی زنجیر ہاتھ میں
اتنی خطا ہوئی ترے پابوس ہم ہوئے / اب ہے ترے معافیٔ تقصیر ہاتھ میں

حالت یہ آج کل ہے معلیٰ کی دوستو
ہے خاک سر پہ یار کی تصویر ہاتھ میں

دل سے دھیان اُس شوخ کا جاتا نہیں / غیر کا ہرگز خیال آتا نہیں
[illegible] اُس شوخِ یکتا کے سوا / دوسرا کوئی نظر آتا نہیں
ہے [illegible] جرم گنہگاری کا خوف / ذرہ نہیں مرنے سے گھبراتا نہیں
[illegible] محو خیال [illegible] رہتا ہوں / مجھکو اپنا بھی خیال آتا نہیں

دل میں کیا کچھ ہے نہ پوچھ اے ہمنشیں
پر زباں سے کچھ کہا جاتا نہیں
ہیں مجھے منظور قربت کے ستم
صدمۂ دوری مگر بھاتا نہیں
فرش سے تا عرش اُس کا نور ہے
عیب ہیں کو کچھ نظر آتا نہیں

وہ بُلاتے ہیں نہ آتے ہیں یہاں
اے معلیٰ دم نکل جاتا نہیں

ذکر اپنے لبوں پہ یہ بنا ہو
بندہ بندہ - خدا خدا ہو
دکھلائے جو رنگ وحدت اُن کی
یکرنگ سبھی بُرا بھلا ہو
اپنے ہی نظارے میں ہیں وہ مست
کیا دخل وہاں پہ غیر کا ہو
دکھلائیں اگر جھلک وہ اپنی
عالم سب اک آن میں فنا ہو
زلفوں کا لیا جو دل نے بوسہ
للہ معاف یہ خطا ہو
ابرو کی دکھا کے ایک جنبش
تلوار چلاؤ جس پہ چاہو
دنیا کی اگر ہوا پلٹ جائے
ناآشنا ہر اک آشنا ہو
دنیا ہے عجیب قحبہ پیر
کیوں دوستو اس پہ تم فدا ہو

دنیا ہے یہ بیوفا معلیٰ
ایسی تو نہ کوئی بیسوا ہو

کب کسی کے سامنے آتے ہیں وہ
چھُپ کے چھپ چھپ دل میں کھلاتے ہیں وہ
گرچہ بیرنگی ہے اُن کی خاص شان
ہر جگہ رنگ اپنا دکھلاتے ہیں وہ

جلوۂ حیرت سے نظر آتے نہیں
نحن اقرب گرچہ فرماتے ہیں وہ

ثمّہ وجہ اللہ فرما کر ہمیں
جائے اپنی عرش تبلاتے ہیں وہ

گرچہ ہیں بے مثل و بے ہمتا ولے
شانِ تشبیہی بھی تبلاتے ہیں وہ

وصفِ بشری سے ہے ذات انکی بری
خود بشر کے وصف بتاتے ہیں وہ

کیوں نہ یکتائی پہ اُن کی غش ہو دل
وحدت اس کثرت میں دکھلاتے ہیں وہ

لاتعین ہے اگرچہ اُن کی ذات
دل میں مومن کے سما جاتے ہیں وہ

غیریت کا نام ہے باقی کہاں
آپ ہی خود غیر کہلاتے ہیں وہ

چڑھ کے سولی پر بھی جو عارف ہیں لوگ
کہنے سے کب حق کے شرماتے ہیں وہ

کیوں نہ جاں ہو اُن کی رحمت پر نثار
رزق مجرم کو بھی دلواتے ہیں وہ

دیکھ کر میرے خطا میں سیکڑوں
حلم سے اغماض فرماتے ہیں وہ

رکھتے ہیں جو لوگ اُن سے حسنِ ظن
گرتے گرتے بھی سنبھل جاتے ہیں وہ

لن ترانی کہہ کے شکلِ نار میں
جلوۂ حسن اپنا دکھلاتے ہیں وہ

غیر سے مجھ پر خفا ہیں کیا کروں
خود نہ آتے ہیں نہ بلواتے ہیں وہ

ہیں جو علمِ معرفت سے بے نصیب
سن کے میرے شعر گھبراتے ہیں وہ

راہِ وحدت میں سنبھل کر چل ذرا
ٹیڑھے جو چلتے ہیں گر جاتے ہیں وہ

ہے معلّی سخت راہِ معرفت
ہیں جو گمرہ ٹھوکریں کھاتے ہیں وہ

عدم سے آئے تھے جس طرح ہم آہستہ آہستہ
اُسی میں پھر ہوئے جاتے ہیں ضم آہستہ آہستہ

گنہگاروں پہ جب ہو گا کرم آہستہ آہستہ
چلے جائیں گے وہ سوئے ارم آہستہ آہستہ

خدا کے کام اطمینان سے جاری ہیں عالم میں
دمِ تحریر چلتا ہے قلم آہستہ آہستہ

نہ شادی مرگ ہو جائے کہیں اسواسطے ہم پر
خدا کا ہوتا ہے فضل و کرم آہستہ آہستہ

جو ظلِّ امنِ خالق میں ہیں وہ بیخوف پھرتے ہیں
کیا کرتے ہیں رم صیدِ حرم آہستہ آہستہ

نہیں حکمت سے خالی یہ جو مقداریں معین ہیں
غذا دیتا ہے حق قدرِ شکم آہستہ آہستہ

مصیبت میں ہے لازم صبر پہلے سے کہ آخر خود
دلوں سے دور ہو جاتا ہے غم آہستہ آہستہ

خیالاتِ بتاں دل کرتے کرتے حق کو پائیگا
بنے گا کعبہ یہ بیت الصّنم آہستہ آہستہ

نہ کر غفلت ولا اس سے کہ پیری میں غنیمت ہے
خدا کی یاد میں گزرے جو دم آہستہ آہستہ

نہ کیوں حد تک نباتات او حیوانات نامی ہوں
خدا کا اُن پہ ہوتا ہے کرم آہستہ آہستہ

نہیں باقی معلّیٰ تیری طبعِ جوانی اب
غزل اک اور بھی کیجے رقم آہستہ آہستہ

ضعیفی میں جو قد ہوتا ہے خم آہستہ آہستہ
یہ حسرت ڈھونڈتے ہیں عمر ہم آہستہ آہستہ

فنا ہو جائیگا جاہ و حشم آہستہ آہستہ
مٹا دنیا سے آخر جامِ جم آہستہ آہستہ

بگوشِ زیر یہ کہتا ہے بم آہستہ آہستہ
خدا کی یاد میں گزرے یہ دم آہستہ آہستہ

نکل جائے گا وقت کا یہ غم آہستہ آہستہ
یہ رونا جھوٹے ہوتے ہوگا کم آہستہ آہستہ

پھر اب کیونکر نہ اُس جانب الیہ راجعون کہکر
صدائے ارجعی سنتے ہیں ہم آہستہ آہستہ

ہماری عمر کے بڑھتے ہیں گھٹنے دن سمجھ رکھو / کہ سوئے گور بڑھتا ہے قدم آہستہ آہستہ
ریاضت ایک مدت کرنے پر مقصود ملتا ہے / جبیں میں بھرتا ہے خالق بھی خم آہستہ آہستہ
ہر اک مشکل میں رحمت اُسکی سبقت کر ہی جاتی ہے / کہ کم ہوتا ہے یہ درد و الم آہستہ آہستہ
موالیدِ ثلاثہ جتنی ہیں مخلوق سب یارب / تری توحید کا بھرتی ہیں دم آہستہ آہستہ
نہیں معلوم واں کیا جذبِ مقناطیس رکھا ہے / کھنچے جاتے ہیں سب سوئے عدم آہستہ آہستہ
دلِ وحشی نہ کیوں آرام پائے دامِ گیسو میں / کہ بے ڈر چرتے ہیں صیدِ حرم آہستہ آہستہ
غمِ فرقت بدل جائیگا آخر وصلِ جاناں سے / نکل جائیں گے سب رنج و الم آہستہ آہستہ
خفی ہو یا جلی ذکرِ خدا سے ہو نہ تو غافل / نکوش زیر چہ کہتا ہے بہ دم آہستہ آہستہ
اثر ہوتا چلا ایک ایک علمِ حق کا عالم پر / ہوا جب لوح پر جاری قلم آہستہ آہستہ
چلاتے ہیں وہ غیروں کو جو ابرو کے اشارے سے / چلاتے مجھ پہ ہیں تیغِ دو دم آہستہ آہستہ
نکر اس دولتِ دو روزہ پر منعم غرور اتنا / نکل جائیگا یہ جاہ و حشم آہستہ آہستہ
گدائی سے درِ ساقی کی ہوگی کیفِ مے حاصل / بنا مدت میں کاسہ جامِ جم آہستہ آہستہ

دعا کرتے ہی دیکھو اے معلّا عرشِ اعظم پر
پہنچ جائیگا اپنا بھی علم آہستہ آہستہ

[illegible] کیا دوا کرے کوئی / بدگمانی کو کیا کرے کوئی
[illegible] جفا کرے کوئی / پر نہ اُف بھی ذرا کرے کوئی
[illegible] شعار [illegible] کا / بے تدارک خدا کرے کوئی

حسن خورشید چھپ نہیں سکتا
لاکھ پردہ کیا کرے کوئی

دل بیتاب تیری حالت سے
ہو نہ واقف خدا کرے کوئی

ہوں جو بیماریِ گناہ سے تنگ
اس مرض کی دوا کرے کوئی

اُن کے ہی ہیں صفات کامل سب
کیا کسی کی ثنا کرے کوئی

اے معلّی یہی دعا ہے مری
مجھ سے مجکو جدا کرے کوئی

تجلّی صبحدم پھیلے جو اُنکے روئے انور کی
تو ٹھنڈی گرمی ہنگامہ ہو خورشید خاور کی

تغافل کا گلہ ہے اور نہ شکوہ ہے نہ آنیکا
یہ سب خوبی ہے اے وعدہ شکن میرے مقدر کی

کسی کے کوسنے کا بعد مرنے یہ اثر دیکھو
عزیزوں نے بنائی قبر میری سنگ مرمر کی

جہاں دیکھو وہاں ارباب دولت کی پرستش ہے
کسی جا قدر دنیا میں نہیں ہوتی ہے بے زر کی

جہاں دیکھے ہزاروں کشتۂ ابرو نظر آئے
غضب کی باڑھ ہے ظالم تری تیغ دو پیکر کی

رقیب روسیہ نے کچھ نہ کچھ ہی پڑھا اُن سے
جو ہے برہم طبیعت سنبل گیسوے دلبر کی

سحر سمجھا کوئی تو شب قدر آئے جلوے
مؤذن نے صدا دھوکے میں دی اللہ اکبر کی

مرا مضمون بیتابی نہ لکھیگا نامہ
خوشا مجھ کو قاصد کی نہ کچھ خواہش کبوتر کی

تجھ کو اے معلّی جو ہے دل میں جگہ دینا
گر دو تو تمیز اے مرد خدا اللہ کے گھر کی

قتل ہوتے دم نہ تڑپا تشنہ کامی تو مجھے
دیکھ آب خنجر قاتل نہ ہوا چھونے مجھے

پُر غضب ہو کر نہ دکھلا آنکھیں ظالم تو مجھے
شیریں بنکر ڈرا دیتے ہیں یہ آہو مجھے

جلوہ اپنا ہی دکھا دے اے میاں ہر سو مجھے
جس طرف دیکھوں نظر آجائے تو ہی تو مجھے

نکہتِ گیسو تری پھیلی ہے عالم میں تمام
ہر گلِ گلزار سے آتی ہے تیری بو مجھے

کیا کسی کے حال پر ہنسنے کی فرصت مل سکے
چین دیتے ہیں کہاں اک لحظہ آنسو مجھے

تیرے فضلِ بیکراں کے آگے ادنیٰ بات ہے
کر دے اپنی ہی طرف گر خلق سے یکسو مجھے

تیری قربت کے سوا ہونے نہ دیتا کچھ رقم
کچھ مری تقدیر پر ہوتا اگر قابو مجھے

آتشِ فرقت کی گرمی سے تپاں ہوں مثلِ برق
چین بے چینی نہیں دیتی کسی پہلو مجھے

رات دن ہے شعبدہ بازی میں دل بھی مبتلا
نرگسِ جادو نے کچھ ایسا کیا جادو مجھے

جلوہ دکھلا جاؤ رخ کا تا ملے تسکینِ دل
ایک مدت سے پریشاں کرتے ہیں گیسو مجھے

دشنہ و خنجر میاں لانے کی کچھ حاجت نہیں
قتل کو کافی ہے تیری جنبشِ ابرو مجھے

باغِ عالم میں نظر آئے نہ کوئی دوسرا
گل کو بھی دیکھوں تو ہو نظارۂ گلرو مجھے

[illegible] مقصد اپنی خودی سے ہیں بے خبر
کچھ نظر آئے نہ جز شانِ مقامِ ہو مجھے

دو جہاں سے عشق میں مجھ کو نہیں کچھ واسطہ
ہے معلّی رات دن یادِ رخ و گیسو مجھے

[illegible] ناوک جو چبھے تھے نکالے نہ گئے
کتنے دنیا سے مرے ناز کے پالے نہ گئے

[illegible] نکالے نہ گئے
دل کے ارماں کبھی حیف نکالے نہ گئے

[illegible] لینے کی فرصت بھی تھی
چھیڑ کر پاؤں سے کانٹے بھی نکالے نہ گئے

کیا ہم نے وہی جو آپ نے باطن میں کہا
حکم ہم سے تو کبھی آپ کے ٹالے نہ گئے

عمر سب گردشِ گردوں سے تردد میں کٹی
تا دمِ زیست مرے پاؤں کے چھالے نہ گئے

آدمی جان کے اس بت نے نکالا گھر سے
ایسی ذلت سے تو آدم بھی نکالے نہ گئے

نہیں ملتا جو تپہ دل کا مرے پہلو میں
کہیں مہندی کے تو چور اسکو چرالے نہ گئے

ساغرِ دیدہ ہوں کیا شربتِ دیدار سے سیر
آبِ گریہ سے ابھی تک وہ کھنگالے نہ گئے

جانے والے ہی تھے گر ملکِ عدم کو احباب
مجھ کو اللہ کے کیوں کر کے حوالے نہ گئے

شادیِ وصلتِ دلدار پہ کیا ناز کریں
گلِ داغ اپنے سروں پر سے اچھالے نہ گئے

ہاتھ خالی جو گئے زیرِ زمیں اہلِ دول
مال و زر ساتھ ہی کیوں اپنے اٹھالے نہ گئے

گئے اس سال مدینے کو جو احباب بہت
کیوں معلّی کو بھی ہمراہ بلالے نہ گئے

کیا کہوں میں جو محبت میں مزا ہوتا ہے
دل سے پوچھو کہ وہ سو جاں سے فدا ہوتا ہے

کیا کہوں عشق کے آزار میں کیا ہوتا ہے
ایک ناقابلِ اظہار مزا ہوتا ہے

جب مرے اشکوں کا طوفان بپا ہوتا ہے
کشتیِ نوح کا بھی ہوش ہوا ہوتا ہے

نعمتیں اس پہ دو عالم کی تصدق کیجیے
کچھ مزا دردِ محبت میں سوا ہوتا ہے

کہیں بیمارِ محبت کو شفا ہوتی ہے
گر مسیحا بھی اتر آئیں تو کیا ہوتا ہے

اس ستمگر کی پلٹ جاتی ہے جب ترچھی نگاہ
انقلابِ اثرِ ارض و سما ہوتا ہے

کس کی تعریف کریں کس کا کریں عیب بیاں
قدرتِ حق سے جو ہوتا ہے بجا ہوتا ہے

خمِ ابرو کے تصور میں بہ ہنگامِ نماز
طائرِ دل بھی مرا قبلہ نما ہوتا ہے

اُس مہ برجِ رسالت کا ہو کیا حسن بیان
مہر بھی جسکے مقابل میں سہا ہوتا ہے

کیوں نہ حاصل ہو اُسے بحرِ مصیبت سے نجات
ناخدا کشتیٔ عاشق کا خدا ہوتا ہے

کوئی عالم میں نہیں پیشِ نظر اُس کے سوا
وہی ہر چیز میں خود جلوہ نما ہوتا ہے

بھر دے دامن دُرِ مقصد سے الٰہی میرا
تیری درگاہ سے رد دستِ دعا ہوتا ہے

اے معلّی وہ تو زخموں پہ چھڑکتے ہیں نمک
دیکھیں کیا حقِ نمک تم سے ادا ہوتا ہے

ہر کوئی خود پرست اور کوئی محبت پرستی ہے
عجب کیفیتِ جوشِ شرابِ جامِ ہستی ہے

نظر دیدار کو جس کے مری ہر دم ترستی ہے
اُسی معشوقِ ہر جائی کی صورت دل میں بستی ہے

ڈراتے ہو جو اُس سے نکلے اژدر دلکو ڈستی ہے
عصائے موسوی ہے یا تمھاری چوبِ دستی ہے

جو ہر دم بیکسی گورِ غریباں پر برستی ہے
یدِ قدرت کے آگے التجائے تنگدستی ہے

وہاں خندۂ دنداں نما سے زخم ہنستے ہیں
کمر جب قتلِ عاشق پر تمھاری تیغ کستی ہے

فقط اک جنبشِ ابرو سے لاکھوں قتل ہوتے ہیں
یہ ترکِ چشم کے ہاتھوں میں شمشیر دو دستی ہے

جو اُس کی سیر کو جاتے ہیں وہ واپس نہیں آتے
عدم آباد بھی کیا پُر فضا دلچسپ بستی ہے

ادائے شکرِ قاتل کا وہاں زخم کرتے ہیں
نگاہِ تیز کی شمشیر جب دل پر برستی ہے

ذرا چلکر تو عبرت کی نگہ سے منعمو دیکھو
زمیں میں جس جگہ قاروں کی دولت روز دھنستی ہے

اِس آفت سے نہیں ممکن ہے بچنا زلف اُس بت کی
عجب دامِ بلا ہے جان عاشق جس میں پھنستی ہے

معلّی اُس زمیں سے کیوں نہ بجّے نور کے اُبٹھیں
مزارِ فیض پر اللہ کی رحمت برستی ہے

خیالِ غیریت پر جو حقیقت اپنی ہنستی ہے
یہ سب کثرت نما ایدل اُسی یکتا کی ہستی ہے

نہیں ہم دیکھتے اسکو جسکی عینِ ہستی ہے
سمائی اپنی آنکھوں میں عجب غفلت کی مستی ہے

یہ مثلِ شعلۂ جوّالہ موہوم اپنی ہستی ہے
وجودِ دائرہ میں کچھ بلندی ہے نہ پستی ہے

جو ہر دم آمد و رفتِ نفس کی تیز دستی ہے
کسوٹی پر زرِ قلب اے معلّی اپنا کستی ہے

اسیرِ شادی و غم دیکھئے دنیا کے کاموں میں
ہمارے حال پر روتی ہے قسمت موت ہنستی ہے

نہیں بے سود مثلِ حق ہماری گریہ و زاری
گہر بنتے ہیں نیساں کی جھڑی جسدم برستی ہے

توجہ رحمتِ حق کی نہ ہو کیوں خاکساروں پر
کہ عزمِ ابرِ باراں بھی ہمیشہ سوئے پستی ہے

ہمارا دل ہو یارب نورِ روزِ وصل سے روشن
شبِ تاریکِ فرقت بنکے ناگن ہمکو ڈستی ہے

پھنسے ہیں مثلِ دیوانوں کے دامِ زلف میں آکر
خمارِ بادۂ روزِ ازل کی جوشِ مستی ہے

ہمارے جنسِ دل کی آپ قیمت پوچھتے کیا ہیں
متاعِ مفت ہے لیجے نہ مہنگی ہے نہ سستی ہے

رولاتا ہے جو یہ چرخِ ستمگر خستہ حالوں کو
ہماری آہ مثلِ برقِ خاطف اُس پہ ہنستی ہے

غریبوں پر الٰہی ابرِ رحمت جلد نازل کر
تپِ فرقت کی سوزش سے ہماری جان جھلستی ہے

ہوا معلوم یہ کہ پہنچے جب شہرِ خموشاں تک
وطن ہے عاشقوں کا اور وہ زندوں کی بستی ہے

جو آتے ہیں یہاں خستہ گریباں چاک رہتے ہیں
مقامِ عشق ہے یا عین دیوانوں کی بستی ہے

سمجھتے ہو وجودِ خلق کو جو مستقل بالذّات
نہیں ہے حق پرستی بلکہ یہ صورت پرستی ہے

بجھر وسمہ معمور ہی کیوں وفور بال پر تم کو	نکل جائیگی دو دن میں جو یہ آنکھوں میں مستی ہے

سنو و صبح پیری ہو اُٹھو اب خواب غفلت سے
اجل سر پر معلّٰی ہر گھڑی آوازہ کستی ہے

زلفوں میں اژدھا سے بھی شوخی بلا کی ہے	صورت اگرچہ حضرتِ موسیٰ عصا کی ہے
بچتے رہو رقیب کی سرگوشیوں سے تم	عادت اُسے قدیم سے اِس افترا کی ہے
نظروں سے دیکھتے ہیں زر و خاک ایکساں	بوٹی ہمارے پاس عجب کیمیا کی ہے
ہو وقت ہو اگر سرِ تسلیم خم تو کیا	کہنے کو ہم بھی کہتے ہیں حالت رضا کی ہے
قُل یا عِبادِ قلقلِ مینا کی ہے صدا	مٹی سبوئے مے میں کسی پارسا کی ہے
جس جائے آسمان سے برستی ہے بیکسی	مرقد تمھارے کشتۂ ناز و ادا کی ہے
پابندِ دامِ زلف ہیں روزِ الست سے	تسبیح رات دن ہمیں قالو بلیٰ کی ہے
ہوتے ہیں نام لیتے ہی اپنی خودی سے محو	تاثیر کچھ عجیب ہی ذکرِ خدا کی ہے

کیجے معلّٰی اک غزل نعتیہ رقم
مجلس یہ فیض بخش کسی رہنما کی ہے

گرچہ دنیا میں [illegible] سب کام ہم کرتے رہے	پیر و ہم آخر تک اے بت دم ترا بھرتے رہے
[illegible] شب گردش ایام [illegible]	اُلٹے الزامات سب ہم پر ہی وہ دھرتے رہے
[illegible] تاثیر [illegible]	سب ہی احباب گس رائی مری کرتے رہے
عشق کی منزل [illegible] جناب خضر ہم	اس لئے اس راہ میں ڈر کر قدم دھرتے رہے

دے نہ ہر دم غیر کو بھر بھر کے ساقی جامِ عیش
دم محبت کا تری ہم عمر بھر بھرتے رہے

تھی ہمیں نفرت وجودِ غیریت سے اسقدر
زندگی میں اپنے سایہ سے بھی ہم ڈرتے رہے

کیوں نہ اپنے جذبِ دل کا دوستو ممنون ہوں
وصل کی شب تجھ سے وہ باتیں بہت کرتے رہے

کیوں رقیبِ روسیہ ہنستا ہے رونے پر مرے
خوفِ ہجراں جسکو ہو پھر کیوں نہ وہ ڈرتے رہے

کیا بچائیں جسمِ کاہیدہ کو چشمِ یار سے
کشتِ اُمید اپنی یہ دونوں کن چھپتے رہے

گر یہی دو روزہ ہے انجامِ کارِ زندگی
ایسے جینے پر معلّی آپ کیوں مرتے رہے

دیکھنے میں جو چیز آتی ہے
سب ظہورِ صفاتِ ذاتی ہے

دھیان میں زلف کے شبِ فرقت
بنکے ناگن مجھے ڈراتی ہے

کس کو دیکھوں بُری نگاہوں سے
سامنے تیری صورت آتی ہے

میں جو خوفِ غضب سے روتا ہوں
رحمتِ حق مجھے ہنساتی ہے

کہنے والا ہے یا الٰہی کون
بات دل میں کدھر سے آتی ہے

انقلابِ جہاں سے ہے ثابت
کہ ثبات اپنا بے ثباتی ہے

گر نہیں ان میں یار کا جلوہ
کیوں حسینوں پہ جان جاتی ہے

ہمکو اے رشکِ یوسفِ کنعاں
چاہ تیری کنویں جھنکاتی ہے

ہو چکی اُن کے انتظار کی حد
دیکھئے موت بھی کب آتی ہے

صورتوں میں تمام عالم کی
ایک صورت ہی ہم کو بھاتی ہے

تیری فرقت میں جانِ عاشقِ زار
تلملاتی ہے تلملاتی ہے

وقتِ تصنیفِ شعر رُک رُک کر
طبع کیوں ہم کو آزماتی ہے

اے فلک مجھ کو تیری نیرنگی
رنگ ہر دم نیا دکھاتی ہے

لاکھ غم کھائیں عاشقِ جانباز
کب بلا اُن کی رحم کھاتی ہے

فتنہ گر تیری آنکھ کی شوخی
ہر دم آفت نئی دکھاتی ہے

کہتے ہیں وقتِ ذبح رکھ کے قدم
کس قدر سخت انکی چھاتی ہے

بے طلب دیں وہ نعمتیں تم نے
جن کے مانگے سے شرم آتی ہے

ہے مُعلّیٰ غلام اُس در کا
جس سے سب خلق فیض پاتی ہے

یاں کس کو آرزوئے پرِ تحال ہے
ساقی دے وہ شراب جو دیں میں حلال ہے

ملنا جہاں میں اہلِ وفا کا محال ہے
قحط الرجال مردمِ صاحبِ کمال ہے

کثرت میں جلوہ گر تری وحدت کمال ہے
احول کو بھی دوئی نظر آنی محال ہے

سیماب کی نہ برقِ تپاں کی مثال ہے
تبلائیں کیا جو اس دلِ مضطر کا حال ہے

چتون غضب ہے زلف بلا فتنہ چال ہے
ان آفتوں سے دل کا بچانا محال ہے

وحدت کا جن پہ ہو گیا مکشوف حال ہے
اُن کی نظر میں کثرتِ عالم خیال ہے

حرفِ قتیل کرنے کی چال ہے
کہتے ہیں کس کی یہ خبر انتقال ہے

آئے ہیں میرے قتل کو بے خنجر و سلاح
اپنی ادا پہ اُن کو بھروسہ کمال ہے

فکرِ خلاص کیا کرے مرغِ نظر مرا
ہر سو بچھا ہوا تری زلفوں کا جال ہے

سختی کے وقت کس سے رفاقت کی ہو امید
سایہ بھی اپنا ساتھ نہ وقتِ زوال ہے

حکمت سے اُس کی شادی و غم کا ہے سب ظہور
کچھ موقعِ خوشی ہے نہ جائے ملال ہے

دیتے ہیں دو جہاں تری یکتائی کا ثبوت
ہر شئے سے جلوہ گر ترا حسن و جمال ہے

کیوں ہم رہیں اُسی کے نہ محتاج منعمو
دیتا وہ نعمتیں جو ہمیں بے سوال ہے

جور و جفا پہ تم کو جو الزام دے سکے
مقدور ہے یہ کس کا یہ کس کی مجال ہے

فیض جناب فیضِ معلیٰ یہ کم نہیں
جلسہ جو اُن کے عرس کا ہر ایک سال ہے

غمِ فرقت میں گرفتار ہیں کب کے اُن کے
وصل کے ہم جو طلبگار ہیں کب کے اُن کے

گرم اب حسن کے بازار ہیں کب کے اُن کے
جان سے لوگ خریدار ہیں کب کے اُن کے

برہمن ہی نہیں ہر شیخ ہے اُن کا ذاکر
سبحہ میں رشتۂ زنار ہیں کب کے اُن کے

عشوہ و ناز و کرشمہ خط و خال و ابرو
قتل کو غمزۂ خونخوار ہیں کب کے اُن کے

گل رخوں کا جو خیال آتا ہے دل میں ہر خواب
نوکِ مژگاں خلشِ خار ہیں کب کے اُن کے

صاف اے چرخِ کہن تیری ستمگاری ہے
نظر آتے سے مجھے اطوار ہیں کب کے اُن کے

گو مخالف رہیں ہر چند ہمارے لیکن
عشق میں ہم تو گرفتار ہیں کب کے اُن کے

لوگ یوسف کے خریدار معلیٰ تھے کبھی
اب اگر ہیں تو خریدار ہیں کب کے اُن کے

عجب اُس شوخ کی رعنائی ہے ۔ جس کی ہر آنکھ تماشائی ہے
کیا مقابل ہو مری وحشت کے ۔ قیس اک مردمِ صحرائی ہے
کوئی کیا سمجھے وجودِ عالم ۔ عین کثرت میں جو یکتائی ہے
اپنا آفاق میں دکھلاکے ظہور ۔ کیوں پسند آپ کو تنہائی ہے
خاص اُسی کے ہیں سب اوصاف کمال ۔ زیب اُسی کیلئے زیبائی ہے
ہے سرِ زلف میں مائل جو مدام ۔ شامت اِس دل کی مگر آئی ہے
ذکرِ توحید کا اللہ رے اثر ۔ میں ہوں اور گوشۂ تنہائی ہے
کس طرح رنج مصیبت کا سہے ۔ صبر دل کو نہ شکیبائی ہے
آبِ گریہ جو ہے آنکھوں میں محیط ۔ مردمک مردمِ دریائی ہے
کوئی قاتل کا ہے کیوں قصد ولا ۔ کیا اجل سر پہ ترے آئی ہے
بے نشانی سے عیاں اُسکا نشاں ۔ گرچہ معشوق وہ ہرجائی ہے
زندہ کرتے ہیں دلِ مردہ کو ۔ لب میں اعجازِ مسیحائی ہے
جنکے اوصاف عیاں کثرت میں ۔ اُن کی بے مثل یہ یکتائی ہے

اے معلّیٰ مجھے فرقت کے سوا
خوفِ ذلت غمِ رسوائی ہے

درو اِس نفسِ مار آستیں سے ۔ نہ نکلے اژدھا بنکر کہیں سے
یہ شوخی کہہ رہی ہے نقشِ پا کی ۔ اُڑیں گے آسماں پر ہم زمیں سے

ہماری حالتِ بیتابیٔ دل	ذرا پوچھو کراً ما کاتبیں سے
ہمارا دل بتوں کا گھر بنا ہے	نہیں کم خانۂ ارژنگِ چیں سے
خمارِ عشقِ مہ رویاں کی مستی	ہے افزوں تر شرابِ آتشیں سے
سنبھل کر ذبح کر عشاق کا خوں	لپٹ جائے نہ تیری آستیں سے
کرے گا دست بوسی قتل کے بعد	لپٹ کر خون اُن کی آستیں سے

غزل اک نعتیہ لکھکر معلّےٰ
صِلہ بخشش کا مانگو شاہِ دیں سے

جلوہ جب اپنا دکھایا یار نے	مجھکو اپنے سے بھلایا یار نے
صورتِ کثرت میں دکھلا کر ظہور	نقشۂ وحدت جمایا یار نے
خود انا الحق کہہ کے پھر منصور کو	لا کے سولی پر چڑھایا یار نے
آپ ہی خود لیلیٰ و مجنوں بنا	ہم کو دیوانہ بنایا یار نے
غیریت کثرت کا پردہ ڈالکر	رازِ وحدت کا چھپایا یار نے
نیست اور نابود تھا سارا جہاں	عالمِ ہستی میں لایا یار نے
بنکے خود نمرود - نار اور خود خلیل	باغ آتش کو بنایا یار نے
بنکے یوسفؑ - کارواں اور چاہ خود	مصر میں شہرہ مچایا یار نے
خود عصا اور بنکے موسیٰؑ اژدہا	طور پر جلوہ دکھایا یار نے
ناز عشوے یار کے کیا کیا کہوں	رنگِ بیرنگی جمایا یار نے

کعبہ میں بت میں حرم میں دیر میں
ہر جگہ جلوہ دکھایا یار نے

آپ آدم جنت و گندم بنا
اوج کو پستی میں لایا یار نے

جزو کل میں الغرض دکھلا کے رخ
آپ کو اپنے میں پایا یار نے

اے معلی رہ کے گردن کے قریب
نحن اقرب کہہ سنایا یار نے

پڑھے ہیں قرآں میں نحن اقرب بیانِ دوری کا حال کیا ہے
ہمیں تو یہ بھی خبر نہیں ہے کہ ہجر کیا ہے وصال کیا ہے

تمھارے ابرو و رخ کے آگے مثالِ بدر و ہلال کیا ہے
اگرچہ دونوں کمال پر ہیں تو وجہ نقص و زوال کیا ہے

میں کیا کہوں اُن کی شکل کیسی ہے حسن کیسا جمال کیا ہے
جو حسن ہو حسن بے مثالی جہاں میں اُس کی مثال کیا ہے

اے معدنِ لطف و کانِ رحمت تمہارے فضل و کرم کے آگے
متاعِ دنیا کی کیا حقیقت یہ فلس و گنج و مال کیا ہے

نکالو خنجر نہ تم کمر سے کہ ہم تو کشتے نگاہ کے ہیں
[illegible] ہوئے دل اسکے [illegible] میں [illegible] کیا ہے

اگر ہے تجھ کو [illegible] ایک چھوڑ ہے [illegible] طرح اختیار تم کو
رہے جو کچھ گفتگو ذرا بھی کسی کو اس میں مجال کیا ہے

اگر کسی سے خلاف دیکھیں عدو کسی کو بنائیں کیونکر
یہ فضل سارے جو دوست کے ہیں تو وجہ رنج و ملال کیا ہے
نہ دو اگر تم پناہ ہم کو کدھر کو جائیں بتاؤ صاحب
کہ دوسرا پھر سوا تمھارے ٹھکانہ کس جا مآل کیا ہے
رقیب نے گر نہیں سکھایا تو پھر یہ کیسی رکاوٹیں ہیں
بتاؤ ملنے میں دیر کیوں ہے یہ ہم سے ہر وقت ٹال کیا ہے
مزاج اُن کا ہے لاؤبالی کریں گلہ اُن کا کیا کسی سے
کبھی انھوں نے نہ یہ بھی پوچھا کہو معلّیٰ یہ حال کیا ہے

وصل کا منہ یہ بھی عدو کو نہ آنے دیجیے
گر نہیں آپ کو منظور تو جانے دیجیے
مستعد غیر کے گھر جانے میں جلدی کیا ہے
کشتۂ ناز کا لاشہ تو اُٹھانے دیجیے
کیجیے وہ بات کہ ہو طبعِ عنب نہ نگار
شیخ کو بیٹھے ہوئے باتیں بنانے دیجیے
حضرتِ دل رہیں آپ اپنی وفا میں صادق
جھوٹی قسمیں وہ اگر کھاتے ہیں کھانے دیجیے
زیرِ خنجر ہے گلا قتل میں جلدی کیا ہے
طاقِ ابرو کی طرف سر تو جھکانے دیجیے
رخ ابھی اوٹ سے چلمن کی نہ کیجیے باہر
مہر و مہ کو بھی مقابل ہیں تو آنے دیجیے
جو ستم مجھ پہ محبت میں ہوا خوب ہوا
اُس کا اب ذکر ہی کیا چھوڑیے جانے دیجیے
حضرتِ دل ہمیں بے چین نہ کیجیے اتنا

کچھ معلّیٰ کا انہیں حال سنانے دیجے

فرش سے تا عرش عالم میں یہ سارا عشق ہے	عاشقوں کی جان معشوقوں کا پیارا عشق ہے
ہم ہیں پیارے عشق کے ہم کو پیارا عشق ہے	ساری دنیا سے نرالا یہ ہمارا عشق ہے
دو جہاں میں اور کیا رکھا ہے ان دو کے سوا	حُسن روز افزوں تمہارا یا ہمارا عشق ہے
کر دیئے صدہا جلا کر جس نے گھر خاکِ سیاہ	آتشِ برقِ تجلی کا شرارا عشق ہے
ہے نظارا ہر طرف ہر جا ہمارا دیکھ لو	کرتا یوں آنکھوں سے ہر جانب اشارا عشق ہے
عاشقوں کی کیوں نہ پیشانی میں چمکے مثلِ ماہ	آسمانِ اوجِ وحدت کا ستارا عشق ہے
کیوں نہ اس کے عاشق و معشوق ہوں حلقہ بگوش	گوشِ وحدت آشنا کا گوشوارا عشق ہے
عشق کیا ہے کیا کہوں تم کو حقیقت عشق کی	جسقدر سوچو وہی مضموں تمہارا عشق ہے
سب کرشمے عشق کے ہیں ناز و انداز و نیاز	وجہ ایجادِ دو عالم یہ ہمارا عشق ہے
باغ سینے میں کھلائے داغِ دل کے سیکڑوں	گلشنِ توحید کا وہ گُل نرالا عشق ہے
بھاگتے ہیں عشق کے سایہ سے سارے بوالہوس	ہے وہی انساں جسے اے دل گوارا عشق ہے
کافر و دیندار کے جھگڑوں سے ہمکو کیا غرض	دین و ایماں مذہب و ملت ہمارا عشق ہے
کیوں نہ کھینچیں رہروانِ عشق ہر دم سختیاں	وادیٔ راہِ خدا میں سنگِ خارا عشق ہے
عاشق و معشوق صدہا اس نے مارے آج تک	مردِ میدانِ شجاعت یہ ہمارا عشق ہے

قطرۂ ناچیز کیا اُس کی حقیقت پا سکے
اے معلیٰ بحرِ ناپیدا کنارا عشق ہے

مخمس بر غزل نواب فصیح الملک داغ دہلوی مرحوم

تمہارا شیوہ ہے لازمی یہ کہ ظلم بے سبب و قرینہ کرنا
سوائے سختی کے بات بھی کچھ ملائم اور نرم سی نہ کرنا
تو چاہیے تم کو عاشقوں کی میاں رعایت ذری سی کرنا
ستم ہی کرنا جفا ہی کرنا نگاہِ الفت کبھی نہ کرنا
تمہیں قسم ہے ہمارے سر کی ہمارے حق میں کمی نہ کرنا

نہیں ہے منظور آپکو گر تو ہم سے کچھ بات ہی نہ کرنا
ستانا اور دل دکھانا اور ظلم ہم پہ بے سبب و قرینہ کرنا
ادائے رسمِ ستمگری میں کبھی ذری کوتہی نہ کرنا
ستم ہی کرنا جفا ہی کرنا نگاہِ الفت کبھی نہ کرنا
تمہیں قسم ہے ہمارے سر کی ہمارے حق میں کمی نہ کرنا

نہیں ہے گر مرضیٔ مبارک ہماری خاطر ذری سی کرنا
ہے ہمیں عین خوشی ہماری کہ آپکی ناخوشی نہ کرنا
مخالفِ شانِ دلربائی کبھی کوئی کام ہی نہ کرنا
ستم ہی کرنا جفا ہی کرنا نگاہِ الفت کبھی نہ کرنا
تمہیں قسم ہے ہمارے سر کی ہمارے حق میں کمی نہ کرنا

بخوف افشائے راز ہرگز زیادہ رونا نہ غل مچانا
کہ مثل غیروں کے حسب موقع بنا کے کچھ وہ بھی بہانا
مگر ادائے رسم تعزیت کی بظاہر آتی تو کر دکھانا
ہماری میت پہ تم جو آنا تو چار آنسو بہا کے جانا
ذرا رہے پاس آبرو بھی کہیں ہماری ہنسی نہ کرنا

سمجھتے ہیں ہم تو تم کو اپنا رفیق جانِ زار یا جن
شفیق و مخلص محب ہمدم یگانہ دوستی و محسن

اگر یہ ڈر ہے کہیں نہ جاؤ تم بھی واں جا کے ہم سے خائن
لئے تو چلتے ہیں حضرتِ دل تمہیں بھی اس انجمن میں لیکن
ہمارے پہلو میں بیٹھ کر تم ہمیں سے پہلو تہی نہ کرنا

مزاج ہے جنکا لا ابالی پھنسے ہیں ہم آہ ان کے بس میں
ستم شعاری میں ہیں وہ یکتا نہیں ہے اک ان سا کوئی دس میں
نہیں ہے کچھ اعتبار انکا اگر وہ کھائیں بھی لاکھ قسمیں
کہاں کا آنا کدھر کا جانا وہ جانتے ہی نہیں ہیں رسمیں
وہاں ہے وعدہ کی بھی یہ صورت کبھی جو کرنا کبھی مکرنا

عجب ہے دربار انکا عالی نہیں ہے کچھ دم زدن کی طاقت
خموش رہنا ہزار بھی ہو دلِ حزیں پر اگر مصیبت
نہیں ہے ممکن کہ ان کے آگے کلام و گفتگو کی آئے نوبت
بیانِ دردِ فراق کیا کہ ہو وہاں اپنی یہ حقیقت
جو بات کرنی تو نالہ کرنا نہیں تو وہ بھی کبھی مکرنا

کرو نہ غیروں کی کچھ سفارش ستم نہ ہو جائے رحم بیجا
نہ کرنا پاسِ خوشامدی کچھ تلف نہ ہو جائے حق ہمارا
کہو گے گر سیدھی سیدھی اسمیں خدا تمھارا بھلا کریگا
مدار ہے ناصحو تمہیں پر تمام اب اسکی منصفی کا
ذرا تو کہنا خدا لگی بھی فقط سخن پروری مکرنا

ہماری ہستی کو میٹ دینا اگر ہے مقصود ہی تمھارا
تو قتل کرنے سے پیشتر ہی دکھا کے رخ کا ہمیں نظارا
چلا کے تیرِ نگاہ ابرو کی تیغ کا کر کے اک اشارا
ہلاکِ اندازِ وصل کرنا کہ پردہ رہ جائے کچھ ہمارا
غمِ جدائی میں خاک کر کے کہیں عدو کی خوشی نہ کرنا

سمجھتے تھے یہ رفیق بنکر [illegible]
نہ جانتے تھے کہ بھاگ جائیگا یاں ہم سے ہو کے انجاں
[illegible]
ہم اک یہ ستم کہ گلی کا اسکی پتا کہے دل کو ہو پشیماں
یہ حضرتِ خضر کو جتا دو کسی کی اب رہبری مکرنا

کریں علاج اسکا کیا بھلا ہم نہیں ہے اُن میں وفا کی بو
وہ دوستوں کو سمجھ کے دشمن ہمیشہ رہتے ہیں دل سے بد جو
بنا لیا ہے شعار اپنا خلاف عاشق کا کرنے ہی کو
مری تو ہے بات زہر اُنکو وہ اُنکے مطلب ہی کی بجو اِن
جو اُن سے کچھ التجا بھی کیجیے ہے لازم اُنکو وہی بگڑنا

شعار تیرا ہی لازمی یہ کہ اپنے وعدہ سے صاف ٹلنا
ہمارا ہے یہ خیال ہر دم وفا میں ہرگز نہ کم نکلنا
مگر نئی کیسی ہے یہ تری خو کہ ہم سے ہر بات پر مچلنا
وہ اک ہمارا طریق الفت کہ دشمنوں سے بھی ملکے چلنا
یہ ایک شیوہ ترا ستمگر کہ دوست سے دوستی نہ کرنا

خیال صانع کا کیجیئے گا نظر جو کیجیے خودی کی جانب
کہ اہلِ حق خوب جانتے ہیں ہے سب قدرت اسیکی جانب
غرورِ حسن آپ کو نہ پھیرے کہیں رہ کجروی کی جانب
ہوا ہے گر شوق آئینے کا تو رخ رہے راستی کی جانب
مثالِ عارض صفائی رکھنا برنگ کاکل کجی نہ کرنا

یہ منزلِ ہفت خواں ہے ایسی کہ اور رستم بھی ہیں بہتے
کہ لاکھوں رنج و غم و الم کے نیلے ہر دم یہاں برستے
ہر اک خس و خار بھی مقرر ہیں دل کو بن بن کے مار ڈستے
بری ہے اے داغ راہِ الفت خدا نہ لیجائے ایسے رستے
جو اپنی تم خیر چاہتے ہو تو بھول کر دل لگی نہ کرنا

قدم جو رکھتے ہیں یاں معلی صنوبروں میں جا کے کھٹکتے
تب جدائی کے سوز و غم سے دل و جگر اُن کے ہیں بھلستے
بجائے آب سحابِ رحمت میں اُنپہ شعلے شرر برستے
بری ہے اے داغ راہِ الفت خدا نہ لیجائے ایسے رستے
جو اپنی تم خیر چاہتے ہو تو بھول کر دل لگی نہ کرنا

مخمس غزل حضرت غفران مکاں علیہ الرحمۃ

نزاکتوں سے بھری ہے جو ہر ادا اُن کی
ہے انفعال کی حالت بھی خوشنما اُن کی
تو کیوں نہ دیدۂ عشاق میں ہو جا اُنکی
سوالِ وصل پہ نیچی نظر تھی کیا اُنکی
ہماری آنکھ میں پھرتی ہے وہ حیا اُن کی

فنا تھے پہلے ہی وہ فکر تم کو کیا اُن کی
جمائے بیٹھے ہو کیوں مجلسِ عزا اُن کی
کچھ ایسی قابلِ غم بھی نہ تھی وفا اُنکی
مرے جو عشق میں عاشق وہ تھی قضا اُنکی
یہ آپ کہدیں کہ کرے مغفرت خدا اُن کی

دلا ہے وصل کی خواہش تو دل میں بھی اُن کے
فقط زبانی ہی اغیار کی خوشی کے لئے
ہے خوف یہ بھی کہ فتنہ کہیں نہ اُٹھ بیٹھے
یہ اُن کا قول ہے میری ملے بلا تجھ سے
بلائیں اُس کی بھی لوں گر ملے بلا اُن کی

مژہ دکھاتی ہے ہر دم سنان کا برچھا
محال ہے ترا بچنا اِن آفتوں سے دلا
نشانہ شست پہ تیرِ نگاہ کا ہے بندھا
ستم ہے غمزہ ۔ بلا ناز ہے غضب ہے حیا
اور اُس پہ ڈھاتی ہے آفت ہر اک ادا اُنکی

دوبارہ کشتوں کے دے زندگی تو ہم جانیں
بہ نفخِ صور کی حالت جبھی تو ہم جانیں
حیات مردوں کو قم کہہ کے دی تو ہم جانیں
چلے وہ چال قیامت کی بھی تو ہم جانیں

بہت اُڑاتی ہے اٹھکیلیاں صبا اُن کی

ہے جو ضعیفی کی اسمیں وہاں غرورِ شباب | یہ احتیاج میں یکتا غنا میں وہ نایاب
زیادہ اس سے بیان وصف کیا کروں میں جناب | نہ اسکا مثل جہاں میں کہیں نہ اُسکا جواب

وفا وفا ہے ہماری جفا جفا اُن کی

کروں ہزار بھی منت تو کیا مفید و لا | ہیں لاابالی اُنہیں کچھ نہیں مری پروا
ہے آزمانے کو میرے خلاف کا منشا | اُسی کی مانیں خوشی سے جو ہو عدو میرا

غرض ہے کیا اُنہیں میری سنے بلا اُن کی

شہید کر کے ہمیں سُرخ رو بنائے گی | ادا دکھائے گی رنگت نئی جمائے گی
جگر کے ٹکڑے کرے گی غضب ڈھائے گی | کبھی وہ شوخیِ رفتار رنگ لائے گی

کرے گی خون مرا ایک دن حنا اُن کی

بغیر ذاتِ قدیم خدائے ربِّ عباد | رہا نہ حسن کسی کا کبھی تا ابد آباد
جہاں سے اُٹھ کے عدم کو چلے گئے ناشاد | ہزاروں حسن کی شہرت سے ہو گئے برباد

بندھی ہوئی ہے زمانے میں کیا ہوا اُنکی

عجیب ڈھنگ کی صحبت بن آئی تھی ہم سے | کبھی تو عجز کبھی خود نمائی تھی ہم سے
نیاز و ناز کی زور آزمائی تھی ہم سے | شبِ وصال میں جو ہاتھا پائی تھی ہم سے

مسک گئی ہے اک جائے سے قبا اُن کی

سب آگے اہلِ جہاں پیش حضرتِ داور | جتا کے جور و جفا ظلم اور ستم یکسر

کریں گے حشر کے دن بھی شکایت اُنکی اگر — خدا کے سامنے رکھونگا ہاتھ کانوں پر
برائی میں نہیں سننے کا برملا اُن کی

نگاہِ ناز سے اک پل میں کرتے ہیں بسمل — بنے ہیں چھوٹے سے سن میں جو جان کے قاتل
پڑے گی کیوں نہ بھلا جانِ زار پر مشکل — وہ ابتدا ہی میں کرنے لگے ستم اے دل
اب آگے آگے قیامت ہے انتہا اُن کی

فقط نہ عشوۂ طناز میں نزاکت ہو — ہمارے قتل کے ہر ساز میں نزاکت ہو
ہر ایک غمزۂ و انداز میں نزاکت ہو — نیا ہو ناز ہر اک ناز میں نزاکت ہو
ادا ادا سے ادا ہو ادا ادا اُن کی

ابھی تو عشق کی آگے کڑی ہے ہر منزل — مزاجداری ہے اُن کی بلائے جانِ قاتل
موافقت نہ کرے تو تو کام ہو مشکل — ہر ایک بات پہ ایسا نہ تو مچل اے دل
ستم میں تیرے اٹھاؤنگا یا جفا اُن کی

بھرا خمار سے وہ ہے شکیب کے درپے — وہاں بہار کا جلوہ ہے اہلِ شوق رشں وے
وہ صوتِ نغمۂ مطرب یہ سوزِ نالۂ نے — ازل کے روز سے اک لاگ حُسن و عشق میں ہے
نہ ہے قصور ہمارا نہ ہے خطا اُن کی

گہر نثار کئے جا رہی ہیں ہر کف سے — دعائیں دیتا معلّی ہے ہر بشر صف سے
مبارکی کی صدا بھی بلند ہے دف سے — ملے تجھے آج تو ہم بھی جنابِ آصف سے
عجب رنگ میں ہیں پوچھتے ہو کیا اُنکی

قصیدہ

تہنیت جشنِ جوبلی چہل سالہ حضور پرنور اعلیحضرت قدر قدرت بندگانعالی متعالی نظام الملک نظام الدولہ آصف جاہ سادس فتح جنگ سپہ سالار یار وفادار رستمِ دوراں ارسطوئے زماں نواب میر محبوب علیخاں بہادر بادشاہ دکن غفراں مکاں علیہ الرحمۃ

میٹھے اور کھارے کے مناظرہ کی تمہید

ساقیا دے مجھے اک جامِ شرابِ وحدت
تمکیں نعت سے تا سر کہ بنے بے وقعت

دے وہ جامِ مئے توحید کہ ہو کانِ نمک
جس کی نیرنگی کی ہر رنگ میں ہو اک رنگت

درجۂ نعت میں آکر جو بنا حسنِ ملیح
میٹھے کھارے کی دو رنگی میں دکھا کر صورت

وہ مئے صاف کہ ہو مشربِ ملت میں حلال
شیرنی لیکے نہ قاضی کرے ثابت حرمت

محتسب بھی کرے رندوں سے کبھی تلخ نہ بات
میٹھی تقریر سے دے بادہ کشی کی رخصت

مغفرت بنکے جھڑی چھائی وہ گھنگھور گھٹا
رات دن جس سے برستا ہے ابرِ رحمت

ایک ذرہ بھی ہو ساقی کے کرم میں نہ کمی
فرحتِ نشہ کی بدلے نہ کبھی کیفیت

سن کے یہ قول مرا دی یہ ندا ساقی نے
آ ادھر دیکھ کے موجود ہے بزمِ عشرت

ساغر و بادہ و مینا پہ نہیں ہے موقوف
کھلے رکھے ہیں ہر اک جائے میں خوانِ نعمت

میں جو پہنچا تو ہوئی دل کو مسرت حاصل
دیکھنے سے ہوئی ہر چیز کے مجھکو حیرت

میز پر ہر جگہ اقسام کے کھانے ہیں دھرے
بیٹھے ہر سو ہیں قرینے سے سب اہلِ دعوت

کھارے اور میٹھے کے باقاعدہ رکھے ہیں ظروف
سوڈا لمنیڈ کہیں اور کہیں جامِ شربت

نان اور قورمہ بریانی سموسے ہیں کباب
فیرنی شیر برنج آش نمش با لذت

کہیں طوطلک ہے شکم پر کہیں اعظم شاہی
زعفرانی وہ مزعفر کی سہانی رنگت

میٹھے کھارے کی لڑائی کا تماشا دیکھا
ایک پر ایک بڑھانے لگا اپنی عزت

میٹھا

میٹھا کہنے لگا کھارے سے کہ اے کور نمک
کیا سمجھتا ہے تو اپنے کو مرا ہم صحبت

کب زخم سے بڑھکے ہے ترا خام خیال
شورشِ غم سے زیادہ ہے یہ تیری خصلت

شہرہ ہے مثلِ نمک کچھ تو ذرا دل میں پگھل
تجھ میں اور مجھ میں مساوات کی ہو کیا نسبت

تیری تعریف میں آیا ہے کہ الملح اجاج
وقتِ افزونی تری ہوتی ہے کڑوی حالت

دیکھ مجھ کو ہو اگر فہم زیادہ مجھ میں
اور بڑھ جاتی ہے افزونی میں میری لذت

میں شکر خوار ہوں تو میں نمک پروردہ
تو نمک خوار ہے میں صدر نشین عزت

پھر بھی میں رکھتا ہوں تجھے ساتھ رعایت ہر دم
جیسے رہتے ہیں طفیلی بھی شریکِ دعوت

تجھ کو کرنا ہے ادب ہی یہ ادا حقِ نمک
کھا کے میرا ہی نمک توڑ نمکداں کی نہ ست

جسم سے تیرے نمک چھوٹ کے نکلے کہیں | شور بابن کے نہ ٹپکے کہیں تجھ پر آفت
شورہ پشتی کا تری کیوں نہو جگ میں شہرہ | شورہ بختوں سے رہا کرتی ہے تجھکو صحبت
سرد مہری تری مشہور ہے شورہ کی طرح | گرمجوشی سے پگھل جاتی ہے تیری صورت
تفرقہ پڑتا ہے ملجاتا ہے جس رنگ میں تو | کھار سے تیرے بدل جاتی ہے اچھی رنگت
از پئے خوردنِ حلوا تو روئے بایہ | مجھ سے منہ آئے تری دیکھ تو لے حیثیت
منہ سے میں نے جو لگایا تو لگا چاٹنے منہ | بڑھ گئی اندنوں کتّے سے بھی تیری خصلت
شورش آتا پہ کہیں ایسی مچاتے ہیں غلام | کہ خود آقا کی جگہ بیٹھیں بدل کر صورت
میں وہ ہوں اولیں عالم کی غذا عمدہ لطیف | شہد بچوں کو چٹاتے ہیں سمجھ کر عزّت
تشنگی کے لئے تسکین کو بھی وقتِ اخیر | نزع میں دیتے ہیں مصری کا بناکر شربت
شیر مادر میں ہوا جب سے مرا پیدا اثر | پرورش پاتے ہیں سب جتنے ہیں معصوم صفت
مجھکو رکھتا ہے عزیز اپنا ہر اک کودک و پیر | نوجواں بھی نہیں رکھتے کبھی مجھ سے نفرت
سارے عالم کے ہیں میووں میں حلاوت میری | شیریں کاری کی مری ساری جہاں میں شہرت
کبھی صورت پہ مری مرتے ہیں اربابِ کمال | گھر میں رکھتے ہیں شرف سے مجھے اہلِ دولت
ناز کرتے ہیں مٹھائی پہ مری اہلِ نیاز | ہوتی ہے درگہِ ابرار میں میری عزّت
فاتحہ میں بھی باخلاص گزر ہے میرا | میرے کھانے سے مزے پائینگے اہلِ جنت
لکھی ہے شہد میں اللہ نے دنیا کی شفا | میرے ہر جز سے ہویدا ہے جہاں کی صحت
کیوں نہ مرغوب ہوں مصری طبیبوں کا علاج | نام ہے میرے دوا نہیں تھوڑی نسبت

تلخ معلوم نہیں ہوتی کبھی میٹھی بات / مدت العمر بدلتی نہیں میری لذت

لطف دکھلاتی ہے ہر جا ہے مری میٹھی نگاہ / دی ہے خالق نے مری ذات میں نرمی لینت

ایک دم گر نہ ملے خلق کو میٹھا پانی / تشنگی سے نہ رہے اہلِ جہاں میں طاقت

ہوتا شیریں نہ اگر چشمۂ آبِ حیواں / خضر و الیاس کو جینے کی نہ ملتی لذّت

عشقِ شیریں میں جو فرہاد نے کی کوہ کنی / تھی مرے نامِ شکر بار سے اُسکو اُلفت

ہوتی شامل نہ اگر اُس میں حلاوت میری / آبِ کوثر کی کبھی ہوتی نہ تشنہ جنّت

کھاتے ہیں چھوٹا بھی میٹھے کی ہے لالچ سبھی / مصریوں میں ہے سمرقند میں میری شہرت

منہ شکر خورے کا شکر سے خدا بھرتا ہے / اتنی پھر آہ حسد سے ہے تجھے کیوں حسرت

پیاری ہوتی ہے جو ہو چال بھی میٹھی میٹھی / دل میں جا کرتی ہے معشوق کی میٹھی صورت

رمزِ المؤمن حلوٌ و یحب الحلوا / یاد رکھتے ہیں بدل چکھتے ہیں اہلِ سنّت

سونے والوں کو اگر ملتی نہ تشبیہ میری / نیند میٹھی کو نہ کہتا کوئی خوابِ راحت"

کھارا

سُن کے تقریر یہ کھارے نے کہا واہ چہ خوش / میٹھے بھی کرنے لگے تیری خدا کی قدرت

اے برادر نہ کر اتنی بھی تعلّی بے جا / جس سے آخر میں اُٹھانی پڑے تجھکو خفت

جھوٹ بھی کہنا تو اتنی کہ ہو آٹے میں نمک / نہ کہ آٹے کو نمک ملکے کرے سب غارت

تیری تاثیر ہے صفراوی کو شکر کی چھری / میٹھا بنجاتا ہے جس کو ہو تری سے نسبت

مر ہی جاتا ہے وہ ہو جس کو مرض میٹھے کا | باقی رہتا نہیں کچھ عضو میں زورِ شہوت
تیری تشبیہ سے تلوار کی میٹھی ہوئی دھار | میٹھے دردوں سے نہیں کم ہے یہ تیری صحبت
میٹھی باتوں پہ تری کھاتے ہیں میٹھی ہی فریب | کہ ہے الجنس مع الجنس کی ظاہر حجت
تلخ گڑ سے بھی زیادہ ہے تری میٹھی نگاہ | چھری میٹھی ہے یہ گویا تری میٹھی صورت
مردِ مؤمن کو جو ہے تجھ سے محبت کا لگاؤ | وہ نہیں دیتے کبھی فضل کی تجھ کو نسبت
کیونکہ وہ جانتے ہیں مرد میں کھارا پن ہے | پیار کرتے ہیں فقط تجھکو سمجھکر عورت
شان میں مردوں کے ارشاد ہے قوامون | کیسی اپنے پہ وہ پھر تیری بڑھائیں عزت
یہ بھی تقریر یہ کم تیری شکر پھانکنے سے | اپنی ہانکی جو زرڑ دیر سے مجذوب صفت
کس پہ صادق ہے نمکخوار کی تعریف تو دیکھ | کس کو عالم میں غلامی کی ہے حاصل نسبت
تو ہے اب میری نمکخواری کا محتاج کہ میں | کیوں لگاتا ہے تو بے اصل یہ مجھ پر تہمت
بے نمک میرے نہیں چلتا کبھی کام ترا | کام چلتا ہے مرا ترے سوا بے دقت
گر نہ موجود ہو تو میز پہ کچھ عیب نہیں | مجھ سے خالی نہیں رہتا کوئی خوانِ دعوت
شاذ و نادر نہ کسی جا پہ جو میرا ہو گذر | بھوکی رہتی ہے مرے کھانیکی زہر خلقت
میں اگر چاہوں تو پل میں تجھے آزاد کروں | ابھی پلو میں نمک باندھ کے کردوں رخصت
جیز چلے یہ ترے مجھ پہ ہیں بے نمکی | یہ ترا شور و شغب یہ تیری میٹھی حرفت
ننگ ہے اہلِ شجاعت کو ترے نام سے بھی | مرد کو گر کبھی میٹھا تو کرے وہ نفرت
بیٹھ خاموش تو گپ چپ کی مٹھائی کھاکر | کر نہ شورش کی تو ٹھینوں کی طرح حرکت

زہر کے بدلے مجھے مار نہ شکر دے کر
جلنا یہ تو نے کہا سب ہے ترے دل کی گھڑت

ملح کو شاہِ رسالت نے کہا نعم ادام
کوئی کیا کر سکے پھر اُس کا بیانِ ذلّت

تھا ملاحت بھرا حضرت کا بھی وہ حُسنِ ملیح
بعدِ حق جنکی زمانے سے ہے افزوں وقعت

مجھ میں افراط کا تفریط کا کچھ دخل نہیں
اہلِ سنّت کی طرح ہے مری اوسط حالت

خوش ہیں سب میری ملاحت سے حسینانِ ملیح
جس غذا میں نہ ہوں میں نہیں ملتی لذّت

ملتی ہے مجھکو جگہ شاہوں کے دسترخوان پر
تا چکھیں اول و آخر میں نمک با فرحت

بنتا ہے کانِ نمک میں مرے مردار حلال
میرے ملنے سے نہیں رہتی ہے مے میں حرمت

میری تاثیر سے ہوتا ہے نجس پاک سبھی
سچ تو کہہ آئے گی تیرے میں کہاں سے یہ صفت

رفت ہر چیز کہ در کانِ نمک گشت نمک
شورہ بختوں کو بھی اکسیر ہے میری صحبت

مصریوں نے کہا جس طرح سے یوسف کو غلام
کیا ہو گر تو بھی غلامی کی مجھے دے نسبت

شیرِ مادر جو ہوا پیدا وہ تھا اصل میں خون
خون میں دیکھ کہ موجود ہے کھاری لذّت

گرچہ پانی میں پگھلتے ہیں نمک شکر بھی
پر فنا وزن میں ہونے کی ہے مجھ میں ہی صفت

کو دک و پیر ہی کیا مجھ سے ہیں خوش خاص و عام
کھا کے سب ہوتے ہیں سیراب مجھے پی دقت

کامیابی کے لئے ہوں میں خورند و کا رفیق
تھوڑا کھا کر ہی تجھے پھیرنی ہے منہ خلقت

بامزہ عمدہ نمک دار وہ ماہی کے کباب
سب سے پہلے یہ غذا چکھیں گے اہلِ جنت

کھائیں گے اہلِ جناں گاؤ زمیں کا بھی وہ گوشت
جس کی قرآں کی تفاسیر میں لکھی ہے صفت

پیٹ میں ابر کے بنتا ہے جو میٹھا پانی
اصل میں کھاری ہے دریا کی ہے اُس پر رحمت

صحتِ جسم و بدن بچنے کو بیماری سے
ہے نمک اول و آخر میں بھی کھانا سنّت

میوہ کے جھاڑوں کی دنیا میں جو ہے نشو و نما
خاک کی کھار سے ہے اصل میں اُنکی طاقت

ملح کی شان میں ارشاد ہیں کتنے اوصاف
دیکھلو چاہلے کتابوں میں حدیثِ حضرت

آب ہے چشمۂ زمزم کا جو دنیا میں ملیح
اُس کی ہے کوثر و تسنیم سے بڑھ کر وقعت

ہے دوا ہر مرضِ ظاہر و باطن کے لئے
ہاضم و دافعِ استقام و مزیلِ علّت

کھارے دریا کا جو عالم میں کیا حق نے ظہور
کھار سے اُس کے ہوتا جسمِ زمین میں طاقت

ہے ثرید[1] ایک مرا نمکین خیز و لطیف
فضل ہے عائشہ صدیقہؓ کے وہی ہے نسبت

لحم[2] و بر کو جو ملا خاص سیادت کا خطاب
ایسی پھر سچ تو بتا کس کو ملی ہے عزت

پکتی ہیں عرس و نیازات میں لاکھوں دیگیں
عمدہ بریانی کی - تاثیر ہو کھا کر خلقت

کھانے ہیں شادی کے مہمانوں کا ہی مجھ پہ مدار
ہوتی ہے کھار سے ہر چیز میں خیر و برکت

ایک ہیں دیکھ علیؑ اور نمک کے اعداد
خاص ہے شاہِ ولایت سے مجھی کو نسبت

چشمِ انصاف سے گر دیکھیں تو ظاہر ہے یہ بات
نمکیں چہرۂ دلبر ہے یہ سب کو رغبت

بھولے بھٹکے سے کبھی تجھکو بلا لیتے ہیں لوگ
رات دن مجھ سے رہا کرتی ہے سب کو الفت

گریز بطرفِ مدحتِ شاہ

تو نے اے میٹھی میاں کھائے جو بات سے
سچ تو کہہ اور بھی باقی ہے تری کچھ حجت

پیٹ میں باقی حسد کا ہے اگر میٹھا درد
کرلے حاصل نمکِ شور سے مرے صحت

[1] اشارہ بطرف حدیث فضل الثرید علی سائر الطعام کفضل عائشہ علی سائر النساء

[2] یعنی حدیث سیدۃ الطعام اللحم

یہ نہیں ہے تجھے منظور تو چل شاہ کے پاس
ملے انصاف کی تا دونوں کو شہ سے لذت

شاہِ آصف کے ہیں ہم دونوں نمکخوارِ قدیم
فیصلہ دونوں کا وہ کرکے کریں گے رخصت

مطلع مدحت شاہ

یعنی وہ بادشہِ مُلکِ دکن ذی فطرت
میر محبوب علی شاہ سکندر شوکت

رونقِ تاج و نگین شاہِ سلیماں صولت
رشکِ جمشید و فریدوں شہِ دارا حشمت

آصفِ عہد سلیمانِ زماں شاہِ نظام
فخرِ کیخسرو و سلطانِ فلاطوں فطرت

ذی کرم رستمِ دوراں و ارسطوئے زماں
والیٔ مُلکِ حضورِ دکن اعلیٰحضرت

منبعِ جود و اتم معدنِ الطاف و کرم
مخزنِ علم و ہنر صاحبِ جاہ و رفعت

فتح جنگ اعظمِ اعیانِ جہاں آصفجاہ
ناصرِ دولتِ اسلام و معینِ ملّت

جگ میں ہے شہرۂ آفاق ملاحت اُسکی
تا بہ قندھار ہے شیریں سخنی کی شہرت

شہ کی چل سالہ ہے یہ سالگرہ کا جلسہ
ہے جو ہر ایک جگہ مجمعِ بزمِ عشرت

خوانِ دعوت پہ جو تھے جمع یہ کہا رے بیٹھے
شکر و شیر کے مانند ہم با اُلفت

شہ کے خوانِ کرم و فضل کے ہیں للہ ربا
جتنے آتے ہیں نظر ہم کو یہ اہلِ دعوت

ذاتِ پاک اُسکی ہے انوارِ کراماتِ جہاں
ہر مسِ قلب کو اکسیر ہے اُسکی صحبت

مصدرِ فضل و کرامات و فہیم و زکی
صاحبِ دانش و فرہنگ زکا ذی فطرت

مرجعِ اہلِ ہنر مظہرِ آیاتِ کمال
قدر دانِ شُعرا فیض رسانِ خلقت

کیوں نہ دشمن کی اشارے سے کرے قطع امید
ابروئے خاص میں موجود ہے خنجر کی صفت

ہوتا ہے راہ میں اسطرح سواری کا عبور
جیسے گلزار میں بہتی ہے نسیم فرحت

عادل و باذل و ذی فطنت علامۂ عصر
حامی دین متین نور چراغ ملت

شہ کے اخلاق کی کیوں ہر شے پہ پہنچے ضیا
جلوہ گر ہے رخ روشن سے خدا کی قدرت

خنجر شہ سے کرے قصد جو دم بازی کا
موت دم بھر کی عدو کو نہ کبھی دے مہلت

عدل شہ سے نہیں کچھ بکریوں کو شیر کا خوف
ملی چوپانی کی ہے گرگ کو ان پر خدمت

شاعر و عاقل و ذی فہم و ذکی تیز قلم
ماہر علم و ہنر واقف رمز و حکمت

وصف میں اس کے پھر اک مطلع پرزور پڑھو
تا ہو تحسیں کی صدا زیب زبان خلقت

مطلع دوم

شاہ کو دی ہے خدا نے وہ شجاعت کی صفت
رستم و سام و نریمان کے ہے دل میں ہیبت

در پہ حاضر ہیں کمر بستہ بہم فتح و ظفر
بند شمشیر سے گویا کہ بندھی ہے نصرت

ظلمت ظلم کا باقی نہ رہا دہر میں نام
شاہ جس دن سے ہے اورنگ نشین عزت

ہر جگہ دہر میں ہے اس کی سخا کا چرچا
بھول جائیگی نہ کیوں حاتم طے کو خلقت

شہ عادل کی عدالت کا ہے جب سے شہرہ
باگ بکری کو ہے اک گھاٹ میں باہم الفت

قصد سے تیز ہے جو شاہ کے توسن کا خرام
صرصر و باد صبا میں یہ نہیں ہے عجلت

فیل خاصہ نہ ہو کیوں رفعت عالی کا کفیل
ہے مقام قدم رفعت اعلیٰ حضرت

رجوع بہ تصفیہ مناظرہ

پھر نمک کھارے کا سنکر یہ کلام پرشور
میں بھی راضی ہوں کہ جو شاہ کرینگے فیصل
الغرض دونوں ہم حاضر دربار ہوئے
شاہ نے دیکھ کے دونوں کو یہ ارشاد کیا
خاصہ کے وقت حضوری ہے تمہاری لازم
عرض دونوں نے کیا سچ ہے یہ ارشاد حضور
میٹھی تقریر سے جب ٹھہ گئی ہم دونوں یاب
اس لئے آئے ہیں ہم دونوں بہم فریادی
شاہ نے سن کے بیاں دونوں کا یہ فرمایا
بڑھ گئی تم میں یہی سے ہے خصومت باہم

میٹھا کہنے لگا بس اب نہ کر آگے حجت
اس کی تعمیل میں ہم کچھ نہ کرینگے علت
شاہ کے روبرو اپنی ہی بنا کر صورت
کس لئے آئے ہوئے وقت خلاف عادت
آنا بے وقت نہیں خالی ہے کچھ از علت
جلسۂ سالگرہ میں تھی ہمیں بھی دعوت
شورہ پشتی کی بہم پہنچگئی تھی نوبت
تاکہ اس جھگڑے کو فیصل کریں اعلیحضرت
دل میں تم دونوں کے افزودہ ہے نفسانیت
اس لئے کرتے ہو اک دوسرے کی تم خفت

فیصلہ شاہ

گرچہ میری بھی طبیعت کو [illegible] پسند
جو [illegible] نفس کو تسکین [illegible] ہوا [illegible]
[illegible] ہوں [illegible] کا کچھ پاس

پر نہیں میٹھے کے کھانے سے مجھے کچھ نفرت
کیونکہ [illegible] عدل بلحاظ رغبت
[illegible] ہوں [illegible] ہو قابل عدل و نصفت

کرو تم دونوں نہ اک دوسرے کو اتنا ذلیل
جس سے پیدا ہو خرابی کا اثر اور ذلّت

خوانِ نعمت کے قدیمی ہو ملازم دونوں
شکر و شیر کے مانند رہو با اُلفت

دونوں کی شان میں جتنے ہیں احادیثِ نبیؐ
اُن کے معنی میں نہ پیدا ہو کہیں کچھ علّت

سب برابر ہیں دونوں کے فضائل جزئی
نہ رہے ایک کو پھر دوسرے سے کچھ نفرت

مائدہ حق سے جو نازل ہوا میٹھا کھارا
من و سلوے میں بھی دونوں [illegible]

کیا رزّاق نے جب دونوں کو کھانے میں شریک
پھر بیاں کیسے کوئی کر سکے اُن کی [illegible]

دُعا برائے شاہ

ہو کے خوش دونوں نے دی ہاتھ اٹھا کر یہ دعا
رو بہ قبلہ تہِ دل سے بہ خلوصِ نیت

کھارے اور میٹھے کا تا دہر رہے یا رب ظہور
شاہِ آصف کا کُشادہ رہے خوانِ نعمت

با حلاوت رہے خورسند جہاں میں دائم
ہم نمکخوار دل و جان سے [illegible] رب العزت

طلبۂ جشن یہ یوں ہی کا رہے عالم میں مدام
سب ہوا خواہ رہیں ملک کے [illegible]

شہ کے برآئیں زمانے میں مرادات دلی
رہے ہر روز مسرت میں بعیش و عشرت

در دولت کے جو دشمن ہیں وہ ہوں زیر و ذلیل
رہے آباد ہمیشہ بہ فتح و نصرت

یہ دعا سن کے [illegible] نے کہا تھی آمین
کہ دعا گوئی ہے آبائی تمھاری خدمت

در مدح حضرت غفراں مکاں علیہ الرحمہ

صبا کی سن کے چمن میں وہ شور و غل سن سن | زبانِ حال ہی شاکر ہے ہر گُل سوسن
خرامِ ناز سے خوبانِ باغ کا وہ چلن | وہ سرو کا لبِ جو طنطنہ وہ قد کی پھبن
گھٹا ہی چھائی ہوئی ہر طرف سے بادل کی | جھکی ہوئی ہی صراحی کی شرم سے گردن
مشامِ جاں ہے معطر گلاب کی بو سے | مہک رہی ہے ہر اک سو جو نکہتِ گلشن
گلے کا ہار کہیں ہو نہ خارِ گردشِ دہر | اُٹھائے ناز سے خوبانِ باغ ہیں دامن
ہر شکل نائی گُل زنبق و گُل شبّو | کہیں بجاتا ہے شہنائی اور کہیں ارگن
ہر اک سمت سے جاں بخش چل رہی ہی ہوا | بہارِ عیش سے پھولا پھلا ہی سب گلشن
وہ عندلیب کی نغمہ سرائیاں سنکر | ہیں گوشِ گُل کی طرح زنگ نونہالِ چمن
وہ قمریوں کی صدا کوکنا وہ کوئل کا | وہ چہچہے گُل و بلبل کے اور وہ صوتِ حسن
بجا رہے ہیں چلا جل چمن میں برگِ شجر | ہیں راگ مالے کہیں بجتے اور کہیں ارگن
ہے دورِ ساغرِ مئے بزمِ عیش میں جاری | جھکا کے شرم سے بیٹھا ہے محتسب گردن
ہے اعتدال پہ ہر گلرخِ چمن کا مزاج | کہ چل رہی ہی بہت معتدل ہوائے چمن
ہر اک توقع سے سامانِ عیش ہے رکھا | بنا ہے باغ خوشی اور سرور کا معدن
جو اتفاق سے میں بھی بسیرِ باغ چلا | نگاہِ خاص سے محوِ نظارۂ گلشن

تعجبانہ تماشائیوں سے کرکے خطاب
یہ میں نے پوچھا کہ اس جا ہے کون جشنِ وطن

یہ جمگھٹے ہیں خوشی کے ہر ایک جا کیوں جمع
ہر اک طرف ہیں چراغانِ عیش کیوں روشن

وہ ہنس کے کہنے لگے کیا تجھے نہیں معلوم
کہ شہ کی سالگرہ کا ہے جشنِ سرِّ وطن

وہ شاہ عادلِ دوراں کہ جسکے عدل سے آج
ہے گوسپند کا اور شیر کا بہم مسکن

اُنے جو حال سخاوت کا اُس کی حاتم طی
بہ شوق و دید بحد سے چلے بسوئے دکھن

جہاں میں اُس کی شجاعت کا جب ہے شہرہ
چھپے لحد میں نریمان و سام و گیو و بیژن

بہ شکلِ زال ہو ہیبت سے رستمِ سکزی
بسانِ موم گلے خوفِ جاں سے روئیں تن

زبانِ کلک سے کیا ہوں رقم صفاتِ جمیل
ہے جس کے خُلق کا شہرہ ز روم تا لندن

پڑھوں میں مطلعِ برجستہ بزم میں اک اور
ہیں جمع باغ میں سب شاعرانِ ہند و دکن

مطلعِ دوم

نظامِ ملک شہ ذی پناہ و صاحبِ فن
سخی کریم شجاعت کا حق کا معدن

نہیں عدیل زمانے میں اس کا آج کوئی
نہیں نظیر کوئی اس کا زیرِ چرخِ کہن

نیام و تیغ سے اس کے بندھی ہے فتح و ظفر
ہے شہرہ اُس کی شجاعت کا روشِ چمن

ہیں ظلِ عاطفتِ حق میں دوست سب اُس کے
ہے زیرِ خنجرِ خونخوار گردنِ دشمن

ہوا اُس کے جو دے محتاج بھی غنی یاں تک
ہما کے طرح ہے جو جس کے سر پہ سایہ فگن

صفائے رخ سے زمیں صورتِ گردوں
دکھائے بنت کی کوئی جبیں اگر انجمن

چھپا کے ابر میں رخ بھاگے مہر آگے سے / کہیں سے دیکھ لے بدلی ہوئی اگر چتون

ہے وصفِ شاہِ دکن حیطۂ قلم سے برون / لکھے تو کیا لکھے تعریف کوئی اہلِ سخن

یہی ہے بس کہ کروں ختم میں دعا پہ کلام / کہوں قدیم نمکخوار پادشاہِ زمن

الٰہی تا یہ رواں دورِ چرخ گردوں ہے / ہے تا یہ رشتۂ تارِ حیات زیبِ بدن

رہے یہ رشتۂ عمر حضور مستحکم / نہ پہنچے ان کو کبھی صدمۂ فساد و فتن

بخیر با لطف شاہ آل اور اولاد / رہیں خوشی سے زمانے میں سو ہزار قرن

قبول کر مرے مولا دعا معلیٰ کی
ترے ہی فضل پہ ہے سب مدار اہلِ دکن

در مدح حضرت غفراں مکاں علیہ الرحمہ

شہرت ہے ساقیا جو ترے فیضِ عام کی / حسرت بھری ہے دل میں مرے ایک جام کی

وہ جام ہے کہ علتِ مشرب میں ہو حلال / اُس پر نہ رہ سکے کوئی تہمت حرام کی

ابر سیاہ دست کی گھنگور یہ گھٹا / کہسار پر ہے چھائی ہوئی دھوم جام کی

کھنچتا نہ پر ہے ترے جلد ساقیا / وہ دے شراب خاص جو ہے تیرے کام کی

حسرت سے جام بادۂ خورشید رنگ کی / صورت بنے ہلال نہ ماہِ تمام کی

چھنتا نہیں بنا رہے میرا وہ ہمنشیں / مہلت نہ محتسب کو ملے روک تھام کی

پیرِ مغاں بھی دخترِ رز کا ہے مرید | بیعت نصیب شیخ کو ہو شیخِ جام کی
کیفیتِ خمار میں اُس کے نہ ہو کمی | لکھدے سند وہ شوق سے شہرتِ دوام کی
سرمست ہوکے حُبِّ خدا و رسول میں | مشغول ہوں دعا میں شہِ نیک نام کی
دوں دوں صدائے تہنیتِ شاہ کیوں نہ میں | نوبت یہ دیر ہی سے ہے صبح و شام کی
یعنی نظامِ ملک شہِ آصفِ زماں | شہرت جہاں میں جس کی ہے خوش انتظام کی
اخلاق میں ہے اس کے مسخر دلِ جہاں | کیا جان ہے بھلائی ہوئی اس سے عوام کی
مقبولِ خلق اُس کے ہیں اخلاق سب حسن | توصیف کیا کروں شہِ والا مقام کی
حامی ہیں جس کے حضرتِ محبوب [illegible] | اس نام کو تو ہے مدد دونوں نام کی
یہ بھی اُسی کے وصف کا ہے فیض لاکلام | گر ذائقہ جو طرز ہے میرے کلام کی
وہ شاہِ شاعراں ہے لکھوں [illegible] | لازم ہے مقتدی کو اطاعت امام کی
وصفِ کمالِ شاہ کے باعث ہے کیا عجب | شہرت مرے جو اس غزلِ ناتمام کی

مطلعِ دوم مدحیہ

مدحت لکھوں میں کیا شہِ عالی مقام کی | طاقت ہے طاق خامۂ نازک خرام کی
سنتے تھے مدح سلطنتِ [illegible] کی | حالت ہے چشمِ دید [illegible]
اے شہ نظامِ ملک ترے حق میں [illegible] | کافی مدد ہے حضرتِ محبوب [illegible]
خاتم کہیں گے کیوں نہ سلیماں [illegible] | [illegible]

شاہِ دکن کی ہیبتِ شمشیرِ عدل سے
کانپیگی روحِ رستم و گودرز و سام کی

خُلقِ حسن نے تیرے مسخر کیا جہاں
خواہش ہے آہوانِ رمیدہ کو رام کی

شانِ کلامِ شہ جو کلام الملوک ہے
مشہور سچ مثل ہے ملوک الکلام کی

اعدا میں بھی تیرے کلام و کمال ہے
تعداد حق نے رکھی ہے امن و زمام کی

کامل کمال ملکی برائے شہِ دکن
مقلوب بعض میں بنی صورت کلام کی

خاکِ قدم کے رتبۂ والا کو دیکھ کر
گردن خمیدہ چرخ نے بہرِ سلام کی

کیا ٹوٹ سکے گا رشتۂ اُمید کو کبھی
ہے طولِ عمرِ شاہ کو نسبت دوام کی

انگشت گشت کے رشکِ عارضِ پرنورِ شاہ سے
صورت ہلال کیوں نہ ہو ماہِ تمام کی

چتونیاں برچھیاں ہوں سامنے مژگانِ پُرچیں اگر
ترکِ نگہ نے بات ہی ترکی تمام کی

باطن ہو کیوں نہ پاک ترا صاف پُر صفا
ہے اصل نقطہ آصفِ ذی احترام کی

گھبرا گئے چرخ نے زیرِ زمیں کیا
جم نے عدو میں کی جو مساوات بام کی

مشہور خلق ہوتی سخاوت تری اگر
شہرت جہاں میں ہوتی نہ حاتم کے نام کی

مخلوق تیرے عہد میں آزادِ غم سے ہے
ہے میرِ گنجفہ میں بھی بازی غلام کی

روشن ضمیر تیری چمک کیسے چھپ سکے
تیغِ ہلال کو نہیں حاجت نیام کی

تیغِ رواں کی تجھ کو روانی پہ ناز ہو
تعریف اگر لکھوں فرسِ خوشخرام کی

شہ زور شہسوار سے بادِ صبا کو بھی
پھر دوڑ میں نہ مل سکے نسبت قیام کی

تیرے سمندِ تیز سے گر ہمسری کرے
طاقت رہے نہ وہم میں بھی ایک گام کی

پہونچے غبارِ توسنِ شاہِ دکن اگر
چھپ جائے چھت بھی اس فلکِ سبز فام کی

خارج حدِ بیانِ زبانِ قلم سے ہے
توصیف فیلِ خاصۂ شاہِ نظام کی

جب اس کے وصف کا کوئی ہوتا نہیں کفیل
اک شعر پر ہی اس کی ثنا اختتام کی

والیِ شاہ کو کعبۂ مقصود جان کر
لے راہ بھول کر بھی نہ بیت الحرام کی

سب مل کے اک زبان سے مداح ہیں ترے
خلقت فرانس و روس و حلب روم و شام کی

مخلوق غیر ملکی و اربابِ اہلِ ملک
اے شاہ مدح خواں ہے تیرے فیضِ عام کی

ہوتا کبھی نہ اشرفی مہر کا چلن
ہوتی نہ مہر سکہ میں گر تیرے نام کی

حاسد ترا ہزار کرے سر ز مہر ماں
پہنچے نہ مغزِ غوک میں نوبت زکام کی

خواہش صلہ میں کیا ہو زر و مال کی مجھے
محتاج جنسِ وصف نہیں کھوٹے دام کی

مطلع سوم دعائیہ

خدمت میں التجا ہے یہ ہر خاص و عام کی
مانگیں سلامتی شہِ عالی مقام کی

ہر دم دعائے شہ کے سوا مجھکو اور کچھ
خواہش نہیں ہے مال و زر و آب و طعام کی

دل سے کریں دعا ہی باخلاص اٹھا کے ہاتھ
درج اس دعا میں بات ہو سب کام کام کی

گر دیر سے دعا میں تو آمین ہی کہیں
تائید ہی کریں مرے خالص کلام کی

باقی جہاں کا تا رہے یارب یہ سلسلہ
جب تک لگی ہو مہر کو نسبت قیام کی

آصف کو جاہ و ملکِ سلیماں حصول ہو
ملنے عمر خضر غیب السلام کی

یارب یہ شاہ ملک دکن فضل سے تیرے
ہیبت سے تیغ شاہ کی دشمن کا دل کرے
دائم رہے پناہ میں خیر الانام کی
نوبت نہ آنے پائے بخروج نیام کی
افزوں شہ دکن کی معلی ہو عز و جاہ
بڑھتی رہے جہان میں دولت نظام کی

مسدس در مدح حضرت غفران مکان علیہ الرحمہ

نظام الملک عالم تا سپہر و نوع انساں ہو
خیال تمدن تا محبوب طبع شاہ و سلطاں ہو
نگین خاتم ہستی پہ تا نام سلیماں ہو
سپہر ز ناظم دور جہاں تا ناظم دوراں ہو
علم شاہی کا جب تک اور علم کی تا علو شاں ہو
نظام الملک آصفجاہ یارب شاہ شاہاں ہو

محبوب پہ تا عاشقوں کی جبہہ سائی ہے
یہ دونوں نام کی تعریف میں تا رہنمائی ہے
علی شیر خدا کو تا دم مشکل کشائی ہے
ہر اک دشواری و مشکل کی آن سے بھلائی ہے
تری مشکل اے شاہ دکن عالم میں آساں ہو
ترا حامی علی مشکل کشا محبوب سبحاں ہو

سحاب بخشش حق سے ہو تا ہم کو فراوانی
سوئے ابر جب تک بے دریا کی ہے جولانی
کف امواج دریائے کرم کو تا ہو طغیانی
برستا تا رہے عالم میں ابر فیض سے پانی

تری جود و سخا کا ہر بشر اے شہ ثنا خواں ہو
تری ذاتِ مبارک بحرِ رحمت ابرِ نیساں ہو

شرابِ عشق کا معدن ہے تا خمخانۂ وحدت
ہے اس بادہ میں جب تک نشۂ ہستی کی کیفیت

خلائق کی ہے [illegible] بادۂ توحید تا رغبت
خمارِ عیش و عشرت سے ہے تا میخوار کو نسبت

ترے [illegible] سرشار محفل کا جامِ جم کو ارماں ہو
ترے [illegible] طرب [illegible] جامِ عیش سرگراں ہو

اثر جب تک ضیائے نور کا باقی رہے جاں میں
تجلی روشنائی کی ہو تا صحرا و چراغاں میں

چمک مہر پر تو [illegible] لعلِ بدخشاں میں
ملے روشنی [illegible] لطف تا انوار ایماں میں

ضیائے رخ تری غیرت فزائے مہرِ تاباں ہو
ترا جلسہ سالِ ولادت [illegible]

[illegible] باقی ہے [illegible]
ہے جب تک [illegible] تخت [illegible] اور دو [illegible]

[illegible] حکومت کی
[illegible] ناظم نوبت کی

ترا اورنگِ شاہی غیرتِ تخت [illegible]
فلک زیر نگیں [illegible] کشور [illegible]

[illegible] جب تک [illegible] باقی شادمانی کا
[illegible] جب تک [illegible] جاودانی کا

[illegible] رسائی کا
[illegible]

ترا دل [illegible] شہ [illegible]

ہمیشہ تیرے گھر عیش و طرب شادی کا ساماں ہو

حرم اور دیر میں جب تک کہ یہ آثار باقی ہیں
نشانِ رشتہ ہائے سبحہ و زنار باقی ہیں
بہم جھگڑے میانِ کافر و دیندار باقی ہیں
ظہورِ کفر و ایماں کے یہ تا اسرار باقی ہیں

ترا در مرجعِ کُل مصدرِ اغراضِ انساں ہو
ترا مداح عالم میں ہر اک ہندو مسلماں ہو

ہے جاری ابرِ نیساں کا کرم تا بحرِ عماں پر
صدف کے جسم کا تا دل ہی مائل گوہرِ جاں پر
ہے تا دریائے رحمت کا اثر ہستی پر انساں پر
نظر قطرہ کی تا خالق کے ہے فیضِ درافشاں پر

درِ مقصود سے خالی کبھی تیرا نہ داماں ہو
ہمیشہ کامیابی سے شہا دل تیرا فرحاں ہو

حوادث پر رواں تا بادبانِ دورِ عالم ہے
ہوا میں اُڑ رہا تا پردۂ زنگار کا دم ہے
طنابِ بے ستوں پر تا قیامِ چرخِ پرخم ہے
سفینہ ابر کا جب تک روانہ جانبِ یم ہے

تری اس کشتیٔ اجزائے تن کا حق نگہباں ہو
تری دریا دلی سے دور پنجِ موجِ طوفاں ہو

جہاں گیر شہا پر ہے تا فیضِ انعامِ الٰہی کا
جہاں والے یہاں تک ہے امیدوارِ انعامِ شاہی کا
عطا رزاق کی تا رزق ہے ہر مرغ و ماہی کا
بہی خواہوں کو تا دعویٰ ہے اپنی خیر خواہی کا

کشادہ سارے عالم میں ترے انعام کا خواں ہو
خمیدہ گردنِ مخلوق زیرِ بارِ احساں ہو

دلِ شاعر کو تا فرحت رہے اشعارِ رنگیں سے
سخن گویوں کو تا نسبت رہے نظمِ خوش آئیں سے
تعلق شعرِ طائر کو رہے تا نظمِ پرویں سے
ہو تا قدرِ سخن ہر قدرداں کو چشمِ حق بیں سے

زباں تیری معانی آ بوصفِ شہ میں گوہر افشاں ہو
(غفراں مآب علیہ الرحمۃ)
ترا ممدوح دائم میر محبوبِ علیخاں ہو

مسدس

(جو)

مدرسہ نظامیہ حیدرآباد دکن کے سالانہ جلسہ میں پڑھا گیا تھا

اُمّ الصفاتِ خالقِ کون و مکاں ہے علم
عالم تمام جسم ہے رُوحِ رواں ہے علم
بے مثل وصفِ حضرتِ ربِ جہاں ہے علم
حق پوچھیے تو پہلی خدائی کی شان ہے علم
کونین میں ظہور ہے شیونِ عظیم کا
جاری ہے فیض علم خدائے علیم کا

اعیانِ ثابتہ سے جو ہر کا ظہور ہے
در اصل علم حضرتِ ربِ غفور ہے
پھیلا ہوا جو سارے زمانے میں نور ہے
روشن اسی چراغ سے ہر شمعِ طور ہے
عالم میں جو تمام ہیں پیدا اسی کے ہیں
جزوے تمام یہ جو ترشحے اسی کے ہیں

علمِ خدائے پاک کا کیا وصف ہو بیاں　　ظاہر ہے وہ جنابِ الٰہی کی خاص شاں
دخلِ حدوث وصفِ قدیمی میں ہو کہاں　　مطلق کا حال کیسے مقید پہ ہو عیاں

چھوٹی زباں سے کیسے بڑی بات بن سکے
دریا کا پانی چھلنی میں کسطرح چھن سکے

حادث جو علم عکس ہے علمِ قدیم کا　　وصف اُس کا بھی تو ہم سے نہیں ہوتا ہے ادا
پھر ہم ادائے وصف کا دعویٰ کریں تو کیا　　خود علم اُس کا پورا کسی کو نہیں ہوا

جب رَبِّ زِدْنِی عِلما کا حضرت کو حکم ہے
ہر کوئی اُس کے دعوے میں پھر صُمٌّ بُکمٌ ہے

جس علم کی طلب پہ ہیں مامور اِن دِنوں　　ظاہر فضائل اُس کے تو کرنا ہے بالیقیں
ملنے نصیب اُس سے نہ رہ جائے عالمیں　　اُس کی طلب ہے فرض ہو گرچہ بہ ملکِ چیں

یہ علم وہ ہے جس پہ ہے ایماں کا قیام
دنیا و دیں کا اِس پہ ہے موقوف انتظام

اِس پر تمام اہلِ تمدن کا ہے مدار　　ہمدردی و اتفاق کا ہے وہ مآلِ کار
دنیا و آخرت کا اُسی پر ہے انحصار　　اوصاف اُس کے گرچہ ہیں بے حد و بے شمار

لکھتا ہوں اُس کے چند فضائل میں مختصر
جس کی ملی ہے مجھکو احادیث سے خبر

ہوتا اسی سے حق کی شناسائی ہے حصول　　ہوتے اِسی سے کام ہیں بندوں کے قبول

سب کا رنگ کے ہیں اسی میں عیاں اصول — عاجز ہیں جنکی فہم سے جہال کی عقول

نور قدیم چمکے جو یہ رہنمائی کا
ہو جائے گل چراغ نئی روشنائی کا

تحصیل علم دیں ہے فزوں تر جہاد سے — ہوتے عمل قبول اسی کی ہیں یاد سے
بچتا ہے مومن اس کے ہی باعث فساد سے — محفوظ رکھتا ہے یہ حوادث کی باد سے

دونوں جہاں میں باعث امن و اماں ہے یہ
امراض باطنی کا مسیح زماں ہے یہ

اس علم ہی سے دونوں جہاں کی نجات ہے — نار سقر سے بچنے کی کامل برات ہے
سرمایۂ نجات و متاع حیات ہے — کونین کا وسیلہ یہی ذی صفات ہے

دنیا و آخرت کا سکھاتا ہے کام یہ
دونوں جہاں میں کرتا ہے بس نیک نام یہ

مہر شرف ہے برج سعادت کا ماہ ہے — جنت کو پہنچ جانے کی سیدھی یہ راہ ہے
دنیا و دیں میں باعث امن و رفاہ ہے — رہبر یہی ہے ہادی راہ الٰہ ہے

طالب جو اس کے ہیں وہی مؤمن سعید ہیں
قطعی جہنمی ہیں جو اس سے بعید ہیں

اس کی طلب میں لوگ جو گھر سے کریں سفر — حکم خدا سے آکے ملائک بہ کر و فر
ان کے قدم کے نیچے بچھاتے ہیں اپنے پر — ارشاد شاہ دیں سے یہ ثابت ہے سر بسر

اِن عالموں کا وزن سنا ہے یہ یومِ دیں
ہوگا زیادہ خونِ شہیداں سے بالیقیں

اِس علم کے حصول سے غفلت ہے کیوں تمھیں
گھیرا ہوا خیالِ جہالت ہے کیوں تمھیں
اِس کی طلب ہی باعثِ ذلت ہے کیوں تمھیں
اِس بے بہا خزانے سے نفرت ہے کیوں تمھیں
بدنام کرتے کیوں ہو بزرگوں کے نام کو
سوچو ضرور اپنے تم ہر ایک کام کو

شرماؤ اہلِ مذہبِ باطل کو دیکھ کر
مصروف اپنے دین کے ہیں کاموں میں کسقدر
حالات پہ تو اُن کے کرو غور سے نظر
کیسی خوشی سے دیتے ہیں امدادِ مال و زر
تم ہو کہ تم کو کچھ نہیں اسلام کا خیال
اسلاف پر نظر ہے نہ کچھ نام کا خیال

تم کو نہ دینِ حق کا کبھی کچھ خیال ہے
ہوتا فضول کاموں میں سب صرف مال ہے
کچھ خوفِ عاقبت ہے نہ فکرِ مآل ہے
غفلت کا کسقدر پڑا آنکھوں پہ جال ہے
مائل نہ اس طرف کبھی کرتے ہو دل کو تم
مقصود جانتے ہو فقط آب و گل کو تم

سوچو تو علمِ دین کی نہ تائید ہو اگر
ہوگا [illegible] کا کس قدر
دارومدار دین کا ہے جس پہ منحصر
اولاد کی ہی خوبی پہ کچھ تو کرو نظر
مقصود اہلِ علم اگر ہوں جہان سے

اعدائے دیں کی بیخ اکھڑ گئی زباں سے

دینی جو مدرسوں کا وجود اب زمیں میں ہے
اک مدرسہ نظامیہ ملک دکن میں ہے
گویا کہ ایک روح زمانے کے تن میں ہے
خوبی کا جس کی شہرہ ہر اک انجمن میں ہے

آتے ہیں لوگ اٹھا کے یہاں سختیٔ سفر
تحصیل علم دیں سے ہوتے ہیں بہرہ ور

چونکہ اہل دیں کی ذات پہ اس کا ہے انتظام
حامی فقط ہے خرچ کا اس کے شہ نظام
اس کو خدا رکھے مع اولاد نیک نام
باعدل و داد دہر میں وہ خوش رہے مدام

اب بھی اسی کی ایک توجہ کا ہے ظہور
اس مدرسہ کا پھیلا زمانے میں ہے جو نور

ہر چند مدرسہ جو یہ مصروف کار ہے
جس پر نزول رحمت پروردگار ہے
مصرف کا جس کے شہ کی عطا پر مدار ہے
چندے میں ترقی کا امیدوار ہے

کثرت جو طالبین و حوائج کی بڑھ گئی
افزود خرچ سے کمی آمد میں پڑ گئی

آتے ہیں جو یہاں طلبا دور دور سے
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

ان شوقیوں کی تاب مدارا نہیں ہمیں — اور بار صرف اٹھانیکا یارا نہیں ہمیں
واپس بھی ان کو کرنا گوارا نہیں ہمیں — اس کے لئے کہیں سے سہارا نہیں ہمیں

محتاج مدرسہ ہے اسی انتظام کا
آمد پہ ہی مدار ہے ہر ایک کام کا

ان اہل شوق کیلئے کھانا ضرور ہے — ان کے لئے لباس بنانا ضرور ہے
رہنے کے واسطے بھی ٹھکانا ضرور ہے — درس اور کتب کا خرچ اٹھانا ضرور ہے

آمد کے راستے پہ خرچ کا در ہے بڑا ہوا
ہے جس کا بار چند سخی پر پڑا ہوا

[illegible] میں سے [illegible] — دنیا کے کام میں تو وہ مصروف ہے بڑا
اس کار خیر کا بھی تو جانب [illegible] ذرا — آخر یہ آخرت میں تمہیں کام آئے گا

کرتے ہیں [illegible] سیکڑوں کی فضول ہیں
دو کچھ کبھی [illegible] رسول ہیں

فضل خدا سے لاکھوں [illegible] — مشہور اہل خلق و سخاوت زمن میں ہیں
[illegible] شہرہ آفاق [illegible] — اکثر [illegible] اہل سخا مرد و زن میں ہیں

[illegible] نظر کریں
[illegible] مقصود سے بھریں

[illegible] — ورنہ [illegible] عشرہ میں بھی نہیں وہ سہانے دن

اِس سے بھی کچھ زیادہ اگر دیں وہ یا نہ دیں ہر حال کچھ تو دیں وہ کسی بھی بہانہ دیں
دینا ہے کارِ خیر کا رکھیں یہ خوب یاد
ناٹک کے کچھ ٹکٹ کی رقم سے نہیں زیاد

دو گے یہاں جو ایک تو دس لے پاؤ گے جنت میں بھی مزے تم اسی سے اڑاؤ گے
اس کی مدد میں تم نہ اگر کام آؤ گے سمجھو یقیں کہ نارِ جہنم میں جاؤ گے
ادنیٰ سی بات کیلئے کیوں زک اٹھاتے ہو
راہِ خدا کو چھوڑ کے آتش میں جاتے ہو

ہے تم کو پاسِ عزتِ اسلام کچھ اگر اِس دینی مدرسہ کی طرف بھی کرو گزر
سب اُس کے حالِ آمد و مصرف کو دیکھ کر ممکن ہو جتنی اُس پہ کرو لطف کی نظر
غیرت تمھاری کرتی ہے کیا بات یہ قبول
پا کر عروج مدرسہ حاصل کرے نزول

انجامِ کار دل میں ذرا اپنے سوچ لو سنکر یہ حق کلام نہ آزردہ دل ہو
یہ پندِ خیر خواہ کی دل جان سے سنو دنیا میں رہ کے جانبِ دیں بھی توجہ کرو
دُنیا نہ بہرِ خواب و خور و مقدرت ہی ہے
سمجھو ذرا کہ مزرعۃ الآخرت بھی ہے

یہ سامعہ خراشی حضرات میں نے کی [illegible] کے سبب سے آپ کو تکلیف بھی ہوئی
عفوِ قصور کا ہوں ندامت سے ملتجی کرتا دعا ہے تم ہو [illegible] سبھی

یارب ہے تو غنی ترے محتاج ہم ہیں سب
خواہاں مدد کے تیرے سے ہی آج ہم ہیں سب

تیرے حبیب پاک کی امت جو ہے تباہ
پھیر ان کو راہِ دیں کی طرف ہے جو سیدھی راہ
صدقے سے اپنی شانِ کریمی کے اے اللہ
سن لے یہ التجائے معلائے داد خواہ

درگزر کر کے ہمارے سارے گناہوں سے
اپنے کرم سے لطف و عنایت کی کر نظر

واقف ہے تو کہ خاص جو بندہ ہے اک ترا
روشن ہو دین پاک ترا تا کہ جا بجا
قائم ترے بھروسہ پہ یہ مدرسہ کیا
اس مدرسہ کو تو ہی اب آفات سے بچا

یعنی حضرت فضیلت جنگ [illegible] بانی مدرسہ

شاہِ دکن جو دین کے حامی کار ہیں
وہ بھی ترے ہی فضل کے امیدوار ہیں

دائم انہیں تو عزت و اقبال و جاہ رکھ
دشمن کو ان کے خوار و ذلیل و تباہ رکھ
اور حکمراں انہیں صد و سی سال شاہ رکھ
اولاد پہ بھی ان کے کرم کی نگاہ رکھ

حاصل انہیں مدارج ہر دو جہاں رہیں
شاہی پہ بامرادِ دلی حکمراں رہیں

اس مدرسہ کے جتنے ہیں ارباب و معاونیں
تیرے سوا کسی کے نہ محتاج ہوں کہیں
بر لا تو سب مرادِ دلی ان کی بالیقیں
اور دوسرے بھی جتنے ہیں عالم میں اہلِ دیں

دونوں جہاں میں ان کو تو آباد و شاد رکھ

دائم بعزو جاہ انہیں بامراد رکھ

یارب تو عیب پوش ورحیم وغفور ہے
جب تک جہاں میں علم کا تیرے ظہور ہے

تیرے کرم کا دہر میں جبتک کہ نور ہے
قائم زمانہ تا اثرِ نفخِ صور ہے

اس مدرسے کا جاری یہ فیضِ مدام ہو
مقصودِ اہلِ مدرسہ حاصل تمام ہو

دعائیہ

ترجیع بند

در مدح حضرت غفراں مکاں علیہ الرحمہ

جب تک انسان کو تمنائے زر و مال رہے
دل میں جب تک طلبِ دولت و اقبال رہے

حافظ اے شاہ ترا خالقِ افعال رہے
تجھپہ دائم مددِ باطنِ ابدال رہے

دشمن اے آصفِ دوراں ترا پامال رہے
سارے عالم پہ ترا سایۂ اجلال رہے

حکمراں مسندِ شاہی پہ تو خوشحال رہے
جلسۂ جشن یہ قائم ترا ہر سال رہے

قابلِ حل ہے ثریا کا یہ جب تک عقدہ
دھر کی عمر کا مضبوط ہی جب تک رشتہ

بخت یاور رہے ہو عمر فزوں تیری ہمیشہ
رہے دائم یہ تری سالگرہ کا جلسہ

بجتا عالم میں رہے تیری خوشی کا ڈنکا
خضر و الیاس بھی کرتے رہیں ہر دم یہ دعا

حکمراں مسندِ شاہی پہ تو خوشحال رہے
جلسۂ جشن یہ قائم ترا ہر سال رہے

لوٹے چرخ سے آباد ہو تا بزم نجوم
اے شہِ ملکِ دکن واقفِ اسرارِ علوم
رات دن ہوتے رہیں فرحتِ شادی کے رسوم

رقص زہرا پہ ستاروں کا ہو جبتک یہ ہجوم
عیش و عشرت کی ترے گھر میں ہمیشہ رہے دھوم
نغمۂ نے سے یہ ہوتا رہے مضموں مفہوم

حکمراں مسندِ شاہی پہ تو خوش حال رہے
جلسۂ جشن یہ قائم ترا ہر سال رہے

خضر کے عمر کی تا دہر میں باقی ہو مثال
عمرِ آئندہ کی غضبوا گرہ ہو ہر سال
بدر بنتا ہے وہی مہ ہیں جو گھٹتا ہے ہلال

تو سلامت رہے اے بادشہِ نیک خصال
کچھ گھٹا رشتہ تو کیا عقد کی بڑھنی ہے چال
یہ دعا دیتے رہیں تجھکو سب اربابِ کمال

حکمراں مسندِ شاہی پہ تو خوش حال رہے
جلسۂ جشن یہ قائم ترا ہر سال رہے

جب تک اس سلطنتِ دہر فلک کا ہو قیام
خسروِ ملکِ دکن اے شہِ جمجاہ نظام
نام والوں میں ترا نیکی سے مشہور ہو نام

[illegible] چرخ پہ ہو تا شہِ خاور کا مقام
رہے [illegible] پر نظرِ عاطفتِ خیر انام
یہ دعا کرتے رہیں تیرے لئے خاص و عام

حکمراں مسندِ شاہی پہ تو خوش حال رہے

جلسۂ جشن یہ قائم ترا ہر سال رہے

عدل و انصاف سے جبتک ہے زمانہ آباد — ظلم و بیداد کی مذموم رہے تا بنیاد
عدل سے تیرے مٹے ظلم رہے عالم شاد — ملکِ دنیا میں ہو مشہور ترا شہرۂ داد
اہلِ دیں مل کے سب اخلاص سے با صدق و سداد — دیں دعا تجھکو یہ اے بادشہ نیک نہاد

حکمراں مسندِ شاہی پہ تو خوشحال رہے
جلسۂ جشن یہ قائم ترا ہر سال رہے

نام تا جود و سخا کا ہے عالم میں عیاں — تا رکھیں دوست سخاوت کو سب اربابِ جہاں
ہے عالم پہ تری جود و سخا کا احساں — حاتم طے سے زیادہ ہو ترا وصف بیاں
مدح خواں جود کا تیری رہے اک انساں — شعر برجستہ یہ ہر اک کے رہے وردِ زباں

حکمراں مسندِ شاہی پہ تو خوشحال رہے
جلسۂ جشن یہ قائم ترا ہر سال رہے

جب تک آباد گلوں سے ہے جہاں کا گلشن — طرب انگیز ہے تا جلوۂ نسرین و سمن
میر محبوب علی (خلد اللہ ملکہ) بادشہ ملکِ دکن — آرزو کا تری دائم رہے سرسبز چمن
شکر میں تیرے شگفتہ ہے غنچوں کا دہن — شعر پڑھتے رہے ہر دم یہ زبانِ سوسن

حکمراں مسندِ شاہی پہ تو خوشحال رہے
جلسۂ جشن یہ قائم ترا ہر سال رہے

مے توحید سے جب تک یہ جہاں مست خمار — بادۂ عشقِ الٰہی سے ہے تا دل سرشار

جامِ صحت سے رہے گرم ترا یہ دربار
محفلِ عیش ہو مشہور تری نیک شعار

دردِ اسقام سے تو دور رہے بلبلِ نہار
کرے یہ نغمہ سرائی ترا مطرب ہر بار

حکمراں مسندِ شاہی پہ تو خوشحال رہے
جلسۂ جشن یہ قائم ترا ہر سال رہے

تا چلن دام و درم کا ہے بنی آدم میں
سکہ جاری رہے شاہی کا تری عالم میں
اشرفی سے نہ بکے پیسہ ترا کچھ کم میں

لوگ تا باندھا کریں زر گرہِ محکم میں
قدر بڑھتی رہے سکہ کی ترے ہر دم میں
یہ کھدا نقش رہے سکہ ہر درہم میں

حکمراں مسندِ شاہی پہ تو خوشحال رہے
جلسۂ جشن یہ قائم ترا ہر سال رہے

تا شجاعت کا رہے دل پہ پچھیوں کے اثر
بیخِ اعدا کو کرے قطع تری تیغِ ظفر
نامرادی کے سوا کچھ نہ ملے ان کو ثمر

تیغ تا پھل سے ہے اور پھول سے سرسبز سپر
خاک و خوں میں رہے جسم ان کا تڑپتا بے سر
دیکھکر تیری شجاعت یہ کہیں اہلِ ہنر

حکمراں مسندِ شاہی پہ تو خوشحال رہے
جلسۂ جشن یہ قائم ترا ہر سال رہے

رونقِ شعر سے تا سینہ منور ہووے
تیری مداحی میں شاہا یہ زباں تر ہووے
وصف تیرا ہی اسے قندِ مکرر ہووے

خواہشِ مال نہ دل میں طلبِ زر ہووے
مدح خواں تیرا معلائے سخنور ہووے
شعرِ برجستہ زباں پر یہی از بر ہووے

حکمراں مسندِ شاہی پہ تو خوشحال ہے
جلسۂ جشن یہ قائم ترا ہر سال ہے

رقعہ

سفارشِ مرزا قادر بیگ ملازم حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ صدر الصدور معین المہام امورِ مذہبی سرکار عالی

بندۂ خاصِ خداوندِ کریم ۔۔۔ اے جنابِ مولوی عبدالرحیم[۱]
عبدِ رزاق[۲] اے مہِ برجِ سخا ۔۔۔ خواجہ[۳] ابراہیم حاجی ذی وفا
آپ سے حضرات کا فیضِ اتم ۔۔۔ دہر میں جاری رہے دائم بہم
ڈھونڈے کوئی گر جہاں میں کر کے سیر ۔۔۔ دوسرا پائے نہ کوئی [illegible]
مرجع و ملجا غریبوں کے ہیں آپ ۔۔۔ قدرداں صاحب نجیبوں کے ہیں آپ
ہے سخاوت آپ کی حد سے فزوں ۔۔۔ شرم سے جسکی ہے حاتم سرنگوں
ہے تمہاری ذات بے مثل و عدیل ۔۔۔ سایہ گستر تم پہ ہو ربِ جلیل
شاد و خرم دہر میں دائم رہو ۔۔۔ تا صدی سال تندرست تم رہو
بعد والے سنتِ خیر الانام ۔۔۔ خدمتِ والا میں ہو خوش خرام

۱ مولوی عبدالرحیم صاحب وکیل ملتان و خواجہ ابراہیم نمبر ۲ و ۳ ان کے بھتیجے چھوٹے بھائی ہیں۔

مرزا قادر بیگ یہ مسکیں گدا
فکرِ عقدِ منت میں ہے مبتلا

ہو جو حالِ زار پر اس کے نظر
اجر حق دیگا تمھیں المختصر

اب زیادہ کیا کروں عرضِ کلام
ہو مدد پر آپ کی خالق مدام

سفارش نامہ

لعل محمد ملازم حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ کی سفارش میں مولوی عبدالرحیم صاحب وکیل سمستانِ پالونچہ اور اُن کے بھائیوں کے نام

جنابِ مولوی عبدالرحیم عالیجاہ
تمھارے نام سے ظاہر ہے شانِ رحم الکرم

جو خاص بندے خدائے رحیم کے تم ہو
تمھاری ذات میں حق نے رکھی ہے رحم کی خو

ہے تم میں شان غریبوں پہ رحم کرنے کی
اسی لئے تمھیں خالق نے عزّ و دولت دی

جو بھائی دوسرے رزاق کے ہیں عبد یقیں
ہے اُن میں رزق غریبوں کو دینے کی آئیں

ہیں بھائی تیسرے چھوٹے جو خواجہ ابراہیم
ہے ہمائی حضرتِ خلیل ان میں مقیم

جو تینوں بھائی بھی تم اسم ہاشمی ہو
بعز و جاہ دوا آبا رکھے خدا تم کو

پس از دعائے سلام نیاز عرض یہ ہے
کہ اس رقیمہ کا حامل غریب نیکو ہے

قدیم خاص ملازم ہے میرے حضرت کا
جو ساتھ حضرتِ والا کے مدتوں سے رہا

مدینہ مکہ میں بغداد و مصر میں ہر جا — اسی پہ خدمتِ حضرت کا بار تھا پورا
بہت ہی نیک نمازی یہ بادیانت ہے — مسمی لعل محمد یہ ذی اطاعت ہے
ہے ہمرہی میں جو حضرت کی آج تک ماہور — یقیں ہے آپ بھی پہچانتے اسے ہیں ضرور
پسر کی اس کے ہے تقریبِ تسمیہ خوانی — ادائے رسم کی اس کو ہے فکر و حیرانی
کمک کا آپ ہی حضرات سے ہے جویاں — کہ تا ادا ہو وہ رسم طریقۂ ایماں
عطا جو آپ اسے کچھ بقدرِ حال کریں — مجھے بھی داخلِ حسنات اور نہال کریں

قدیم دوست جو ایک آپ کا معلی ہے
امیدوارِ سفارش قبولیت کا ہے

تواریخ

تاریخ وفات نواب حیدر قلیخاں حیدر حیدرآبادی مرحوم و مغفور

آفتابِ برجِ چرخِ شاعری — حیدرِ معجز بیاں غفراں پناہ
بست و سیوم اور سہ شنبہ کے دن — سہ پہر اول جمادی کا تھا ماہ
غم میں ہم کو چھوڑ کر سوئے جناں — جب ہوا راہی وہ رشکِ مہر و ماہ
مبتلائے رنج و غم کر کے گیا — دارِ فانی سے جو وہ جنت کی راہ

اور مجھے اس صدمۂ جانکاہ میں — فکر تھی تاریخ کی شام و پگاہ
اے معلیٰ دل نے رو رو کر کہا — (مرگئے اُستاد مشفق آہ و آہ)
۱۲۸۴ھ

قطعۂ تاریخ فی البدیہہ

دستِ سبحان خاں سے ورزش میں — منہ پہ مگدر جو اُن کے چھوٹ گیا
دانت ٹوٹتے ہی یوں معلیٰ نے — کہی تاریخ (دانت ٹوٹ گیا)
۱۲۹۲ھ

قطعۂ تاریخ تولد دختر امیر الدین صاحب پونیری متوطن پونیر

امیر الدین صاحب کو خدا نے — جو دی پیری میں دختر فرحت انگیز
معلیٰ نے کہی تاریخ اس کی — پرانی شاخ کا میوہ دل آویز
۱۳۰۴ھ

در تشریف آوری نواب فصیح الملک داغ دہلوی مرحوم

فنِ انتظامِ شاعری کے لئے — تھی ضرورت دکن میں اک بھاری
میں نے داغ آتے ہی کہی تاریخ — داغ ہے اب دوائے بیماری
۱۳۰۷ھ

در تہنیت سرفرازی نواب سر آسمانجاہ بہادر (مرحوم) بعہدۂ وزارت

بشیر الدولہ سلطان جو دکن میں — وزارت لے کے جب تشریف لائے

معلّی نے کہی تاریخ اُس کی	وزیر اعظم نوّاب آئے ۱۳۰۴ھ

تاریخ تصنیف کتاب عقل مصنّفہ حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ

حکم سے حضرت مصنف کے	طرز عمدہ پہ جب کتاب چھپی
سال فصلی کہا معلّی نے	خوب اچھی کتاب عقل لکھی ۱۳۱۵ف

در تہنیت جشن جوبلی چہل سالہ حضرت غفران مکاں علیہ الرحمہ

اُس کی افزونئ عمر و جاہ کی مانگیں دعا	جو شہ عادل نظام الملک آصفجاہ ہے
ہے معلّی اس ہمایوں جشن کی تاریخ عرض	کیا مبارک قدر جشن جوبلی شاد ہے ۱۳۲۲ھ

قطعۂ وفات امیر الشعراء منشی امیر احمد مینائی آمیر علیہ الرحمہ

امیر احمد استاد شاعران زماں	بلا کے ہند سے جنکو یہاں قضا لائی
سن اُن کی موت کا فصلی کہا معلّی نے	دکن سے خلد میں پہنچے امیر مینائی ۱۳۱۸

در تہنیت ولادت باسعادت محمد محی الدین عظیم الشان شہزادہ حضرت آصف سادس غفران مکاں علیہ الرحمہ

دیا حق نے اک اور فرزند شہ کو	ہو عمر اس کی با جاہ و دولت زیادہ
کرو نذر سال تولد معلّی	شہا یہ مبارک تجھے شادمانی ۱۳۲۵ھ

دیگر

دو شہزادے دئے خالق نے اس سال	خوشی کا جشن ہو دونا مبارک
سنِ مولد معلّی نے کیا عرض	دو شہزادے تجھے شاہا مبارک
	١٣ ھ ٢٥

در تہنیت ولادت باسعادت نواب شجاعت علی خان بہادر شہزادہ حضرت آصف جاہ سابع خلد اللہ ملکہ نبیرۂ حضرت غفران مکاں علیہ الرحمہ

ہوا دوم بھی ولی عہدِ ملک کو فرزند	کہ ان کی عمر الٰہی ہزار سالہ ہو
کیا یہ عرض معلّی نے مصرعۂ تاریخ	تجھے نبیرۂ دوم مبارک اے شہ ہو
	١٣ ھ ٢٥

تاریخ افتتاح مدرسۂ دینیہ واقع گلبرگہ شریف (دکن)

سعیٔ جناب یوسف الدین صوبہ دار سے	قائم ہے فیض مکتبِ تحسینیہ کا ہے
لکھا یہ سال فصلی معلّی نے فی البدیہہ	آج افتتاح مدرسۂ دینیہ کا ہے
	١٣ ف ١٨

در تہنیت عقد ...... فرزند ارشد علی صاحب

سنا تو شادیٔ عقد کی میرے شفیق کی معلّی سے	دائم حصول ان کو ہر مقصدِ دلی ہو
تہنیت میں کہا سن اس کا بہ اخلاص کی زباں سے	بیٹا ہو مبارک اے ارشدِ علی ہو
	١٣ ھ ٢٧ ١ ١٣٢٦

تاریخ غسل صحت شہزادہ بلند اقبال

شفا شہزادے صاحب نے جو پائی — ہو عمران کی صد و سی سال افزوں
سن صحت معلی نے کیا عرض — اب ان کو تندرستی ہو ہمایوں
۱۳۲۷ ھ

در تہنیت مراجعت فرمائی حضرت غفران مکاں علیہ الرحمہ

للہ الحمد شاہ ملک دکن — بامراد آکے کرکے طے رہِ دور
عرض تاریخ کی معلی نے — بمبئی جا کر آج آئے حضور
۱۳۲۷ ھ

تاریخ طبع مقاصد الاسلام حصہ اول مصنفہ حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ

خدا کا شکر ہوا طبع حصۂ اول — کتاب عمدہ کہ جو اہلِ دین کے ہے مرغوب
زبانِ ہند سے فصلی کہو معلی سال — لکھی مقاصد اسلام اچھی نادر خوب
[illegible]

تاریخ مرمت پل افضل گنج نیا پل

بحکم میر محبوب علی خاں — شہِ عالی رحیم و نیک طینت
گزشتہ سن میں طغیانی کے باعث — شکستہ ہو گئی تھی پل کی حالت
مہاراجہ معین السلطنت[1] نے — درستی اس کی کی حسبِ ضرورت

[1] مدار المہام وقت

بڑھائیں اور چند اس کی کمائیں — پئے آسایش و آرام خلقت
معلی نے لکھا یہ سالِ ترمیم — صراطِ رودِ موسیٰ کی مرمت
۱۳۲۷ھ

در تہنیت عقد مولوی مظہر الدین احمد صاحب برادر زادہ حضرت مصنف

سعید دیں میرے بھائی نے شادی — کی جو فرزند کی بکرّ و فر
سالِ شادی کہا معلی نے — دولہا بازیب ہے میاں مظہر
۱۳۲۸ھ

در تہنیت مراجعت ثانی اعلیحضرت قدر قدرت حضور پُرنور بندگانعالی حضرت آصف سابع خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

گئے اجمیر جا کے گھر شاہِ دکن — روز افزوں ان کا یارب جاہ و اقبال ہو
مصرعہ سالِ آمد یہ معلی عرض کر — یہ سفر اجمیر کا شاہا مبارک فال ہو
۱۳۲۲ ف

در تہنیت عقد جناب مولوی محمد حبیب الزماں خاں صاحب فرزند حضرت مولوی مسیح الزماں خاں صاحب استاد حضرت غفران مکان علیہ الرحمہ قدس سرہ العزیز

جو اپنے بھائی کا احمد زماں نے شادی کی — ہے نام جنکا حبیب الزماں حمیدہ خصال
سن مبارک شادی کہا معلی نے — عروس و نوشہ رہیں زندہ دل صدی و سال
۱۳۲۹ھ

در تہنیت مراجعت اعلیحضرت غفران مکان علیہ الرحمہ از شہر دہلی

کہو معلی یہ آئے شاہِ دکن کے سفر — تم کو اہلِ دکن مبارک ہو

سال اُس کا کہا معلّیٰ نے	جا کر آئے حضور دہلی کو ۱۳۲۹ھ

تاریخ غسل صحت نواب افسر الملک بہادر

الحمد للہ کہ کی کسل سے حاصل صحت	افسر الملک نے از فضل خدا رب عباد
سن صحت یہ معلّیٰ نے دعائیہ کہا	رہو بفکر و سلامت صد و سی سال آباد ۱۳۲۹ھ

در تہنیت تشریف آوری اعلیحضرت حضور پر نور حضرت آصف سابع خلد اللہ ملکہ بمدرسۂ نظامیہ

جلوہ افگن مدرسہ میں جب ہوئے شاہ دکن	اہل دیں نے عمر و اقبال فزوں کی دی دعا
کی معلّیٰ نے رقم تاریخ تشریف آوری	مدرسہ میں شاہ نیک آہنگ ہیں رونق فزا ۱۳۳۰ھ

در تہنیت مراجعت فرمائی حضور پر نور بندگانعالی حضرت آصف سابع خلد اللہ ملکہ

شکر خدا کہ کرکے سفر خود حضور نے	کی خوب عزّ و شان سے ہو آفتاب پھر
تاریخ اس سفر کی معلّیٰ نے عرض کی	شہ سے ہے شہریار دکن کامیاب پھر ۱۳۳۰ھ

قطعۂ تاریخ مولود مسعود شہزادی صاحبہ بلند اقبال طال عمرہا

دی خدا نے شاہزادی شاہ کو جس پر یہ	ماہ پیکر صاحب اقبال با عجب و شرف
اے معلّیٰ مصرعۂ سال تولد عرض کر	ہو مبارک شاہ کو شہزادی فرخندہ سیر ۱۳۳۰ھ

تاریخ افتتاح مدرسۂ عثمانیہ در خلد آباد دکن

جو خلد آباد میں قائم ہوا یہ مکتب نو — بہ فیض نیک اثر بخش نیت شہ ہے
کیا یہ عرض معلّی نے مصرعۂ تاریخ — قیام مدرسہ وجہ عنایت شہ ہے
۱۳۳۰ھ

تاریخ تقرر حضرت فضیلت مآب علیہ الرحمہ بر عہدۂ جلیلہ صدر الصدوری صوبجات دکن

حضرت انوار اللہ [illegible] صدارت حق نے دی — یہ خبر سنکر دلِ ارباب دیں خوش ہو گیا
سالِ تاریخ [illegible] تقرر کا معلّی نے کہا — طالعِ بدرِ صدارت آج چمکا مرحبا
۱۳۳۰ھ

تہنیت ولادت باسعادت نواب میر احمد علیخان بہادر شہزادہ حضور پرنور حضرت آصف سابع خلد اللہ ملکہ

روز دو شنبہ مہ میلاد کی تھی چودھویں (۱۴) — از طفیل خاص سلطان رسل جد الحسین
اعلیحضرت کو ہوا پیدا قمر طلعت خلف — از عنایات خدائے پاک رب المشرقین
تا صدوں سال شہزادہ سلامت یہ رہے — ہمرہ جملہ برادر زیر ظل والدین
مصرعہ سال تو [illegible] معلّی عرض کر — ہو مبارک شاہ کو یہ شاہزادہ نور عین
۱۳۳۰ھ

تاریخ [illegible] چاہ در باغ موضع چلگاؤں جاگیر حضرت مصنف

[illegible] صفحۂ تاریخ [illegible] — جاری اُن کے باغ میں یہ چشمۂ آبِ حیات

یادگار اس کی ہے تعلیقی مصرعہ سن کر تو تم	میوۂ مادۂ تحسیں ہے باقیات صالحات ۱۳۲۱ھ

در تہنیت تولد نواب شہزادگان بلند اقبال حضرت آصف جاہ سابع خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

پہلے کے پانچ سوا شاہ دکن کو فرزند	ہوئے تین اور اسی سال میں بفضل خدا
شیر غازی علی حیدر علی حشمت علی	گویا نکلے چمن حسن سے یہ گوہر بیش بہا
سر پہ ان کے رہیں شمس عز و شرف تا بہ قیام	آل و اولاد کا تخت شاہی رہے دائم بندہ دیا
تینوں شہزادوں کا سن ایک ہی ہے جس میں	(محمود سی پیاں رہیں آٹھوں شہزادے) ۱۳۲۱ھ

ایک قصیدہ اور غزلیات و قطعات نعت و منقبت سلسلے میں پانچ جو

ہے وہ عالی رتبہ غوث الوریٰ	تھا قدم جن کا بدوش اولیا
اے جناب غوث اعظم آسرا	عاصیوں کو حشر میں ہو آپ کا
ہیں کیوں نہ ہو رتبہ فزوں	سب ہیں عاشق آپ معشوق خدا
پائے اقدس کی اگر مل جائے خاک	ہو مریض ہجر کو خاک شفا
روز و شب ہر لحظہ ہر دم ہر گھڑی	ہاں آتی ہے یہ میری التجا
ہیں زیارت اس شہ دیں کی کروں	ہو میسر گر سفر بغداد کا
خاندان غوثیہ کا ہوں مرید	خاتمہ ہو ...
گو ہر دندان غوث آئیں نظر	مقصد ہو پورا ...

اُس شہِ زریں قبا کے فیض سے
خاک بھی بغداد کی ہے کیمیا

ڈر نہیں کچھ بحرِ عصیاں ہو مجھے
غوث ہیں کشتی کے مری ناخدا

کیوں نہ [illegible] کے [illegible]
کون ہے ذی رتبہ ایسا دوسرا

نار دوزخ سے [illegible]
نام لیوا ہے جو غوث پاک کا

ہے تمنا پھر بغداد بلوا لیجیے
ہے مضطر آپ کے در کا گدا

نہیں [illegible] نالہ و فریاد کرنا
ہے لازم خاطرِ صیاد کرنا

مجھے اپنا [illegible] کرنا
بہر صورت مرا دل شاد کرنا

دکھا کر مجھ کو [illegible]
انہیں لازم نہ تھا برباد کرنا

نہیں فریاد [illegible]
عبث ہے اب مرا فریاد کرنا

عنادل کا [illegible]
ستم اتنا بھی اے صیاد کرنا

ستانا اپنے [illegible]
کبھی ناشاد کو بھی شاد کرنا

ہے چرخ ستمگر [illegible]
ستم اے ستم ایجاد کرنا

قد [illegible]
خیال ایسا نہ اے شمشاد کرنا

نہیں [illegible]
بتِ کافر تجھے کیا یاد کرنا

مقابل [illegible] تو ہوگے
غلام اچھا نہیں آزاد کرنا

بہت مضطر ہے دوری سے [illegible]

کبھی تو وصل سے دل شاد کرنا

سب تہِ خاک گیا عشق میں ارماں میرا / اور کر سکتی ہے کیا گردشِ دوراں میرا

کل سے بیکل ہی جنوں میں دلِ نالاں میرا / آج کیا حال کرے گی شبِ ہجراں میرا

جامۂ زیست ہو کیوں نہ کتاں کی صورت / چاک فرقت میں ہوا صبر کے گریباں میرا

میزباں غیر کے وہ ہیں تو یہاں حال ہے یہ / غم کا مہماں ہوں میں غم دل میں ہے مہماں میرا

ہو گیا ہجر میں مجموعۂ خاطر برہم / اس قدر حال کیا غم نے پریشاں میرا

باتوں باتوں میں کٹی ہائے شبِ وصل مری / دل کا دل ہی میں رہ گیا ارماں میرا

جان جانے سے نہ رکتی یہ شبِ فرقت کیلئے / غم یہ سینہ پہ بیٹھا ہے نگہباں میرا

واعظا تجھکو مبارک ہو مقامِ جنت / اور مسکن ہو سدا کوچۂ جاناں میرا

کیا خبر آپ کو نادان ہیں مقطع نسبا / غم سے جو زار ہوا ہے دلِ نالاں میرا

غیروں پہ [illegible] مہرباں ہے اب / اے جذبِ شوق تیری وہ طاقت کہاں ہے اب

[illegible] الم سے [illegible] تاب و تواں ہے اب / مجھ میں ستم اٹھانے کی طاقت کہاں ہے اب

دریائے چشم [illegible] کا جو گریہ سے یوں محیط / [illegible] روح ہو سکا مجھ کو گماں ہے اب

[illegible] مندان نہ پوچھئے / [illegible] ہجر میں کیے ہم

[illegible] جو وہ نہ ہو غم سے چاک چاک / [illegible]

[illegible] ی میں یہ شدت بیخودی / [illegible]

آمدہ ہو گا عشق کا نقصان نفع بخش
تا نہ سمجھاتے سے مصحفی زیاں ہوا ب

وعدۂ وصل رہ گیا ناقص
ہو گیا میرا مدعا ناقص

جلوۂ روئے ماہ رویاں نے
مہ کامل کو کر دیا ناقص

پہنچے حد کمال تک کیونکر
جس کو ہو عشق آپ کا ناقص

ہو گیا دعوئ کمال جسے
عشق اُس کا بہت رہا ناقص

حسن سے رشک در بہ خورشید
ہو گئی ہے تری ضیا ناقص

میری آہوں کی چل رہی ہے ہوا
کیوں نہ ہو جنبش صبا ناقص

زلف دلبر کے آگے تھے موسیٰ
ہو گیا آپ کا عصا ناقص

آگ لگ جائے ساقیا خم کو
ساغر مے جو بھر دیا ناقص

اے مصحفی نہ چھیڑ گریہ شب
دیکھ ہو جائے گی دعا ناقص

متفرق اشعار

لیے بہار کا
شاید گزر ہے آج کسی گلعذار کا

گلگشت
ہے کس کی مدح میں یہ ترانہ ہزار کا

کا
سنبل کو اہتمام ملا ہے جو تار کا

دوڑا رہی ہے ریل یہ کس کیلئے صبا
انجن لگا کے طور کے شعلوں کی نار کا

کس مستِ ناز کا یہ اُسے انتظار ہے
نرگس کی آنکھ میں جو اثر ہے خمار کا

ہر سو ہیں نغمہ سنج ثنا طائرِ چمن
صلِّ علیٰ ہے ورد زباں ہر ہزار کا

نظر جو دور سے اڑتا کوئی غبار آیا
تو میں نے سمجھا کہ خط لیکے پیک یار آیا

کوئی مرض نہ کسی دن کبھی بخار آیا
اگرچہ بندہ مدینے کو چار بار آیا

سیرِ فضائے جنت اے باغباں نہ کیا
بھولا بھٹکا ہوا ہے دل میں چمن ہمارا

ہے اُس پہ جب کہ نام شہِ محترم سے بندہ
تحسین دل ہمارا غیرتِ مہرِ سلیماں ہے

خاکساروں کو ہے راحت سرِ تربت پر بھی
ہم زمیں آرام سے اور آسماں گردش میں ہے

ہے کون اپنا گنبدِ گردوں میں ادھر
آتی ہے پھر پلٹ کے صدا گر پکارئے

کیوں بتوں کے ہوئے ہو دیوانے
اے معلیٰ تمہیں ہوا کیا ہے

ابھی تک تو نے ابد خانہ دیا نہ ہی کچھ
تجھے پھر خواہشِ گنجینۂ اسرار کیسی ہے

ملائک حور و غلماں دست بستہ در پہ حاضر ہیں
شہِ کون و مکاں کی عظمتِ دربار کیسی ہے

بندہ جب قرب نوا ہے سے جدا ہوتا ہے
اس کو حق سمع و بصر ہاتھ قدم ہوتا ہے

وجہِ نقصاں ہے تنگ نظر نو نکو الفت نہ تیری
شہد خالص بھی مگسوں کیلئے سم ہوتا ہے

چاہت کا میری دل میں تمہارے گمان نہیں
درد جگر کا میرے تمہیں کچھ خبر بھی ہے

واپس عدم کو چھوڑ کے تنہا فقط ہمیں
سب ساتھ والے اپنے معلیٰ چلے گئے

عشق ہی دل میں ہمارے اُٹھ رہے ہیں کا
داغ اپنا بھول بے گلزار مرا جلتا ہے

کھل جائیگا جو بابِ شفاعت حضور کا
رکھا رہیگا طاق میں دفتر قصور کا

جب مفرح سے مدینہ جلوہ گر ہونے لگا
فرحتیں بڑھنے لگیں غم مختصر ہونے لگا
دل سے کم ہونے لگی یادِ رفیقانِ وطن
جانبِ شہر مدینہ جب سفر ہونے لگا

چھوٹے کبھی نہ ہم سے مدینہ رسول کا
سر ہو ہمارا اور یہ زینہ رسول کا

کسی کے مرنیکا کچھ ہم کو غم نہیں ہوتا
کہ بیتِ حق کبھی بیت الحزن نہیں ہوتا

جو ابر بہاری عیاں ہو گیا
ہوا رنگ باد خزاں ہو گیا

کہتا ہے وقتِ قتل یہ قاتل کا اضطراب
ہم سے نہ دیکھا جائیگا بسمل کا اضطراب

چال کچھ غیر نے چلکر ہے بچھائی شطرنج
آج بدلا ہوا آتا ہے نظر یار کا رخ
کھلکے رہ جائیں نہ کیوں حضرتِ موسیٰ کی
جلوۂ طور ہے اس آئینہ رخسار کا رخ

ہوتی نہیں جو دولتِ پابوس حصول
عشاق نبی دل نہ رکھیں اپنے ملول
بوسے کے لئے عرشِ معلی کی طرح
کافی ہے ہمیں نقشۂ نعلین رسول

دنگ ہیں آئینے میں اپنی بقا کو دیکھکر
بت بنے بیٹھے ہیں وہ صنعت خدا کو دیکھکر

کس کی زباں پہ حمد خدائے جہاں نہیں
وہ کونسی ہے چیز جو تسبیح خواں نہیں
سینے میں سوز عشق ہے آہ و فغاں نہیں
آتش بھڑک گئی تو کہیں بھی دھواں نہیں
پستی اگر نہ ہو تو بلندی کی شاں نہیں
وہ کونسی زمیں ہے جہاں آسماں نہیں

ہمیں وصال کے قابل تو خیر مر کے اٹھیں
در رسول پہ بیٹھے ہیں کچھ تو کر کے اٹھیں

آئینہ دیکھ کے جب اس نے کہا واہ رے میں
عکس بھی بول اٹھا یار کا اللہ رے میں

حج مبرور یہ دنیا ہی بشارت تم کو
حاجیو آؤ مبارک ہو زیارت تم کو

آتی ہے یاد مدینے کی جو ان آنکھوں کو
ایسی دیکھی نہیں لیلیٰ کسی محمل میں کبھی

دل وحشی کو تڑپتا ہے سر گیسوئے ادہم
رہا مجنوں نہ یہ پابند سلاسل میں کبھی

نظر آجائے جھلک اے شہ دیں تیری کبھی
تن میں باقی ہے ابھی جان حزیں تھوڑی سی

عرش بریں پہ پہنچے حضرت جو شان والے
حیرت میں ہیں تجھے تعلّی سب آسمان والے

مناجات بدرگاہ رب الحاجات

یارب تو ذوالجلال غفور الرحیم ہے
خالق ہمارا صاحب فضل و کریم ہے

عالم پہ تیری رحمت بے انتہا ہے عام
بندوں پہ فضل کرنا ترا ہی ہے خاص کام

تیرے حبیب پاک کے ہم سب غلام ہیں
ہر چند مبتلائے گنہ صبح و شام ہیں

اُمت میں اُن کی تو نے جو پیدا کیا ہمیں
احسان ہے ترا کہ شرف یہ دیا ہمیں

دکھلا کے روز موسیٰ کی طغیانی تجلّی ہمیں
غافل نہ رہنے کیلئے تنبیہ کی ہمیں

غفلت کے دام میں ہیں مگر اے مرے خدا
تنبیہ خاص کا نہ اثر ہم پہ کچھ ہوا

غافل تری [illegible] ہیں
[illegible] دل مرے کام سے ہیں

یارب طفیل و صدقے سے اپنے رسول کے
صدقے میں سب صحابہ و آل بتول کے

تیرے حبیب پاک کی امت کے اولیاء
جتنے ہیں صالحین و بزرگان و [illegible]

اور عزّ و حرمت شب میلاد شاہ سے
اب ہم کو پھیر دے تو ضلالت کی راہ سے

غفلت کا پردہ آنکھوں سے یارب تو نے اٹھا
تا دل سے تیرے تابع فرمان ہیں سدا

راضی تو ہم سے اور ترا راضی حبیب ہو
ہم کو محبت اُس کی دواما نصیب ہو

شاہِ دکن جو آصفِ ثانی عدل و جاہ ہے
ذات اُس کی ہم پہ باعثِ امن و رفاہ ہے

اقبال و جاہ و دولت و عمر اسکی ہو فزوں
اُس کا عدو ہو قعرِ مذلت میں سرنگوں

سایہ فگن ہو فضل ترا اُس پہ ہر گھڑی
ہو عمر اُس کی یکصد و سی سال سے بڑی

اولاد و آل اسکی رہے شادماں یہاں
قائم رہے سلطنت اُسکی بعز و شان

جب تک قیام دور زمیں آسماں رہے
باقی جہاں میں شاہی کا اسکی نشان رہے

اسکے جو خیر خواہ ہیں اعیانِ سلطنت
دائم وہ خوش رہیں بہ فرمان سلطنت

پائیں سب آئیں اُسکی مرادیں دلی تمام
اہلِ وداد وہ رہیں عالم میں نیکنام

اس مجلسِ سعید میں جو جو ہیں حاضریں
ان سب کا خاتمہ ہو بالخیر بالیقیں

بندہ جو تیرا ایک معلّی ہے پُر گناہ
بخش اُس کو بھی تو اپنی عنایت سے یا الٰہ

مناجاتِ دیگر

یارب بطفیلِ شاہِ لولاک — سلطانِ رسل و سیدِ پاک
صدقے سے رسولِ انس و جاں کے — اور صدقے سے انکی عمرؓ و عثمانؓ کے
اور اُن کے صحابۂ گرامی — سب آل اور اہلِ بیتِ نامی
عالم میں جو اولیائے دیں ہیں — جتنے شہدا و صالحیں ہیں
وہ سب ہیں جو رہنما ہمارے — سردار و پیشوا ہمارے
اور ہمیں شبِ مولدِ نبیؐ سے — اور حرمت و جاہِ ہر ولی سے
اِن سب کے طفیل سے الٰہی — دھو دل کی ہمارے تو سیاہی
محبوب علی شہِ دکن کو (غفرانمکاں علیہ الرحمہ) — اولاد کو اُس کی اور وطن کو
آفات سے دہر کی بچا رکھ — باعزت و جاہ اُسے سدا رکھ
دے عمر دراز اسکو یارب — ہم سایہ میں انکے خوش رہیں سب
قائم رہے تخت و تاج اُس کا — تا حشر رہے یہ راج اُس کا
عالم میں ہو اُس کا سکہ جاری — مقبول تو کر دعا ہماری
دائم رہے اُس پہ فضل تیرا — فکروں کا نہ اُس پہ ہو اندھیرا
تو دل سے اُس کے ملک روشن — اقطاعِ دکن ہو مثلِ گلشن

اولاد اور اس کی آل و احباب
سب شاد رہیں اے ربّ ارباب

سب اس کے برآئیں مقصدِ دل
مطلب ہوں دلی سب اسکو حاصل

ہیں اسکی جو سلطنت کے ارکان
جتنے ہیں سب اسکے خیرخواہاں

تو ان کو بھی شاد رکھ جہاں میں
تابع رہیں اس کے ہر زماں میں

اس شہ کے یہ فیضِ نام نامی
قائم ہے یہ مدرسۂ[۱] نظامی

پہنچا ہے جو عمدگی کے اوپر
ہے اُس کا مدار اُسی کے اوپر

حضرت[۲] جو ہیں مدرسہ کے بانی
دنیا میں نہیں ہے اُن کا ثانی

ہیں اسکے معاونین جتنے
سب تیرے ہیں در کے خاص بندے

جاری رہے فیض ان کا دائم
یارب رہے مدرسہ یہ قائم

فضل اپنا تو اہلِ دیں پہ بھی کر
دائم رہیں تابعِ پیمبر[۳]

خدّام ترے حبیب کے ہیں
محتاج۔ دلی طبیب کے ہیں

عصیاں کے مرض میں ہیں گرفتار
بیماری جرم کے ہیں بیمار

اپنی رحمت کی تو دوا دے
اِس درد سے تو انہیں شفا دے

سب اُن کے گناہ بخش دے تو
کچھ ان سے نہ انتقام لے تو

ہیں تیرے حبیب کے یہ خادم
سب اپنے گناہ پر ہیں نادم

عصیاں پہ نہ اُن کے تو نظر کر
سب اُن کے گناہ درگذر کر

ناکارے غلام بے سہارے
پھرتے ہیں جہاں میں مارے مارے

۱؎ مدرسۂ نظامیہ دکن
۲؎ حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ استاد سلطان دکن

ہے ربِّ غفور نام تیرا
رحمت کرنا ہے کام تیرا

ناکارے بُرے ہیں یا بھلے ہیں
بندوں میں ترے جیسے ہیں

جتنے ہیں یہ حاضرینِ مجلس
واعظ و مقررینِ مجلس

رحم اِن کے تو حال پر ذرا کر
رد ان کی نہ کوئی التجا کر

اور بانیٔ مجلسِ مقدّس
ہم اُن کے غلام جتنے ہیں بس

یہ چند غلام نام کے ہیں
خواہاں ترے لطفِ عام کے ہیں

ان سب کا بخیر خاتمہ ہو
فضل اُن پہ طفیلِ فاطمہ ہو

تو ہی مرا قرض سب ادا کر
تو ہی مرے درد کی دوا کر

پہنچا دے مدینہ کی زمیں پر
ہو جاؤں میں دفن تا وہیں پر

آقا کے جوار کی سیر ہو جائے
انجام مرا بخیر ہو جائے

خالص یہ تری دعا معلّیٰ
ہو رنگِ قبول سے مجلّا
آمین ثم آمین

بالخیر

صحت نامہ ریاضِ معلی حصہ اول و دوم

حصہ	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	حصہ	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
اول اردو	۱	۱	معمہ	معما	اول اردو	۱۳۳	۱۲	کرم	یکرم
؍؍	۲	۵	نزا	فضا	؍؍	۴۹	۱۲	سپے	پپیے
؍؍	[illegible]	۳	علی خلق عظیم	علیٰ خُلُقٍ عظیم	؍؍	۴۹	۱۵	صدا	سدا
؍؍	۶	۵	پھینکا	پھینکی	؍؍	۵۱	۸	میرے	مرے
؍؍	۶	۱۵	شوہر	شہر	؍؍	۵۳	۳	بڑے	بڑھے
؍؍	۹	۵	جھوٹے	بیک	؍؍	۶۸	۱	توٹے	ٹوٹے
؍؍	۹	۷	ہوجانا	ہو جانا	اردو دوم	۱۶	۱۶	ثمہ	ثمہ
؍؍	۱۰	۴	من فزاء الحق	من فزای الحق	؍؍	۲۴	۴	ثمہ	ثمہ
؍؍	۱۱	۱۴	بارا	بارہ	؍؍	۳۲	۱۰	قالوا بلا	قالوا بلیٰ
؍؍	[illegible]	۱۲	دین لے	دین کے	؍؍	۳۸	۱۳	دولت گنج	دولت و گنج
؍؍	[illegible]	۲	لعلی خلق عظیم	لعلیٰ خلق عظیم	؍؍	۵۰	۱۰	رمز المؤمن	رمز المؤمن
؍؍		۳	من فزاء الحق	من فزای الحق				وحب الحلوا	وحب الحلوا
؍؍	[illegible]	۷	لعلی خلق عظیم	لعلیٰ خلق عظیم	؍؍	۵۴	۱۳	ذلہ	زلہ
؍؍	[illegible]	۳	علی خلق عظیم	علیٰ خلق عظیم	؍؍	۵۴	۱۵	زکی۔ زکا۔ فطرت	ذکی۔ ذکا فطنت
؍؍	[illegible]	۱۰	سے	کے	؍؍	۸۱	۱۰	حیدر علیخاں	حیدر حسین خاں

ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

مجموعهٔ کلام فارسی مصنفهٔ حضرت مولنا مولوی حاجی محمد مظفر الدین صدیقی معلی علیه الرحمة
حیدرآبادی سابق مددگار ناظم شعبهٔ خانجات ممالک محروسهٔ سرکار عالی

موسوم به

ریاض معلی

(۱) قصائد نعتیه (۲) ... (۴) مناجات

حصهٔ سوم

مرتبهٔ خاکسار محمد ریاض الدین علی صدیقی ریاض حیدرآبادی
صیغه دار صدارت العالیه سرکار عالی

عماد پریس واقع چهته بازار حیدرآباد

تعداد طبع ۵۰۰

بار اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ازاں زمانہ کہ باشد لوائے بسم اللہ
کلیدِ فتح نباشد سوائے بسم اللہ

زروئے صدق و صفا بر نگینِ دل کندم
ہزار جانِ گرامی فدائے بسم اللہ

ز کاروانِ جہان شش جہات راہزم
رسد بگوش صدائے درائے بسم اللہ

ہزار گونہ فتوحات رانماید رو
بہر چہ کردہ شود ابتدائے بسم اللہ

تو قدر و منزلتِ بسملہ چہ می دانی
براوجِ عرشِ عظیم است جائے بسم اللہ

کشادہ قفلِ درِ روضہ بہشت شود
براہل جرم بمفتاحِ پائے بسم اللہ

ہزار مرحلہ باشد ز شرِ شیطاں دور
رسید ہر کہ بگوشش صدائے بسم اللہ

سقیم صورت و معنی دو جہاں یابد
بہر دو کون شفا از دوائے بسم اللہ

در مدینہ علمِ نبیؐ صداشتر گفت
کہ بار میکنم از شرحہائے بسم اللہ

رسد بکامِ دلِ خویش ہر کہ او آمد
بزیرِ سایہ بالِ ہمائے بسم اللہ

مکن قبول معلیٰ ہنوز ارزان است
دہند اگر دو جہاں در بہائے بسم اللہ

چون هویدا است شانِ حق ز شانِ مصطفیٰ
گشت مسجودِ ملائک آستانِ مصطفیٰ

زین چه افزون گو بیت توصیفِ شانِ مصطفیٰ
شد کلامِ حق هویدا از زبانِ مصطفیٰ

خواست چون خالق ظهورِ عزّ و شانِ مصطفیٰ
کرد اندر لامکان پیدا مکانِ مصطفیٰ

مارمیت هست نازل چون بشانِ مصطفیٰ
منکشف کے گردد اسرارِ نهانِ مصطفیٰ

ذاتِ پاکش را چه خوف از صدمهٔ اعدا و
حضرتِ باری تعالیٰ دائم پاسبانِ مصطفیٰ

بر مقامِ قاب قوسین او چو زد تیرِ مراد
گشت ظاهر زورِ بازوے کمانِ مصطفیٰ

هست محوِ جلوهٔ دیدارِ حق در باغِ خلد
مرغِ روحِ قدسیِ عرش آشیانِ مصطفیٰ

از غمِ هنگامهٔ روزِ جزا محفوظ ماند
هر که آمد در پناهِ ظلِّ امانِ مصطفیٰ

در مقامِ استقامت ذره هم لغزش نیافت
بارها چون کرد خالق امتحانِ مصطفیٰ

عَنْ هَوٰی مَا یَنْطِقُ اِلَّا وَحْیٌ گوش کن
حق تعالیٰ میکند وصفِ بیانِ مصطفیٰ

اے معلّی بهرِ عفوِ جرم و عصیان روزِ حشر
این وسیله بسکه هستم مدح خوانِ مصطفیٰ

بر جهان دارد شرف ایوانِ نشانِ شما
غیرتِ رضوانِ جنت هست دربانِ شما

یا رسول الله شد هر کس ثنا خوانِ شما
شد برو هر دم کشاده خوانِ احسانِ شما

یا نبی الله شد چون شانِ حق شانِ شما
کے بود وصفِ منِ بیچاره شایانِ شما

فخرِ شاهان چون نباشند از گدایانِ شما
هست خلقِ هر دو عالم زیرِ فرمانِ شما

چون نه شق گردد ز اعجازِ شما ماهِ فلک
شد هلالِ عیدِ قربان طاقِ ایوانِ شما

هر دُرِ دریا گهر و ذرّهٔ التاجِ ملک — گر شود در بحر عکسِ حُسنِ دندانِ شما
مدِّ ابرو مدِّ بسم الله خط شد آیتے — هست چون قرآنِ ناطق روئے خندانِ شما
چون نباشد در لبِ جان بخشِ تو بیانِ ما — هست عیسیٰ زمان محتاجِ درمانِ شما
چون نه مر رو و فلک سوئے زمین سجده — هست محرابِ عبادت طاقِ ایوانِ شما
میرسد با اهلِ دین این مژده از فضلِ نبی — هست در باغِ جنان سرسبز بستانِ شما
روزِ محشر دارد این کمتر معلائے حزین — یا رسولِ هاشمی امیدِ فیضانِ شما

بهرِ امدادِ غریبان شاهِ جیلانی بیا — اُمتِ جدِّ تو هست اندر پریشانی بیا
حملهٔ اعدائے دین بر اهلِ دین از حد گذشت — مومنان را کن رها زین آفتِ جانی بیا
مشتعل از هر طرف شد آتشِ شور و فساد — حامیِ دینِ رسولی کن نگهبانی بیا
در ضلالت مسلمین افتاده اند از جهلِ خود — از دلِ شان دور کن وسواسِ شیطانی بیا

مبتلا در جرم و عصیان این معلائے حزین
لطف کن لطف ای شهِ محبوبِ سبحانی بیا

ز جامِ عشق جان مستانه شد مستانه تر بادا — [illegible] دیوانه شد دیوانه تر بادا
چه غم دارم اگر زاهد ازین دامن [illegible] — الٰهی [illegible] ز آبِ چشم [illegible] تر بادا
بنائے خانهٔ دل هم [illegible] بود نا محکم — ز آبِ سیلِ غم ویرانه شد ویرانه تر بادا
بگردِ شمعِ رخسارِ تو [illegible] پروانه [illegible] — [illegible] تو از [illegible] این پروانه تر بادا
اگر از زندگی عشاق را پرهیز می دارند — [illegible] الٰهی [illegible] تر بادا

بخوبی حسن تو شهره است یارب شهره‌تر گردد — بعالم حال من افسانه شد افسانه تر بادا

برای قتل مردان تیغ او مردانگی دارد — بقتل من الهی چابک و مردانه تر بادا

اگر ای زاهد از لذات عالم خواستی آزادی — لب تو از شراب عشق او چاشانه تر بادا

دلم ای ساقیٔ پیمان طلب گشتست پیمانه — مدام از بادهٔ عشق تو این پیمانه تر بادا

اگر تر دامنی ز آب ندامت تازگی خواهد — ز آب دیده ام یارب همه کاشانه تر بادا

بیک جامیکه خسرو مست شد گر آرزو داری
لب تو ای تعلی ز آن می خمخانه تر بادا

ز جام عشق دل مخمور شد مخمور تر بادا — برسوائی اگر مشهور شد مشهور تر بادا

ز رنج عشق جان رنجور شد رنجور تر بادا — دلم از درد او مجبور شد مجبور تر بادا

بتیغ ناز اگر مغرور شد مغرور تر بادا — بقتل من دلش مسرور شد مسرور تر بادا

اگر خسته شد از تیر مژه دل خسته‌تر خواهد — ز زخمش در جگر ناسور شد ناسور تر بادا

همه خوش از وصال او دلم از قرب پرشور است را — ز دوری گردش شاد است جانم دور تر بادا

تعلی ترب حق خواهی بقرب خویشتن جو کن
کسے کو زین سخن دور است یارب دور تر بادا

گره دیهی بزاهدان فرد قیام خویش را — خاص برا اهل جرم کن بخشش عام خویش را

ای مه من بمن نما جای مقام خویش را — بیش تو تابیان کنم حال تمام خویش را

خاص بر آشنا مکن جلوهٔ عام خویش را — هند مساز بر کسے غرغره بام خویش را

قتل شدن ز دستِ نوشیوۂ دوستانِ تست
بر سرِ دشمناں مزن ضربِ حسامِ خویش را

بادہ کشی اگر کنی ہمرہِ دوستانِ خود
ریز بیادِ میکشاں جرعۂ جامِ خویش را

بہرِ سلام منتظر ہست ستادہ ہر کسے
بند بر اہلِ دیں مکن بابِ سلامِ خویش را

مرغ دلم کہ مبتلا ہست بقیدِ زلفِ تو
بہرِ خدا رہا مکن بستۂ دامِ خویش را

ہست ضعیف و ناتواں بندۂ کمترینِ تو
از درِ خاصِ خود مراں بہرِ غلامِ خویش را

⟸ : ازیں شعر جا بیا ہست معلّیٰ باللہ
بہرِ خدا باو نما طرزِ کلامِ خویش را : ⟸

اعلیٰ ترین چہ رتبہ نشانِ محمدؐ است
جاری کلامِ حق بزبانِ محمدؐ است

رمزِ عجیب سرِّ نہانِ محمدؐ است
گویا زبانِ حق بلسانِ محمدؐ است

للحق چو لامکاں زمکانِ محمدؐ است
شانِ خدا بزرگ چہ شانِ محمدؐ است

تحمیدِ حق چو وصفِ نہانِ محمدؐ است
شانِ حق آشکار ز شانِ محمدؐ است

در سینہ دہم اثرِ داغ ہائے عشق
سکّہ زدہ بنام و نشانِ محمدؐ است

تشریحِ ما رمیت و تفسیرِ اذ رمیت
تعریفِ زورِ تیر و کمانِ محمدؐ است

روشن بدل صفائش اولیائے حق
از نورِ ذاتِ فیض رسانِ محمدؐ است

از حکمِ خاص انّا فتحنا لک مطیع
فتح و ظفر بہ تیغ و سنانِ محمدؐ است

رمزِ حدیثِ احمدِ بے میم بالیقیں
ظاہر بیانِ سرِّ نہانِ محمدؐ است

افزودنی اشاعتِ اسلام در جہاں
فیضِ زبانِ صدق بیانِ محمدؐ است

دارد چہ خوف گرمیِ خورشیدِ روزِ حشر
ہر کس کہ زیرِ ظلِّ امانِ محمدؐ است

خورشید خاوری چو گدایانِ مستمند
محتاج یک کلیچہ نانِ محمدؐ است

آن شاہ را چہ حاجتِ ملکِ جہان بود
ملکِ خدائے پاک ازانِ محمدؐ است

جان از بیانِ وصفِ لبش زندہ میشود
آبِ حیات آبِ دہانِ محمدؐ است

دارد چہ خوفِ حشر معلائے کمترین
از جان و دل غلامِ سگانِ محمدؐ است

درو گردِ خلِ ہر چون و چرا نیست
بگو واعظ و جودش ہست یا نیست

کسے واقف ز رازِ مصطفیٰؐ نیست
خدائی میکند لیکن خدا نیست

نمایان کثرتِ ما و شما نیست
کسے دیگر بجز ذاتِ خدا نیست

محمدؐ را خدا گفتن روا نیست
ولیکن از خدا ہرگز جدا نیست

وجودِ ہستیٔ موہومِ عالم
بغیر وحدتِ کثرت نما نیست

بجز حسنِ رخِ او در دو عالم
بچشمِ من کسے جلوہ نما نیست

چو شانش بفضل اللہ ماشاء ہست
کسے را طاقتِ چون و چرا نیست

عجب این ست صدہا میکند قتل
سلاح او بجز ناز و ادا نیست

نیابد منزلِ مقصود ہرگز
کسے کو طالبِ راہِ خدا نیست

علاجِ من چہ سازید اے طبیبان
دوائے دردِ دل نزدِ شما نیست

شدن ہم رتبۂ او نیست ممکن
کسے ختمِ رسل در انبیا نیست

مکن فکرِ علاجم اے مسیحا
مریضِ عشق محتاجِ دوا نیست

برایں عمرِ دو روزہ چند نازیم
قیامِ ہستیٔ دارِ فنا نیست

چہ بندی دل دریں گلزارِ عالم
کہ در وے نشّہ ہم بوئے وفا نیست

گرا گویم تمنائے دلِ خویش
کہ جز ذاتش کسے حاجت روا نیست

ہمہ ذرّہ بدنِ دلہائے عشاق
بجز جالاکیٔ دزدِ حنا نیست

دلیلِ منزلِ سیمیں تناں ہست
کہ از اکسیرِ خاکِ نقشِ پا نیست

بسوئے خویشتن کہ راکشیدن
بجز تاثیرِ جذبِ کہربا نیست

رسیدن در قیامِ منزلِ وے
بغیر جذبِ عشقِ دلربا نیست

براہِ حق بس است ایں شوقِ کامل
دریں رہ احتیاج رہنما نیست

چرا بر ہستیٔ موہوم نازیم
ثباتِ ما برنگِ نقشِ پا نیست

پئے عجز آفریدا و بندگاں را
کہ او زیبائے شانِ کبریا نیست

بدربارِ جلالت شانِ قہرش
کسے را تابِ عرضِ مدّعا نیست

جبینِ جلوۂ ذاتِ قدیمش
ثباتِ ہستیٔ موہوم ما نیست

مقیمِ سایۂ دیوارِ او را
معلّی حاجتِ ظلِّ ہما نیست

چو نورِ حسنِ احمد در خیال است
بچشمِ من ہمہ عالم مثال است

اگرچہ ناخنِ پایش ہلال است
بہ رونق بہ تر از بدرِ کمال است

تنِ پاکش کہ نورِ لایزال است
سہی سروِ ریاضِ ہم مثال است

بود هر یک کمالی راز والی | جمال یار حسن لایزال است
لب او هست مهر حق تعالی | نگاه تیز قهر ذوالجلال است
چو شانش آیت لولاک باشد | تجلی شانش چو شان ذوالجلال است
همه عالم بگنجد در مثالی | تن بی سایه او بی مثال است
برا او زیباست چون وصف الهی | ز کنه وصف او گفتن محال است
برون آمد احد از پرده میم | جمال احمدی حسن جلال است
بود حکم نبی حکم الهی | کلامش قول حق بی قیل و قال است
ز کلک دو زبان تکرار وصفش | محال است محال است محال است

شکر آن شکرلبی معلی
زبانم طوطی شکر مقال است

دل چرا در جستجوی اغنیا افتاده است | احتیاج کار ما هر دم با خدا افتاده است
دور تر از صرصر رنج و بلا افتاده است | هر که در گلزار تسلیم و رضا افتاده است
فکر اسباب جهان هر دم ترا افتاده است | کار من ای حضرت دل با خدا افتاده است
نرم کن در ره عنان اسپ ای شهسوار | نقش سایه وش من زیر پا افتاده است
در وجود او چه لاف آشنائی بزنیم | هستی من چون حباب اندر فنا افتاده است
در تلاطم‌های موج زلف از روز الست | کشتی عمرم به گرداب بلا افتاده است
نیست جز دیدار او بیمار الفت را علاج | این طبیبان را چرا فکر دوا افتاده است

هست اکسیر محبت خاکِ کوی سیم تن — بوالفضولانه به فکرِ کیمیا افتاده است
در رهِ عشقش نهادا از سهل انگاری قدم — دل نمی داند که در مشکل چها افتاده است
هر زمان در کوی قاتل رقصِ بسمل میشود — من نمی دانم دلِ مضطر کجا افتاده است
در خیالِ خود مخل دانیم دخلِ غیر را — این سبب صدها خلل در کارها افتاده است
زاهدان راهست بر حسنِ عبادت اتکا — مذهبِ عشاق زین مشرب جدا افتاده است
غم مخور نادان بحالِ افتقار خویشتن — جود را خود احتیاج با گدا افتاده است
از ریاضت میشود دل را میسر قوتِ روح — دانه را منت بسنگِ آسیا افتاده است
در نمی آید بفهم اسرارِ جبر و اختیار — اندرین ره هر بشر بی دست و پا افتاده است
در علو همت بلندی در سفاهت پستی است — آسمان بر سر زمین در زیرِ پا افتاده است
از طنابِ رشتهٔ تدبیر کے یابد خلاص — هر که او در قعرِ چاه ابتلا افتاده است
می رساند روزی ما بی طلب روزی رسان — دانه از خود در دهانِ آسیا افتاده است
هست عرشِ او قلوب المومنین زاهد چرا — در پئے این آیتِ عرش استوا افتاده است
در وجود وحدتِ او غیر از خلق کجا است — دل چرا در وهمِ این ما و شما افتاده است
سهل انگاری مکن اے دل براهِ عشقِ دوست — مشکل بے انتها در ابتدا افتاده است
کے تواند غیرِ حق کردن بما جور و ستم — چرخ در گردش بخوفِ از دعا افتاده است
با خیالِ معشوق نردِ عشق می بازیم — شهرتِ حسنش که در ارض و سما افتاده است
در شناسائی ذاتِ او چه لاف اے دل — در مقامِ حیرت آخر عقل ها افتاده است

اہل جنت را بگو حال معلی اے صبا
زیر دیوار شہید کربلا افتادہ است

منم کہ چرخ مشبک ز تیر آہ منست
خم فلک ز گران باری گناہ منست

ز کوہ کوہ گناہان خودنیم محزون
محمد عربی بس کہ عذر خواہ منست

طواف کعبہ و مسجد چہ حاجت است مرا
کہ طاق ابروے دلدار قبلہ گاہ منست

زمانہ سنگ بلا بر سرم اگر بارد
چہ باک فضل خدائے مرا پناہ منست

ز شہر جانب صحرا نمیروم تنہا
جنون و حسرت و ارمان رفیق راہ منست

رقیب گفت معلی ترا چہ دید برش
یکے ز حلقہ بگوشان رشک ماہ منست

آں نقطہ کہ بر لبش ز خال است
بسم اللہ سورۂ جمال است

از غمزہ بکشش کہ کشتن ما
در مذہب دوستی حلال است

کاہیدہ تنم شد از غم او
انگشت نما چرا ہلال است

تقدیم شہاب پیش آہنگ
بر مہر زریں نہ از کمال است

از آں لب شکرینش امشب
یک بوسہ غم گسل سوال است

ایں خال کہ ہست بر بنا گوشش
از بہر صلائے ما بلال است

گر صاف شود دل از کدورت
آئینہ صورت و جمال است

امشب کہ نیامد او معلی
بے یار بگو ترا چہ حال است

سرکشی و عده‌خلافی شیوهٔ یارِ منست
جان نثاری و وفاداری ولا کارِ منست

گریه کردن سوختن آئینِ من باشد چو شمع
خنده کردن همچو گل مخصوصِ دلدارِ منست

کے نباشد بزمِ من روشن ز نورِ عارضش
آهِ من چون روی او شمعِ شبِ تارِ منست

در جهان هرگز نخواهد دید روی انبساط
هر که بیوجه و سبب در فکرِ آزارِ منست

بر خلافِ غیر مشقِ آدمیت کرده‌ام
شاهدِ دعوائے من دستار و رفتارِ منست

از دل و جان من زیانِ خوشتن دارم قبول
سود و بهبودِ عزیزان گر در اضرارِ منست

طوطی از آئینهٔ وضعِ من آمد در سخن
دید چون کردارِ من بر حسبِ گفتارِ منست

اے مصفی شکوهٔ من نیست از بیدادِ غیر
آنکه دل بُرد از برِ من یارِ عیارِ منست

عمر چون رنگِ حنا بی گلعذار از دست رفت
بے تماشائے گلِ رویش بهار از دست رفت

کوهکن را تا رسد دامن کشان شیرین بسیر
تیشهٔ ایام بر سر خورد و کار از دست رفت

بشنو و فردا مبند از خانهٔ آتش فرادها
هر کرا امروز دامانِ نگار از دست رفت

بسکه افتادم چو اشک از چشمِ شوخِ یارِ خویش
در میانِ خلق نقدِ اعتبار از دست رفت

اے صبا از یوسفِ من بوی پیراهن بیار
بسکه چون یعقوب چشمِ انتظار از دست رفت

یکدمے از چشمِ من خود را نهانی بار کن
بسته‌ام سر رشتهٔ صبر و قرار از دست رفت

اے مصفی از شمارِ روز و شب فارغ شدم
تا عنانِ اختیارِ لیل و نهار از دست رفت

یار وحشت زده در خانهٔ ما آمد و رفت
فکرها در دلِ دیوانهٔ ما آمد و رفت

رفت رنگِ گل و بلبل بصد آئین نالید
در چمن زار چو جانانهٔ ما آمد و رفت

هوشمندان همه بیهوش و خرد گردیدند
هر کجا نالهٔ مستانهٔ ما آمد و رفت

برد گنجینهٔ دل یار و خجل ما گشتیم
سیل خالی چو بویرانهٔ ما آمد و رفت

با صد انداز شب آن یار بغمخواریِ ما
چون هوس در دلِ دیوانهٔ ما آمد و رفت

بیش از پیش نشد زخمیِ سنگِ اطفال
باز در شهر که دیوانهٔ ما آمد و رفت

می برد راه معلی به کنوزِ معنی
هر که چون سیل بویرانهٔ ما آمد و رفت

ای خوشا دیده که دیدارِ تو دیدن دانست
خوشتر آن گوش که سرِّ تو شنیدن دانست

روی تو هر که بهر آئینه دیدن دانست
گل نظارهٔ انوارِ تو چیدن دانست

سرِ تهِ خنجرِ تسلیم نهادن ادب است
بسمل آن نیست که هر لحظه طپیدن دانست

یافت از چشمهٔ جان ذوقِ حیاتِ ابدی
هر که او ذائقهٔ موت چشیدن دانست

مسکنِ طائرِ قدس است بشاخ سدره
مرغ آن نیست که تا بام پریدن دانست

بی نیاز از همه حاجات و تمنا گردید
بارِ نازِ تو هر آنکس که کشیدن دانست

همرهِ شاه سوارانِ فضای قدس است
در رهِ شوق تو هر کس که دویدن دانست

رم خود را بکشد تا حدِ صحرای ارم
وحشی آن نیست که از سایه رمیدن دانست

رخصتِ هوش ربائی مشامِ جان داد
بوی گیسوی تو هر کس که شمیدن دانست

عزمم [illegible] کند اے یوسفِ مصرِ دلہا — دستِ خود را چو زناں ہر کہ بریدن دانست

خرمنِ ہستیِ خود ز آتشِ غم پاک بسوخت — ہر کہ او صورتِ سیماب طپیدن دانست

می رساند بہ معلیٰ اثرِ نکہتِ زلف
از سرِ کوئے تو بادے کہ وزیدن دانست

دلبرا رو آ کہ جائے تو بجز ایں خانہ نیست — در دلم جز یادِ تو دیگر کسے بیگانہ نیست

[illegible] مقام و منزلِ جانانہ نیست — شاذ و نادر باشد آں گنجے کہ در ویرانہ نیست

[illegible] قطرہ حالِ رندانِ مست — محتسب را دخل ہرگز در حدِ میخانہ نیست

[illegible] شرابِ وحدت بزم آمد — حالتِ لیلیٰ و مجنوں ہم بجز افسانہ نیست

[illegible] اسبابِ باطن از غذائے معنوی ست — مرغِ روحِ عارفاں محتاجِ آب و دانہ نیست

ہر کجا [illegible] آید بہ پیشِ ما رخت — منحصر حسنِ تو اندر کعبہ و بتخانہ نیست

ذوقِ مستیِ معلیٰ تو چہ دانی زاہدا
جانبِ مسجد برو جائے تو در میخانہ نیست

[illegible] چہ حاجت [illegible] است — بس ایں دلیل کہ ہر بندہ را خداوند است

[illegible] آرزو مند است — گدائے گوشہ نشیں در گلیم خورسند است

[illegible] ز گردشِ ہر — ازیں زمانہ کہ ہر بے ہنر ہنرمند است

[illegible] و فریاد و آہ و شور و بکا — برائے یک دلِ زارم مصیبتِ چند است

[illegible] جائے بہ پہلوئے یار شد حاصل

کنوں مزاجِ معلّی بحال و خورسند است

بجز درِ تو ندارم درِ دگر یا غوث — بحالِ زارِ منِ خستہ یک نظر یا غوث
دلم ز حالِ جہاں ہست بے خبر یا غوث — کہ ہست وردِ زبان شام و ہر سحر یا غوث
ز نورِ فیضِ تو شد جانِ عاشقاں روشن — فدائے خاکِ قدومت دل و جگر یا غوث
بغیرِ نامِ تو حُسنِ عمل ندارم ہیچ — نہ زر و خویش نہ زادِ رہِ سفر یا غوث
ز فیضِ بخششِ تو مشکلم شود ہمہ حل — کنی بحالِ غریبم اگر نظر یا غوث
ز فرطِ شوق ملک حور میزند بوسہ — بر آید از لب و دندانِ من اگر یا غوث
بکن مدد کہ سلامت بماند ایمانم — کہ ہست نفسِ شقی درپئے ضرر یا غوث
گناہگارم اگرچہ ولے غلامِ توام — بچشمِ لطف خفی سوئے من نگر یا غوث
نہ بے نصیب شود از درِ اجابت حق — بدہ دعائے منِ خستہ را اثر یا غوث
کریم ابنِ کریمی مبیں گناہِ مرا — بکن ز فضل بہ من تو درگزر یا غوث

ببخش جرمِ معلّی گدائے درگہِ تو
طفیلِ شاہِ رسل سیّد البشر یا غوث

نیست امشب یاورے بر الغیاث — ہست خاطر بس مکدّر الغیاث
ہر کرا دیدم بکیں آغشتہ است — نیست بے کیں صاف چوں الغیاث
در شبستانِ غمش دارم چو شمع — جانِ سوزاں دیدۂ تر الغیاث
جوش زد دریائے ہجر از سکوں — کشتیِ دل باخت لنگر الغیاث

این دل ما کرد آشفته چو زلف
انقلاب چرخ اخضر الغیاث
دستگیرے نیست ما را اے توکس
فیض گستر ذرّه پرور الغیاث

بسکه از یاراں معلّی یافت رنج
روز و شب گوید مکرّر الغیاث

چو شمع سوخت دلم امشب بزم یار عبث
سرشک گرم فرو ریخت چشم زار عبث
کشاده چشم چو نرگس بانتظار وصال
نشسته ایم زعمرے بجوئے یار عبث
زسوز آتش نامهربانئ جاناں
دل حزیں شده همرنگ لاله زار عبث
چو اشک از نظر افتاده بت خوشیم
خیال مهر رخش کرده بیقرار عبث
نه گل رخی و نه ساقی نه باده و مطرب
چه مانده ایم بصد غم درین بهار عبث

بزیر خاک معلّی شوند هم نفساں
نشسته تو چه در خانه سوگوار عبث

روئے جانانه من نیست بزیور محتاج
نیست چوں ماه بآرائش دیگر محتاج
بسکه سوداز ده ام کاکل من چتر منست
همچو خورشید سرم نیست بافسر محتاج
نشود خانۀ عاشق بچراغاں روشن
هست از بس بفروغ رخ دلبر محتاج
خواهۀ آخرت از مزرع دنیا برگیر
هر که آمد بجهاں هست به محشر محتاج
همه اشیا بعن ده زر عالم یارب
هر کجا هست لصراف بود زر محتاج
سیر دهم از پئے جاناں چه قدرها بنیاب
نبود پهلوئے سیماب به بستر محتاج

ما فقیریم معلی بت ما عالیجاه
میشود ذره بخورشید منور محتاج

فرش مخمل چون نباشد خواب باید در رواج
بیتو در سوز و گدازم شمع سان شام و صباح

از مژه خنجر زابرو تیغ دارد یار من
نیست ظالم از پئ قتلم بمیدان صلاح

من نمی گویم که خون من مریز ای نازنین
خاطرت در هر چه باشد هست آن عین صلاح

شد دل دیوانه ام پابند موی زلف تو
نیستش از قید آن زنجیر تا محشر فلاح

در گلستان جهان چون غنچه تصویر دل
از نسیم صبح راحت رو ندید از انفتاح

ای معلی یار آمد زود ساقی را بگو
پنبه بردارد ز مینا پر کند ساغر ز راح

گشت ما را در فراقت ای شکر لب کام تلخ
همچو حنظل شد مرا شیرینی آرام تلخ

میکند در بزم جانان زهر خند حاسدان
خواب نوشین مرا از چشم صبح و شام تلخ

ای خوشا بیمار را امید صحت رو نمود
نوش داروئی لب او باشد از دشنام تلخ

ای معلی ساختم با نوش و نیش روزگار
میخورم افیون اگرچه هست چون بادام تلخ

صلی الله علیه وسلم

دو عالم روشن از روی محمد
رود بها تازه از خوی محمد

شب وعده لبان مشک اذفر
تجلی بار زلف گیسوی محمد

ببازار فروش آید دو عالم
تجلی از ... موی محمد

بود امروز ہر کس پیرو شرع
شود سیراب از جوئے محمد

ملائک ور گنہگاراں چو پیچیند
رسانم خویش را سوئے محمد

بہ نفخ صور برخیزم کے از قبر
شوم زندہ من از بوئے محمد

رہائی یابم از پاداش عصیاں
زیک ایمائے ابروئے محمد

کنند از کشاکش در حشر ما را
گر نہ رم من بہ پہلوئے محمد

معلیٰ افتخارت ایں قدر بس
کہ گویندت سگ کوئے محمد

شکر للہ از ازل بس کامگارم ساختند
از مئے حسن بتاں گلگوں عذارم ساختند

من بصد اراں پئے دیدار دام آرزو
بسکہ خوباں از تغافل دلفگارم ساختند

چوں شہید خنجر تسلیم گشتم دوستاں
تخت خونین جگر لوح مزارم ساختند

بسکہ پاشیدند از ہجراں نمک بر زخم دل
ہمچو شمع بزم جاناں اشکبارم ساختند

اے معلیٰ در جہاں ہر در د واندوہ کہ بود
جملہ را نادر و منداں ربکارم ساختند

بغیر ذکر حق آبادیٔ دلہا نمی گردد
مکاں چوں از مکیں خالی شود ویرانہ می گردد

شود کی چوں از جماعت دور آفتی در مصیبتہا
فتد در آسیا از ہم جدا چوں دانہ می گردد

طلب کن از قلوب منکسر گر نور حق خواہی
کہ حاصل از تجسس گنج در ویرانہ می گردد

ہوئے عدہ رد منزلت خواہی بکن افسانہ سر خود
ز لب رازے کہ شد بیروں بخلق افسانہ می گردد

مطیع تو شود مخلوق کن روشن دلی حاصل — چو روشن شمع شد از دل فدا پروانه میگردد
هر امر اهل عالم منحصر بر حکم حق باشد — خلاف حکم او حکمی که شد امضا نه میگردد

اگر شان علو خواهی معلّی خاکساری کن
شجر گردد ـ نهان زیر زمین چون دانه می گردد

عشق اگر فرمانروای ملک جان من شود — آشکارا این همه راز نهان من شود
در خریداری تو هرگز ندارم جان عزیز — بر سر بازار هم گر امتحان من شود
قافله سالار شو ای همت مردان راه — راهی ملک عدم چون کاروان من شود
با همه عصیان بر آید وقت آخر کار من — نام تو آن دم اگر ورد زبان من شود
آن مه برج رسالت گر شود مهمان من — مهر گردون هم فدای آستان من شود
تا در درگاه شاه دین رسانیدی مرا — شکر تو یا رب ادا کی از زبان من شود
سر نه پیچم گر ز حکم واجب التعمیل او — ای معلّی جملگی عالم از آن من شود

چو یاد تو بدلم بار بار می آید — بباغ سینه محزون بهار می آید
صبا گرفته چو پیغام یار می آید — برون ز سینه دل بیقرار می آید
امید وصل صنم چون همی کند دل من — خیال زندگی مستعار می آید
پی نثار رخ او ز حق چو می طلبم — بدست گنج زر بی شمار می آید

شود خودی معلّی ز قلب و بیرون
چو یاد روی تو لیل و نهار می آید

چو طاقِ ابروئے تو سجدہ گاہِ من باشد ‏ ‏ ‏ بہ از ہزار نماز ایں گناہِ من باشد
بلند بخت اگر خضرِ راہِ من باشد ‏ ‏ ‏ قیامِ من بگذرگاہِ ماہِ من باشد
بسوئے ہر کہ شود ہیچ دلم مائل ‏ ‏ ‏ دوامِ روئے تو پیشِ نگاہِ من باشد
زیادِ من نرود ذکرِ نامِ نامیِ تو ‏ ‏ ‏ ہمیں وظیفۂ شام و پگاہِ من باشد
شود بنامِ تو روحم جدا ز جسمِ کثیف ‏ ‏ ‏ خدائے پاک در آندم گواہِ من باشد

رخش چو جلوہ فگن بے نقاب می گردد ‏ ‏ ‏ نہاں ز شرم بابر آفتاب می گردد
چو ذکرِ وصفِ رسالتمآب می گردد ‏ ‏ ‏ نزولِ رحمتِ حق بیحساب می گردد
کسیکہ نفع نیابد ز فیضِ صحبتِ پیر ‏ ‏ ‏ چو تشنہ ایست کہ اطرافِ آب می گردد
ز خلقِ ظاہرِ اہلِ دول امید مدار ‏ ‏ ‏ کہ تشنہ سیر نہ ز آبے آب می گردد
مشو بعید ز انوارِ مرشدِ کامل ‏ ‏ ‏ کہ ذرّہ از دمِ او آفتاب می گردد
ز اشکِ دیدہ بکن انطفائے نارِ سقر ‏ ‏ ‏ کہ سرد آتشِ سوزاں ز آب می گردد
مشو ز جہل گرفتارِ دامِ نفسِ شقی ‏ ‏ ‏ کسیکہ گشت مطیعش خراب می گردد
نزولِ رحمتِ حق میشود براہلِ نیاز ‏ ‏ ‏ بسوئے پست رواں موجِ آب می گردد
چو رحمِ او طلبی اختیار کن زاری ‏ ‏ ‏ ز گریہ حاملِ رحمت سحاب می گردد
گزیں طریقِ تواضع کہ دل شود روشن ‏ ‏ ‏ ز نورِ فیضِ قمر فیضیاب می گردد
[illegible] ورزی نمی رسد بمراد ‏ ‏ ‏ کسیکہ موردِ رنج و عتاب می گردد

ز آستانهٔ شاهِ رسل مرو بیرون	کسیکه دور از و شد خراب می گردد

زگفت و گوی او لب از قیل و قال مبند
غنیم اگرچه معلّی کتاب می گردد

بکثرت گناہان زمن دیده شد	دلِ یار ازین وجه رنجیده شد
ز زلفت سراسیمه گشته جهاں	بهر تارِ موئے تو پیچیده شد
جمالت بمیزانِ ادراکِ عقل	نگنجید چوں نیک سنجیده شد
نیاورد چوں تابِ دیدارِ تو	نگه مثلِ لمعات ژولیده شد
چگونه تواں دید حسن رخت	چو حیرت زده مردم دیده شد
شده مست از فرطِ شادی کلیم	چو آوازِ خاص تو بشنیده شد
شده چشم پاک در خش آفتاب	گلِ حسن روئی تو چوں چیده شد
ز هر شئے شده رنگِ وحدت نمود	نگه چوں ز اغیار دزدیده شد
بکن چاک تا جامهٔ نو رسد	لباسِ تنِ تو که بوسیده شد
شده جانِ من یادِ ساقی ز تو	مئے جامِ توحید نوشیده شد
چه سازم علاج از پئے عفو جرم	که سر بر قدم نیز مالیده شد
بمن گفت شو دور اے بے ادب	بخاک درش سر چو سائیده شد

معلّی بکن سجدهٔ شکر ادا
گناہانِ تو جمله بخشیده شد

گر گزارم بہ کوئے یار اُفتد — حاسداں را بجاں شرار افتد
بچمن جلوه گر کند یارم — برق در خرمنِ بہار افتد
یکدمے در جہاں نیاسودم — خاک بر فرقِ روزگار افتد
میکند کارِ سرمہ در چشم — از سوادِ خطش غبار افتد
می شود بحر در فراقِ او — ہر سرشکے ز چشمِ زار افتد
مہرۂ چشمِ یار را دارم — زلفِ او در پیم چو مار افتد
بہواے آئینہ عذار دلم — ہمچو سیماب بیقرار افتد
یادِ زلف که در دلم بگذشت — ہر زمانم گره بکار افتد

اے معلّیٰ مراز شوقِ رخش
چاک در سینہ چوں انار افتد

مرا تا آں صنم در بر نباشد — ببالینِ تسلّی سر نباشد
شود نازل بلاے آسمانی — اگر در قوم پیغمبر نباشد
شہ عادل اگر باشد در اقلیم — نظامِ دنیوی ابتر نباشد
درِ جنت نه گردد باز بر او — اگر لطفِ علیؑ رہبر نباشد
کجا او راز دوزخ رستگاریست — غلامِ بندۂ قنبر نباشد
نیامد از ہنر در کار امداد — ہر آنکس را بلند اختر نباشد

شہِ کاشانۂ خویشم معلّیٰ

چه شد بر سر اگر افسر نه باشد

شاهِ خوباں جریده می آید
از رقیباں رمیده می آید

محوِ حسنِ خود است دلبرِ من
رو در آئینه دیده می آید

غنچه از شوقِ دیدنِ رویش
جامه بر خود دریده می آید

بے گنه دلربائے قتلم
تیغِ ابرو کشیده می آید

چوں بپایاں رسد شبِ محنت
صبحِ راحت دمیده می آید

ز دلم خوں و از رهِ دیده
قطره قطره چکیده می آید

چوں معلّی گریست شیریں کام
او لبش را مکیده می آید

اے پریرویاں مرا از عشق خود مجنوں کنید
پس بسنگِ کودکاں از شهرِ خود بیروں کنید

گر بظاهر نیست حاصل دولتِ دیدارِ او
همچو من در دل خیالِ آں قدِ موزوں کنید

سینه دارم ز زخمِ تیغ ابرو چاک چاک
مه رخاں از حسنِ خود بر وے نمک افزوں کنید

از سمومِ دردِ هجراں خاطرم افسرده است
از شرابِ وصل آخر چهره گلگوں کنید

میخورم خونِ جگر از دستِ ساقیِ زماں
از برائم جائے مے پیمانه پُر از خوں کنید

اے بود مضمونِ فریادِ معلّی کو بکو
اے پریرویاں مرا از عشقِ خود مجنوں کنید

تا گردشِ پیالهٔ چشمت تمام شد
در دیده خوابِ خسته دلاں را حرام شد

عشقت نمود بسکه چو نالِ قلم ضعیف — چون نقشِ پا بکوئی تو مارا مقام شد
گردید بیخبر ز خود آنکس که چون کلیم — در طورِ قرب با تو دمے هم کلام شد
از بهرِ صیدِ مرغِ دلِ عاشقِ حزین — خالِ تو دانه و خمِ زلفِ تو دام شد
کم طالعی نگر ز برم رفت ناگهان — وحشی نهادِ من که پس از عمر رام شد
بنید کسے در آئینۂ دل جمالِ دوست — چون من ز دوش زنگ زدائی ظلام شد

از پیشِ چشم رفت معلی گهے که یار
از نفخ صور شورِ قیامت قیام شد

یار چون گل شگفته می آید — همچو دُرِّ نسفته می آید
از حیا دلربا به محفلِ ما — روئے خود را نهفته می آید
خشمگین قولِ مدعی دلبر — در حقِ من شنفته می آید
اے پریرو بیا در آغوشم — گر بشانِ تو جفته می آید
کن بلیلی خبر که مجنونت — از قره راه رفته می آید
از عدم هرچه در وجود آمد — الله الله گفته می آید

اے معلی کجا شود بیدار
بختِ آنکس که خفته می آید

بهر هم شبی که چون گل بهار خواهی آمد — ز خرام ناز و غمزه بوقار خواهی آمد
بجند ز شوقِ رویت بتنم روان در آید — تو شبے که شمع برکف بمزار خواهی آمد

بدلِ رقیب حاسد فتد آتشے ز حسرت
اثری ز رنگِ گلزار نبود بروا اگر تو
چو حنا حیات رنگی ز نقاب خود ندارد
ز شراب حسنِ مستی کہ نمکینی تو یا دم

بہر از ناز چوں تو بہ کنار خواہی آمد
بچمن چو کبک روزی بگذار خواہی آمد
تو بگو مرا کہ کئے در دلِ زار خواہی آمد
چو میت رسد بپایاں بخمار خواہی آمد

مہِ من بیا معلّیٰ رمقی ہنوز دارد
پس ازیں اگر بیائی بچہ کار خواہی آمد

چوں مسیحا ایں بتاں از جلوہ جانے میدہند
کشتگانِ خنجرِ مژگانِ خود را از خرام
از برِ نخل حلاوت بارِ قد نازنیں
نقطۂ موہوم نقاشاں گزارند از دہن
بہر صید مرغ دل عشاق در دست بتاں
بست دلِ را ہر کہ با موی میان او چو شمع
می کنند از ترشی منت کم آخر خونِ تن

در خم گیسوئی خود دل را مکانے میدہند
بے تکلف جانِ دیگر ہر زمانے میدہند
عاشقاں را لذتِ تازہ ہر آنے میدہند
عاشقِ دیوانہ را ہر گہ نشانے میدہند
تیر از مژگاں و از ابرو کمانے میدہند
سینۂ سوزاں و چشم خوں چکانے میدہند
ہر کہ را ایں ناکساں یک آب نانے میدہند

از کلامت اے معلّیٰ شہد می بارد مگر
شاہد انت از دہان خویش شانے میدہند

ماہ را کردند حل و روئے جاناں ساختند
سالہا خوردند خونِ دل مہ و خورشید تا

خاطرم را نیچہ زلفِ پریشاں ساختند
از لبِ رنگینِ او لعلِ بدخشاں ساختند

۲۶

چار عنصر در دهانِ غنچه مانند نگار — صاف مروارید را گر دند و دندان ساختند

این حکیمان اے معلی از کجا آرم بدست
چارهٔ دردِ مرا از رمانِ پستان ساختند

چون گرفتارِ بلائے زلفِ یارم کرده اند — از کمندِ قیدِ ہستی رستگارم کرده اند

کارسازا اینکه در عالم شمارم کرده اند — مبتلائے ہستیِ ناپائدارم کرده اند

مائلِ نظارهٔ نقش و نگارم کرده اند — بے نصیب از جلوهٔ دیدارِ یارم کرده اند

عاشقِ چشم و رخ و گیسوئے یارم کرده اند — مبتلائے گردشِ لیل و نهارم کرده اند

پا براوجِ عیسیٰ از خاکساری میزنم — بر سر بر ملکِ ہستی شہریارم کرده اند

کے توانم دست و پا در موجِ طوفانها زنم — غرق در دریائے ناپیداکنارم کرده اند

سیرِ باغِ داغهائے سینهٔ خود میکنم — اندرین فصلِ خزان محوِ بهارم کرده اند

طوقِ مختاری به گردن پائی در زنجیرِ جبر — قیدیِ زندانِ جبر و اختیارم کرده اند

در حضیضِ خاکساری مینوازم کوسِ فخر — نقشِ پائی رهروانِ کوئی یارم کرده اند

می شتابم جانبِ جولانگهِ ملکِ عدم — بر سمندِ تیزِ عمر اے دل سوارم کرده اند

سرمهٔ کافورِ دیدارِ تو دارم آرزو — بسکه خوبان از تغافل دلفگارم کرده اند

خوبرو یا بسکه بر زخمم نمک پاشیده اند — ہمچو شمعِ بزمِ جانان اشکبارم کرده اند

اے معلی در جہان ہر درد و اندوہیکه بود
جمله را نا دردمندان روبکارم کرده اند

کارِ عالم همه بر حکمِ قضا می باشد
ای خوشا بنده که راضی برضا می باشد

یار هرچند که مائل به جفا می باشد
شکوه کردن نه مگر شیوهٔ ما می باشد

هر طرف پیشِ نظر روئے خدا می باشد
قصد هر سو که کنم سجدهٔ ما می باشد

اے مسیحا مکن از بهر دلم فکرِ دوا
این نه دردیست که محتاجِ دوا می باشد

هست خواهانِ رهائی ز سرِ زلفِ بتان
دل که دلبستهٔ زنجیرِ بلا می باشد

بر امیدِ کرم و لطفِ تو اے ربِّ غفور
نفسِ من مرتکبِ جرم و خطا می باشد

رزقِ ما هست چو بر ذمۂ رزّاقِ کریم
بهر روزی بدلم فکر چرا می باشد

حکمِ خلّاق که جاریست کسے را نه درو
طاقتِ دم زدن و چون و چرا می باشد

بر غریبان مکن از بهر خدا جور و جفا
که نه این شیوهٔ اربابِ وفا می باشد

چشمِ بیمارِ تو اے نورِ نظر رشکِ مسیح
بهر دردِ دلِ عشاق دوا می باشد

خواهشِ جنت و انکارِ ز دوزخ چه کنم
من ندانم که چه منظورِ خدا می باشد

اے معلّی که دلم هست تهِ خاک طپان
اثرِ شوخئ نقشِ کفِ پا می باشد

نیست بے تو نعمتِ عمرِ ابد جانا لذیذ
زندگانی خضر را باشد کجا تنها لذیذ

بلبلانِ خسته جان را بے گلِ رخسارِ تو
نیست سیرِ گلشنِ دنیا و ما فیها لذیذ

رستگار است آنکه دارد کامِ خود را از پرهیز
عدل و احسان و سوم ایتای ذی القربیٰ لذیذ

تلخ کامی از فراقت اے شهِ خوبان مکن
از گلِ رخسار و قندِ لب و دهانِ ما لذیذ

از جگر دارم کباب از خونِ دل دارم شراب
آرزوئے بوسہ دارم کے بگیرم از لبت

نیست صحبت بے کباب و قلقلِ مینا لذیذ
از لبِ شیرینِ خود کن کامِ جانم را لذیذ

اے معلّی مختلط با جاہلاں ہرگز مشو
مردِ عاقل را نباشد صحبت آنہا لذیذ

صلی اللہ علیہ وسلم

ایکہ از نورِ تو جانِ انس و جاں شد جلوہ گر
ظلمتِ کفر و نفاق از دورِ عالم گشت دور

از ضیائے فیضِ تو کون و مکاں شد جلوہ گر
از ظہورِ تو زمین و آسماں شد جلوہ گر

پرتوِ خود ذات تو چوں اندریں عالم فگند
ذاتِ پاکِ تو شبِ معراج چوں جلوہ فگند

از تنِ گنجِ عدم گنجِ نہاں شد جلوہ گر
از درِ بیت الحرم تا لامکاں شد جلوہ گر

از ضیائے نورِ رخسار و رخِ زیبائے تو
از عرب چوں نورِ دینِ تو رسیدہ تا عجم

ہر گل و برگِ درختانِ جہاں شد جلوہ گر
از فیوضِ او زمینِ این و آں شد جلوہ گر

ہست چوں نورِ خدا در ذاتِ پاکِ تو نہاں
بوئے پیراہانِ تو در دل بصیرت ہا فزود

از بیانِ وصفِ پاکِ تو زباں شد جلوہ گر
ہمچو چشمِ پیرِ کنعاں چشمِ جاں شد جلوہ گر

پرتوِ اجلال چوں افگند فیضِ عامِ تو
چوں صبا آورد بوئے حُسنِ تو اندر جہاں

از فیوضِ ہر دل پیر و جواں شد جلوہ گر
چشمِ نرگس ہم بہ صحنِ بوستاں شد جلوہ گر

اے معلّی از چراغِ داغِ عشقِ مصطفےٰ
بر دلم صد گنجِ اسرارِ نہاں شد جلوہ گر

در مقامِ قربِ حق چوں گشت جائے دستگیر
گر دن جملہ ولی شد زیرِ پائے دستگیر

حرزِ جانِ خویش می سازند اربابِ صفا
بر زمیں آید نظر گر نقشِ پائے دستگیر

گرد فضلِ حق عطا از بہرِ فیضِ عامِ خلق
نعمتِ محبوبیت خاص از برائے دستگیر

طالبِ امداد از و باشی کہ در وقتِ الم
حامیِ کارِ تو نبود کس سوائے دستگیر

در دو عالم نوبتِ اسبابِ شاہی می زند
ہر کہ از جان و دلِ خود شد گدائے دستگیر

از درش ہرگز مگرداں رو کہ بہرِ نفعِ عام
ردّ نمی گردد ز حق دستِ دعائے دستگیر

گردد ایمن از بلائے صدمۂ آفاتِ حشر
جاگزیں شد ہر کہ در زیرِ لوائے دستگیر

از حوادث ہائے چرخ و انقلابم خوف نیست
می پرد مرغِ دلِ من در ہوائے دستگیر

در مقامش اولیا را ہم رسائی مشکل است
ہست بر عرشِ بریں دولت سرائے دستگیر

خارج اوصافِ کمالِ اوست از حدِ بیاں
کے شود از من ادا حقِ ثنائے دستگیر

حق تعالیٰ شد چو بر عرشِ دلِ او مستوی
بست بار حمال علی العرش استوائے دستگیر

ذاتِ والائش چو شد فانی بذاتِ پاکِ حق
غیرِ حق کس نیست در زیرِ قبائے دستگیر

زیرِ ظلِ آستانش اے معلی جاگزیں
می پرد در اوجِ قربِ حق ہمائے دستگیر

بہر خش بہر خش قرار قرار
میکند میکند از قرار قرار

بہر خش بہر خش سلام سلام
بیر ساں بیر ساں بیار بیار

بر سرش بر سرش چو مہر چو مہر
بشنوم بشنوم نثار نثار

سوختم سوختم چو شمع چو شمع
بنوازی بنوازی نگار نگار

میروم میروم چو رنگ چو رنگ
میروم میروم بدبناش
ساقیا ساقیا صبوح صبوح

از کفش از کفش بهار بهار
سایه وش سایه وش دیار دیار
تا برو تا برد خمار خمار

از رهش از رهش معلی رفت
با مژه با مژه غبار غبار

بی سبب بی وجه و علت بی نفار
می فتد از دست یاران صد گره
همچو نقطه دور افگنده ز خود

میخلم در چشم مردم همچو خار
هر زمان چو شاخ گل ما را بکار
گرد هر کس گشته ام پرکار وار

ای معلی از گله لب را ببند
خصم خود را تو به حیدر واگزار

ای دل از غیر خدا چون مردم دنیا مترس
کرده امروز اگر روشن دل از حب علیؑ
مستی عاشق بود از جام مست دست یار
هر گره چون شاخ گل انداخت در کار رقیب
گرچه عمرے شد که جانانم دبا خود جان چو دل

باش با حق همدم و از شورش و غوغا مترس
با گناه کوه کوه از پرسش فردا مترس
گر نباشد در کفت پیمانهٔ صهبا مترس
هیچ شو و از ناخن الطاف جانان امترس
باز آرد در تنت جان دلبر رعنا مترس

خصم دون دارد معلی از پیش فریادها
سنگ چو بیند ماه را طالع کند غوغا مترس

دلِ گرفتارِ دامِ گیسویش | پائے جاں بستۂ سرِ مویش
میرسد ناوکِ مژہ پیہم | بر دلم از کمانِ ابرویش
تا نہ بینم رخش چو نقشِ قدم | برنمی خیزم از سرِ کویش
بسکہ دل وا نشد ز لالہ و گل | می کنم سیرِ گلشنِ رویش
ہمچو گل در چمن ز بادِ صبا | غنچۂ دل شگفتہ از بویش
ہمچو آں آہوئے رمیدہ ز سنگ | میگریزم ز تندیٔ خویش

اے معلّی مدار کار کہ چرخ
شد مشبّک ز ناوکِ مویش

شاملِ کفار یا در حلقۂ دیندار باش | ہر کجا باشی بباش و در خیالِ یار باش
می نماید راہِ ظلمت اکثر این نفسِ شقی | اے دلِ ناداں ز مکرِ این عدو ہشیار باش
می نخواہد غیرتِ او اختلاط و دخلِ غیر | تا توانی دور تر از صحبتِ اغیار باش
گر طمع داری کہ باشی یومِ دین در ظلِّ عرش | ساکنِ کوئے نبیؐ در سایۂ دیوار باش
گر تو میخواہی کہ گردد صحتِ کلی حصول | چند در دار الشفائے این دلِ بیمار باش
بستر راحت اگر خواہی مرو در راہِ عشق | دور تر از خواہشِ این منزلِ پُرخار باش

ہیچگہ مائل مشو از عزّ و جاہِ دنیوی
اے معلّی در رہِ الفت ذلیل و خوار باش

اے شہاں سودہ بدرگاہِ تو روئے اخلاص | کوئے خود ساخت مقرِ دلِ شیدا ہمہ خاص

در جهان گوهر مقصود بدستش آید	که زند غوطه بدریای طلب چون غواص
آمدم از ستم چرخ گریزان سوی بیت	جز درت در نظر من نبود بسکه مناص
قید و محبوس خم زلف تو باشد دل من	ساز از بهر خدا زود ازین قید خلاص
رفت روح تنم از زهر تغافل هایت	زنده اش کن چو مسیحا زدم خاص الخاص

ای معلی شدم از تیر نگاهش کشته
قاتلم را نبود هیچ بدل ترس قصاص

بسمل بکرد دلبر و بخشید جان عوض	صبرم گرفت و کرد کرامت فغان عوض
بی یار زندگی نبود هیچ خوش مرا	نستانم ار دهند تمام جهان عوض
آن شخص را که حسن عمل کرد در جهان	او را دهند روز قیامت جنان عوض
در غفلت هوا و هوس زندگی گذشت	این عمر رفته را نبود جز زیان عوض

یارم چو دید گشته معلی تنم چو مو
بخشید مهربان شده موی میان عوض

بعد ازین از کوی جانان پا کشیدنها غلط	رشتهٔ الفت ز دلدارے بریدنها غلط
از گل عهد بتان دلربا بوی وفا	آمدن اول غلط دوم شمیدنها غلط
غنچهٔ دل را خبر کن در گلستان جهان	با شدت چون گل گریبان را دریدنها غلط
همچو نقش پا ندارم قوت برخاستن	بعد ازین بر سر کویت رسیدنها غلط
گر ندارد جلوه ات بیدار امشب همچو شمع	خواب کردنها غلط دل را رمیدنها غلط

همچو مرغ رشته بر پا مانده ام در دست تو
از تو رستن ها غلط از من پریدنها غلط

کرده ام جانا چه من گویی معلّی بعد ازین
لب مکیدنها غلط در بر کشیدنها غلط

دلم ز لذّت گفتار می شود محظوظ
چنانکه چشم ز دیدار میشود محظوظ

ز یار نامه داری بگو به قاصد
که گوش از خبر یار میشود محظوظ

کسی که بست بموی میانِ او دل را
کجا ز صحبتِ اغیار میشود محظوظ

ز سیرِ لاله و نرگس شگفته کی گردد
دلی که از گلِ رخسار میشود محظوظ

مده صبوح معلّی بدلبر مخمور
که جان ز نرگس خمار میشود محظوظ

از جهان برخاسته آئینِ یاری الحفیظ
شد دل آزاری بعالم رسم جاری الحفیظ

رفتم از خود با تیغِ ابروی آن نازنین
خورده ام بر روی خاطر زخم کاری الحفیظ

در شبستان دید نالان چو مرا آموخت شمع
اضطراب و سوختن آئینِ زاری الحفیظ

تا خرامان از نظر بگذشت آن گلگون عذار
در دلِ من میخلد هر لحظه خاری الحفیظ

کشتیم در قعرِ دریا لنگرِ خود باخته
میکنم سعی و نمی بینم کناری الحفیظ

از بهارِ باغ و خزانی او چه سود
نخلِ امید مرا چون نیست باری الحفیظ

ای معلّی خود بگو چون میتوانم زیستن
گر نباشد در بر من گلعذاری الحفیظ

دارم سخنے از لبِ دلدار توقع — با نغمتِ پُر لذّتِ دیدار توقع
امروز که اسباب طرب هست مهیا — دارد دلِ من جلوهٔ دلدار توقع
از ساغرِ چشمش که جهاں گشت مستے — هم هست مرا نشّهٔ سرشار توقع
هستند بتاں بسکه سیه چشم ندارم — زیں فرقه وفا ذرّهٔ زنهار توقع

کردم برهش فرشِ دل و دیده معلّیٰ
اکنوں گزرے هست ازاں یار توقع

انچه با ما کرد هجرِ یار ما دانیم و دل — سوزِ هجراں را چو شمعِ زار ما دانیم و دل
کرد روشن پرتوِ شمعِ رخش بزمِ جهاں — قدرِ حُسنِ آتشیں رخسار ما دانیم و دل
بسکه از دیر و حرم مطلب بیکجا منجر است — صلح و جنگِ کفر و دیں را عار ما دانیم و دل
میکنی اے شیخ چوں بالانشینی اختیار — اعتبار جبّه و دستار ما دانیم و دل
زاهدِ خشک از مئے و مُیخوار دارد نفرتے — تردماغئ مئے سرشار ما دانیم و دل
کس چه داند رتبهٔ خاکِ شهیدِ کربلا — قدرِ خاکِ سبحهٔ ابرار ما دانیم و دل

اے معلّیٰ در حدیثِ ما و دل خلطے مکن
با تو گفتیم ایں سخن صدبار - ما دانیم و دل

بشگفت به صحنِ چمن از بادِ صبا گُل — ایں مژده رسانید به بلبل شده واگُل
بر حُسنِ دلاویزِ تو حُسنِ دگر افزود — چوں کرد به سر گوشهٔ دستارِ تو جا گُل
با روئے فروزاں ز چمن چوں تو گذشتی — گردید خجل دید چو رخسارِ ترا گُل

بلبلِ چمن بہرِ گل از بہر چہ نالد
دیدند کہ دل خستہ ہزار است طبیباں

دیدیم ندارد چو حنا رنگ بقا گل
کردند بر آتش ہمہ تجویز دوا گل

داریم معلّی ز شرر ریزِ زمانہ
چوں داغِ پلنگاں تنِ خویش جا گل

یا رسولِ ہاشمی ہر دم ثنا خوانِ توام
بلبلِ بے جان و ماں شیدئے آستانِ توام

اے سہی سروِ ریاضِ خلد قربانِ توام
راست میگویم فدائے قدِّ ذیشانِ توام

صورتِ پروانہ دارم آتشِ داغِ جگر
مجمرِ سوزِ چراغِ روئے تابانِ توام

یا نبیؐ روزے کہ عیسیٰؑ بر زمیں آید ز چرخ
از مرض ہائے گنہ محتاجِ درمانِ توام

خاکسار و عاجزم افتادہ در راہِ طلب
نقشِ پائے زائرِ درگاہِ ذیشانِ توام

چوں سرِ خود را نہ تابم از گدائی درت
اے شہِ عالم گدائے از گدایانِ توام

یا شفیعِ روزِ محشر مظہرِ ستر العیوب
با ہمہ چاکِ گریباں زیرِ دامانِ توام

یوسفِ مصرِ نبوت وائے عزیزِ جان و دل
کمترین ادنیٰ غلام از غلامانِ توام

در بلائے عشقِ تو پابندم از روزِ الست
مو بمو پیچیدۂ زلفِ پریشانِ توام

کے بزم سودائے نعمت ہائے جنت یا نبیؐ
گوش بر آوازِ فضل خوانِ احسانِ توام

ہست ایں عرضِ معلّی در حضورِ عالیت
یا نبیؐ مستدعیِ انوارِ فیضانِ توام

جفا مکن کہ بدل طالبِ وفائے توایم
تو شاہِ ہر دو جہانی و ما گدائے توایم

چو دیدهٔ تو منوّر ز کحلِ ما زاغ است — نگاهِ لطف بکن بندهٔ خدائے توایم
بروزِ حشر مرا از درِ شفاعتِ خود — غلامِ بارگہِ خاص کبریائے توایم
بجز گناه نکردیم هیچ کارِ رضا — بدل اگرچه همه طالبِ رضائے توایم
بذاتِ پاک تو ختم است چون مسیحائی — برائے دردِ دلی طالبِ دوائے توایم
کجا رویم بغیر تو نیست کس حامی — اگر وفا نکنی هم خوشیم از جفائے توایم
بده پناه تو از تابِ گرمیٔ محشر — شها فتاده تهِ سایهٔ لوائے توایم
ز فرطِ جرم شده مبتلائے بیماری — پئے شفا همه خواهانِ خاکپائے توایم
دران زمان که شود خوانِ بخششِ تو وسیع — ز دل شده همه تن گوش بر صلائے توایم

شریکِ حلقهٔ خدّامِ تو معلّی دار
اُمیدوارِ شفاعت ز فضلهائے توایم

بدل نه حسنِ عمل هیچ غیر ازین دارم — که نامِ پاکِ تو کنده بر این نگین دارم
خیالِ باده کشی در دلِ حزین دارم — ز پندِ پیرِ مغان یاد نکته این دارم
بحشر ساز شریکِ گروهِ دین دارم — وسیله جز تو نه اے شاهِ مرسلین دارم
شود مرادِ دلم حاصل آن زمان که بصدق — بر آستانهٔ پاکِ درت جبین دارم
نگاهِ دیده بعالم رسد به نورِ یقین — ز خاکِ کوئے تو چون چشمِ سرمگین دارم
اُمیدوارِ شفاعت ز فرطِ بارِ گناه — دلِ فسرده و چشمانِ شرمگین دارم
بجرم دور مفگن مرا ز زمرهٔ خویش — شمارِ لطفِ تو اُمید من همین دارم

نیم چو لائقِ کارے ہمیں بس است مرا — که در گروهِ غلامانِ کمترین دارم
دمِ عنایتِ تو خضرِ راهِ من چو شود — قدم بصدق و صفا در رهِ یقین دارم
چو ذرهٔ در خورشیدِ عالمِ قدسم — دماغ خود بسرِ چرخِ چارمین دارم
کنم نظارهٔ کثرت جمالِ وحدت و بس — نه احولم که رخِ دیده را دوبین دارم
خیالِ نفسِ شقی زهرِ قاتل است همه — چرا نه خوف ازین مارِ آستین دارم
ز جملهٔ اهلِ مذاهب جداست مذهبِ عشق — نه کافرم نه یهودی نه گبر و دین دارم
بحیرتم چه کنم نظرِ یار وقتِ وصال — که جانِ خسته شکسته دلِ حزین دارم
بس است این که شوم بارکش ظلوم و جهول — نه جان دقیقه رس و عقلِ خرده بین دارم
رساند فخرِ غلامئ تو مرا به فلک — قیام اگرچه برین سطحهٔ زمین دارم
طریقِ نعت گزینم بشعر گوئی و بس — چرا نظر به خیالاتِ نکته چین دارم

تمام عمر معلّے ثنائے او گویم
بجانِ خویش تمنا نه غیر ازین دارم

بسینه سوز درون تا بکے نہان دارم — که تابِ صبر نه من طاقتِ فغان دارم
ز قیدِ جسم برون گشته عزمِ جان دارم — گزشته ام ز مکان شوقِ لامکان دارم
بباید آنکه خریدارِ گنجِ اسرار است — که جنس ہائے گرانمایه در دکان دارم
بدرد و رنج خدایا مگیر سخت مرا — که روئے صبر نه من تابِ امتحان دارم
اگر بمنزلِ مقصود ره برم چه عجب — که در ضعیفئ خود پیرِ نوجوان دارم

خیالِ غیر ازین رو بدل نمی آید — که خوفِ رنجِ دلِ یارِ بدگمان دارم
خوشا دمیکه رسم تا بکوئے منزلِ دوست — سرِ ارادتِ خود را بر آستان دارم
مرا چو گردشِ چشمش در انقلاب فگند — شکایت از تو نه اے دورِ آسمان دارم

گذشته ام چو معلّی ز فکرِ دشمن و دوست
چرا امیدِ عداوت ازین و آن دارم

بهر رنگے جمالِ یار دیدن آرزو دارم — ز هر گل بوئے رخسارش شمیدن آرزو دارم
به بزمِ قربتِ جانان رسیدن آرزو دارم — بهر سو در تلاشِ او دویدن آرزو دارم
به شوقِ جلوهٔ نورِ تجلّی گاهِ ذاتِ او — ضیائے شمس در هر ذرّه دیدن آرزو دارم
چو مجنون در سرِ لیلائے زلفِ عنبرینِ او — بهر صحرا سراسیمه دویدن آرزو دارم
حجابِ غیریت برداشته از چشمِ وحدت بین — ز حسنِ او گلِ نظاره چیدن آرزو دارم
نموده کارِ خود تسلیم بر نعم الوکیل اے دل — بمیدانِ توکّل آرمیدن آرزو دارم
ز هر دوکانِ بازارِ جهان در فکرِ سودایش — متاعِ حسنِ یوسف را خریدن آرزو دارم
خلاصی جسته از دامِ تعلق هائے دنیاوی — ببالِ شوق در راهش پریدن آرزو دارم

بگوشِ جان معلّی از زبانِ بی‌زبان هردم
صدائے نغمهٔ هوهو شنیدن آرزو دارم

وہی غم که ز دل سترده بودم — با یار شراب خورده بودم
تریاقِ وصال گر نمی بود — از زهرِ فراق مرده بودم

بایار رقیب را چو دیدم
دندان بجگر فشرده بودم

از یار بدست من نیامد
آن دل که به او سپرده بودم

او را چو روان بخانه دیشب
پوشیده ز غیر برده بودم

او کرد خوشم وگرنه چون گل
از صرصر غم فسرده بودم

منظور شدم ز بسکه خود را
کمتر ز سگش شمرده بودم

او را که بہر چو جاں در آمد
لیموش صفت فشرده بودم

بے یار تمام شب معلیٰ
بیتاب ز درد گردہ بودم

دوش سرو قامت او بود شمع خانہ ام
گرد چوں پروانہ آخر جلوہ اش ویرانہ ام

خوبیٔ زلف کج او راست آید کے بشرح
بے تصنع صد زباں باشد اگر در شانہ ام

در گلستان بلبل و قمری بسر بردہ بیاں
ہر یکے را رفتہ ہوش از نالۂ مستانہ ام

من انیقدر کہ ازاں زلف یار می ترسم
نہ از گزیدن دندانِ مار می ترسم

ازاں ز زلف عروس جہاں نہ بستم دل
کہ از عواقب انجام کار می ترسم

چناں بردئے چو خورشید تو کشایم چشم
ز خنجر مژہ ات بیشمار می ترسم

اگرچہ خاطرے چوں گل شگفتہ دارم
ولے ز صرصر لیل و نہار می ترسم

ز ابروانِ خود اے مہ مکن اشارتہا
کزیں دو تیغۂ آب دار می ترسم

ازانکه طائر دل را اسیر خواهی کرد	زدام زلف تو بی اختیاری ترسم

جگر ببینه معلی ازان طپید در وصل
که از مفارقت گلعذار می ترسم

ما نشئه ز چشم یار بردیم	سعی عجبی به کار بردیم
رقصیم به بزم آن زری پوش	پنبه بدم شرار بردیم
ظاهر به رقیب راز کردیم	حاجت بر نا بکار بردیم
چون ابر ز آب چشم گریان	از ره گذرش غبار بردیم
منصور صفت ز گفتن حق	خود را به کنار دار بردیم
زلف بت خویش را گرفتیم	در دیده ازین دیار بردیم
آن شعلهٔ آه هست روشن	آن شمع که بر مزار بردیم

از سوز غمش به دل معلی
بس داغ به یادگار بردیم

هزار اشک به بزم تو ریختیم رفتیم	چو غنچه بند قبا را گسیختیم رفتیم
ز سوز عشق تو ای شمع همچو پروانه	بمحفل تو پر و بال ریختیم رفتیم
گرت نیست طاقت دیدار از تو باش اینجا	که من ز مهر چو انجم گریختیم رفتیم
دلم به کوی تو گم شد ازان به پردهٔ چشم	غبار راهگذار تو بیختیم رفتیم

عروس دهر معلی نیامدم در بر

که تا یارِ طولِ امل را گسیختم رفتم

هنوز با تو نیازے که داشتم دارم — چو شمع سوز و گدازے که داشتم دارم

در انتظارِ تو اے مرہمِ دلِ افگار — چو زخم دیدهٔ بازے که داشتم دارم

ز تیره بختیٔ خود در شکلم رو امکان — چو زلفِ عمرِ درازے که داشتم دارم

اگرچه ہمدم باشم ز تو ولے ز امید — بروئے دل درِ بازے که داشتم دارم

کند بہ رنگِ دگر ہر نفس رقیب سلوک — ہنوز شعبدہ بازے که داشتم دارم

نه شد ز کجروئی چرخ شاد گاہے دل — غمِ نشیب و فرازے که داشتم دارم

سیاه بختیٔ را ببیں چساں دلِ خود را — اسیرِ زلفِ درازے که داشتم دارم

نظر ز دیدنِ رویش نشد معلی اسیر
دراز رشتهٔ نازے که داشتم دارم

امشب که ترا به بر ندارم — بر بالشِ عیش سر ندارم

بے روئے چو ماہِ تو عجب نیست — از خویش اگر خبر ندارم

از خوئے بدِ رقیب عمریست — در کوئے بتاں گزر ندارم

دستم نرسد بزلفِ جاناں — از بسکه بدست زر ندارم

صد شکر که من چو نرگس امروز — بر دستِ کسے نظر ندارم

پرواز خیالِ من براوج است — ہر چند که بال و پر ندارم

از نیک و بد جہاں معلی

بالله که من حسد ندارم

قربان یار میشوم و گریه می کنم — چون ابر زار میشوم و گریه می کنم
پروانه وار گرد تو ای شمع بزم ناز — هردم نثار میشوم و گریه می کنم
بیتاب هر زمان که ترا یاد می کنم — سیماب وار میشوم و گریه می کنم
در دام زلف چون دل سودا زده ام — پابند تار میشوم و گریه می کنم
در چشمت ای گل چمن دلبری چو خار — بے اعتبار میشوم و گریه می کنم
در بزم انتظار تو شبها بسان شمع — گرم اشکبار میشوم و گریه می کنم

چون رعد و برق و ابر معلی ببین که من
بیتاب بار میشوم و گریه می کنم

از فراقش چند نالم پیر کنعان نیستم — چند دُر از دیده ریزم ابر نیسان نیستم
ریخت از من درد او بال و پر و تاب و توان — تا بکے باشم صبور ایوب دوران نیستم
گلعذاران خنده ها دارند از پشت خم — قد علم تا چند باشد سرو بستان نیستم
هست تکرار سخن دور از فصاحت در کلام — ضبط این معنی کنم تا چند سحبان نیستم
ملک دلها کرده ام تسخیر از افتادگی — حکمرانی بیش ازین تا کے سلیمان نیستم
گوش بر آواز من باشند تا کے خاص و عام — صاحب اعجاز و داود خوش الحان نیستم
نفس فرعون خوی اهل جاه را از راه کبر — باز دارم من چیان موسی عمران نیستم
از برائے دولت ناپائیدار دهر دون — چند بر در ها نشینم خانخانان نیستم

کرده ام کنجِ قناعت اے معلی اختیار
چند باشم در تکاپو مهرِ تابان نیستم

همچو گل در مشت اے دل گوهرے میداشتم
در بغل من نیز هر شب دلبرے میداشتم

کرد محروم ز فیضِ صحبتِ جانان رقیب
می بریدم گردنش گر خنجرے میداشتم

عرشِ حق کان آشیانِ طائرِ روحِ منست
می پریدم از قفس گر شهپرے میداشتم

میزدم بر شمسهٔ دل سکهٔ آسودگی
از قناعت گر سپاه و کشورے میداشتم

میکشیدم خط بطلان بر سرِ اهلِ جنون
چون دلِ خود پر ز داغش محضرے میداشتم

کشتیٔ من کے شدے سرگشتهٔ طوفانِ سعی
نوح مانند از توکل لنگرے میداشتم

رنگِ دنیا را بطرزِ تازه می ریختم
چون خلیل الله با خود دیگرے میداشتم

میگرفتم کارِ دنیا را ز دیوانِ جهان
چون سلیمان گر بدستِ انگشترے میداشتم

مدعا را پیش می بردم ز ابنائے زمان
در مزاجِ خود اگر شور و شرے میداشتم

اے معلی آه و گریه پیشِ حق باشد عزیز
کاش من هم ناله و چشمِ ترے میداشتم

بیقراری در فراق از آفتاب آموختم
گریه چون پیرِ کنعان از سحاب آموختم

دیوِ کبرِ نفس را کردیم از خاطر بدر
خاکساری از فیضِ بوتراب آموختم

از کمالِ باطنِ ما هیچ کس آگاه نیست
کسبِ کیفِ معنویت از شراب آموختم

در تبِ هجران و تابِ دوریِ خورشید روئے
گشتن از پهلو به پهلو از کباب آموختم

بسکه گردیدم بجا خانهٔ دل شد خراب
شیوهٔ بیهوده گردی تا ز آب آموختم

هر که با ما هم نفس شد از دمِ ما شاد گشت
نغمه هائے روح پرور از رباب آموختم

برنمی تابد دلِ ما حرفِ تندِ غیر را
این تنک ظرفی معلیٰ از حباب آموختم

دادی تو مرا جاں زچه رو جاں تو بخشم
از ملکِ من آں چیست بگو آں تو بخشم

من مفلسِ بے مایه تو سلطانِ غنی دل
پس من چه برایں بے سر و ساماں تو بخشم

عالم همه پیشِ تو به دانگے نمی ارزد
آں جنس گراں چیست که از آں تو بخشم

دل در خمِ گیسوئے تو بستیم و گزشتیم
چوں گرد بکوئے تو نشستیم و گزشتیم

بدمستی ما نیست ز پیمانهٔ ساقی
از چشمِ سیه مستِ تو مستیم و گزشتیم

از کعبه و بتخانه نداریم حدیثے
ما مستِ مئے عهدِ الستیم و گزشتیم

با قافلهٔ سوز و الم از سرِ دنیا
همچوں شرر از سنگ بجستیم و گزشتیم

چوں بادِ صبا بسکه نمودیم تردد
از بندِ غمِ هجرِ تو رستیم و گزشتیم

با دلبرِ گل چهره و از سیرِ گلستاں
صد شکر معلیٰ که شگفتیم و گزشتیم

بلبل صفتِ نغمهٔ تو گفتیم و رفتیم
چوں گل به گلستانِ تو بشگفتیم و رفتیم

با غیر چه دیدم که ترا راز و نیاز است
از رشک چو زلفِ تو بر آشفتیم و رفتیم

چوں راہ روِ منزلِ مقصود دریں باغ
در سایۂ سروِ تو دمے خفتم و رفتم

با قافلۂ حسرتِ جاں سوز ازیں شہر
چوں لالہ بدل داغ تو بنہفتم و رفتم

خوش باش کہ در رشتۂ تحسینِ معلّیٰ
دُردانۂ ہر بیتِ ترا سُفتم و رفتم

حجابِ غیرت تا کے بروئے دلبر اندازیم
بیا زاہد کہ ایں پردہ ز چشمِ سر بر اندازیم

بیا ساقی شبِ وصل است مے در ساغر اندازیم
فسانۂ دوزخ و جنت را بہ کنجِ دفتر اندازیم

زحالِ سوزشِ دردِ فراقِ او چہ می پرسی
جہاں سوزیم اگر در خرمنِ اخگر اندازیم

سبب غیر او کس نیست چوں در عالمِ ہستی
بروئے جملہ اسبابِ جہاں خاکستر اندازیم

نگہ داریم در پیشِ نظر الفقر فخری را
بیا خاکِ مذلت بر سرِ گنجِ زر اندازیم

تمنائے دلِ ما اے ہما از روزِ میثاق است
کہ مشتِ استخواں پیشِ سگِ کویش در اندازیم

بہ زہد و پارسائی راہِ مقصد چوں نشد حاصل
بیا رختِ سفر تا در طریقِ دیگر اندازیم

بہ بحرِ عشقِ پُر آفت رواں سازیم کشتی را
زخوفِ موج تا کے در سواحل لنگر اندازیم

کنیم انوارِ داغِ دل اگر اظہار در عالم
نشانِ داغِ حسرت بر دلِ ہر اختر اندازیم

کنیم از چشمِ دل نظارۂ حسنِ جمالِ او
وجودِ خودنمائی از نظر یکسر بر اندازیم

پئے تسخیرِ ملکِ جاں بجوشِ نشۂ مستی
کمندِ آہ را بر بامِ چرخِ اخضر اندازیم

نمازِ ظاہری چوں نیست واجب بہرِ مستاں را
بیا اے ساقیِ میخانہ در سجدہ سر اندازیم

تمنائے دلی ہست اے معلّیٰ تا دمِ آخر

بزیر سایهٔ دیوار کویش بستر اندازیم

بهر جانب که می تازد نگاهِ شرمسارِ من
نمی آید نظر در چشم غیر روئے یارِ من

چه دعوائے عمل بکند دلِ ناکرده کارِ من
بدستِ اوست پیچیده عنانِ اختیارِ من

کند از چشمِ رحمت گر تجلی گلعذارِ من
شود پیدا اثرارِ طور از شمعِ مزارِ من

چنان مدهوش گردیدم ز تاثیرِ نگاهِ او
نمی دانم کجا شد طاقتِ صبر و قرارِ من

بگردد مرغِ جانِ من فدائے چنگلِ نازش
کند آن بازِ سلطانی اگر قصدِ شکارِ من

بکن اے سروِ خوبی سیرِ باغِ داغهائے دل
بهارِ بے خزان دارد مدام این لاله زارِ من

کرم فرما بسوئے کلبهٔ احزانِ من گاهے
نمی دارد قیام این هستیِ ناپائیدارِ من

کنم نظاره گر از چشمِ دل در عالمِ هستی
نمایان هست هر سو جلوهٔ حسنِ نگارِ من

نظر چون بر خطابِ معنیِ لاتقنطوا دارد
شود مایوس کے از تو دلِ امیدوارِ من

بجز تو از که گویم حالتِ بیتابیِ خود را
که موقوف است بر فضلِ تو جمله کاربارِ من

شود خم گردنِ جانم صبا از بارِ احسانت
بصحرائے مدینه گر فتد مشتِ غبارِ من

ز جرمم من شده نصرت گنهگارانِ عالم را
نبودے صفتِ ستاری تو گر پروردگارِ من

معلی رحمتِ او بین که جرمم بیند و می گوید
مشو نومید از الطافِ من اے جان نثارِ من

[illegible] دلے نشان کن
مکان کن ترک و عزمِ لامکان کن

[illegible] تیر [illegible] ابرو کمان کن
بناز و عشوه قتلِ عاشقان کن

نمی گویم چنیں کن یا چناں کن | نظر هر دم بحکمِ کن فکاں کن
نفس را در هوایش پامال کن | روانه کشتیِ عمرِ رواں کن
ز فکرِ نفسِ سرکش در ضعیفی | طلب امداد از پیر و جواں کن
محبّاں را بہ تیغِ ناز کن قتل | حیاتِ بد نصیبِ دشمناں کن
بزمِ او نشیں چوں شمع خاموش | زباں بند از بیانِ این و آں کن
شود هر شئے بعالم جلوه افزا | چو می فرمایدش حق هر زماں کن
خلیلؑ آسا درِ ملکِ یقیں زن | رخِ وجهت وجهی سوئے آں کن
اگر خواهی نجات از سختیِ مرگ | دلا نامِ نبیؐ وردِ زباں کن
عطا کن شربتِ دیدارِ جاناں | علاجِ جانِ زارِ عاشقاں کن
فنا کن هستیِ خود در وجودش | تنفر از خیالِ این و آں کن
بدل امیدوارِ فضلِ او باش | حذر از دعوئے هر امتحاں کن
بگیر از هر لباسے نو چو یعقوبؑ | تلاشِ یوسفؑ اندر کارواں کن
ز باطل بگذر و حق گو چو منصور | مقامِ دار را دار الاماں کن
دلِ روشن مراده یا الٰهی | سیه روئے نصیبِ دشمناں کن
فگن بر دوشِ خود این طرهٔ ناز | بدامِ زلف تسخیرِ جهاں کن
مکن اسرارِ دل بر کسے فاش | ز چشمِ خویش هم گاه نهاں کن
چمن زارِ دلِ پر داغِ ما را | شگفته از بهارِ بے خزاں کن

زخال و زلف این جا دانه و دام
شکار مرغ دل از این و آن کن

ز جور آسمان تیری بیفگن
حذر از آه آتش بار جان کن

دل از [illegible] بگشا [illegible]
روانه کشتی عمر روان کن

بشو خاک غبار خاکساران
گذر بر اوج هفتم آسمان کن

اگر خواهی ثواب حج معلی
طواف خانهٔ پیر مغان کن

گل را نه بود عاشق دیوانه به از من
بلبل نه زند چهچهٔ مستانه به از من

گویید به شیرین که کند در دل ما جا
فرهاد نه کرد است بنا خانه به از من

صد عاشق دیوانه [illegible]
دارد خبر از زلف تو کی شانه به از من

از کوهکنی دست [illegible]
دارد که سر رشتهٔ افسانه به از من

از ساغر چشمت همه مستند [illegible]
بیکس نشود سر خوش پیمانه به از من

چون شعله [illegible]
کی گشت بگرد تو پروانه به از من

چون راز نهانی به دل خویش معلی
پنهان شده کی گنج به ویرانه به از من

بسکه آن شوخ را ستوده‌ام من
قدر خود را سبک نموده‌ام من

در دل خاص و عام جا دارم
سر رشتهٔ خویش را درودم من

رتبهٔ من گذشت از افلاک
بسکه سر را به پایش سوده‌ام من

ظاهر است این بعشقِ خود چون مهر
حسنِ آن مه جبین فزودم من

در جنون نیست ثانئ مجنون
لیک گوئی سبق ربودم من

بگذرم از ملک اگر دانم
از کجا آمدم چه بودم من

گشتم آسوده تا ز مرآتِ دل
رنگ زرِ و هوا زدودم من

نه کشیدم گهی پشیمانی
آزموده نیاز نمودم من

از ازل در قلمروِ حیرت
پادشاهِ جنون جنودم من

شد معلّی ز خود به نغمهٔ خویش
دوش چون این غزل سرودم من

بر اسیران کرم توان کردن
فارغ از قیدِ غم توان کردن

بر مزارِ شهیدِ غمزهٔ خویش
رنجه گاهے قدم توان کردن

مردگانِ فراق را زنده
چون مسیحا ز دم توان کردن

دردِ هجران که عالمے دارد
با دلِ ریش ضم توان کردن

یار آید اگر به کلبهٔ من
چون الف قد علم توان کردن

دیده ام شد سفید چون نرگس
بعد ازین گریه کم توان کردن

دل بود خانهٔ خدا بیشک
طوفِ بیت الحرم توان کردن

نشنود پندِ تو اگر نادان
لب ز گفتن بهم توان کردن

دلِ معلّی شد از کدورت پُر

صاف چون جامِ جم توان کردن

حق به قرآن یاد کرد از خوی زن — مکر باشد بسته هر موی زن
انبیا و اولیا را صد بلا — آمده بر جانِ پاکان سوی زن
صحبت زن آفتِ مردان بود — دور بهتر مرد از پهلوی زن
کرده ام گوش از بزرگان بارها — جان سلامت کس نبرد از کوی زن
افترا و فتنه و کذب و حسد پیچ — هست پیچ کرده کو و جوی زن
بر نیاید صاف دل جوی بهشت — گر کند پیوسته شست و شوی زن
تا نفس را هست آمد شد به تن — هرگزم منما خدایا روی زن
میکند رسوای عالم مرد را — دشمنِ خونخواره تا بوی زن
دل گریزد همچو آهو بعد از این — بادیه دریا و به از بوی زن
بر کشتی از خانه بیرون می‌شود — گر نباشد خیر خواه شوی زن

ای سهیلی کس ندید از زن وفا
جا مده دل را تو در گیسوی زن

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ز سوز عشق بریانم کبابم نمیتوان گفتن
همه تن چشم گریانم سحابم نمیتوان گفتن
درِ صبحت به بزم او کتابم نمیتوان گفتن
تماشاهم نمیتوان گفتن ترا هم نمیتوان گفتن

چناں از اختلاطِ تشنگانِ چشمۂ دنیا | اگر بیزارم بیا یا تنہا سرایم میتواں گفتن

معلی او ندارد گر دماغِ گفتگو بامن
بگو از چشم یا ابرو جوابم میتواں گفتن

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اے کہ دیہیمِ رسالت بر سرِ زیبائے تو | والے قبائے وحدتِ حق راست بر بالائے تو
اے مقامِ قابَ قوسین است ادنیٰ جائے تو | غیرتِ عرشِ معلی درگہِ والائے تو
رشکِ مہرِ خاوری شد چہرۂ رعنائے تو | قامتِ طوبیٰ فدائے قامتِ بالائے تو
ہست رشکِ مرغزارِ چرخ چوں صحرائے تو | غیرتِ خلدِ بریں بامِ فلک فرسائے تو
از حدِ یثرب دلا بیروں منہ گیں پائے خود | نیست جز کوئے محمد مسکن و ماوائے تو
قطرہ شد زاں حیاتِ خضر و عیسیٰ را سبب | آبِ حیواں است در لبہائے شکر خائے تو
بعد مردن ہم زخاکِ گور بالا می رود | مرغِ جانم در ہوائے چرخِ گردوں سائے تو
از سرِ گیسوئے شبِ تاریک از روزِ فراق | ایں دلِ سودا زدہ تا گشتہ در سودائے تو
آہِ آتش بارِ من از شاخِ طوبیٰ بگذرد | سر کشیدہ در دلم عشقِ قامتِ بالائے تو
یا شفیع المذنبیں یا رحمۃ للعالمیں | روزِ محشر کن مداوائے دلِ شیدائے تو
مرہمِ دیدہ برآرد سرمۂ فخرِ جو عیں | توتیائے چشمِ من گردِ رہِ خاکِ پائے تو
کے نیابد از خدا عمرِ حیاتِ جاوداں | خضر چوں بوسد رکابِ مرکبِ والائے تو
چونکہ اے موسیٰ کند نورِ یدِ اللٰہی ظہور | یا نبی دارد یدِ طولیٰ [illegible] تو
مہر ہم بر چرخِ اخضر داشتہ بہرِ طواف | میکند گردش بگردِ گنبدِ خضرائے [illegible] تو

ذاتِ اقدس چوں بنا شد رحمۃ للعالمیں — آمد از دریائے وحدت گوہرِ والائے تو
اُمتِ مرحومۂ تو ہست افضل از اُمم — فخر بر دین است دین و ملت عزّائے تو
حاصل از خوانِ مدینہ گر شود نانِ شعیر — کے خورم اے موسیٰ عمراں من و سلوائے تو
دیدے صحرائے مدینہ ناقہ اے مجنوں اگر — کے بسوئے نجد رفتے محمل لیلائے تو

یک شبش در خواب بنما حُسنِ زیبا یا نبیؐ
ایں معلائے حزیں تا کے بود سودائے تو

فرخندہ اے کسے کہ دلش شد فدائے تو — خوش طائرے کہ می پرد اندر ہوائے تو
از پرتوش شود مسِ تن زرِ جعفری — اکسیرِ خالص است اثر خاکِ پائے تو
بہرِ علاج سوئے مسیحا چہ میروی — دردِ دوا است ایدلِ نادان دوائے تو
قدرِ علوئے رتبہ چہ داند خاکیاں — عرش بریں است زینۂ دولت سرائے تو
سوئے شہِ مدینہ برو اے مریضِ عشق — خاکِ درش بس است برائے شفائے تو
ہر چند نیست نسبتِ خورشید ذرّہ را — دل آشنائے صورتِ نا آشنائے تو

تو یاد او کنی و کند یاد او ترا
تو از برائے اوست معلّی برائے تو

اے صبا در گل و بلبل چہ سخن بود بگو — با تو در حقِ دلِ آشفتہ چہ فرمود بگو
از فراقش شدہ ام نالِ قلم یار چو شمع — کہ کند جلوہ بہ بزمِ برما زود بگو
کفِ پا را صنم از رنگِ حنا آگیں کرد — با نجوں نالۂ ایں دیدۂ تر سود بگو

گشت آیینه مصقلی دلِ تو از رویش
زنگِ غم مصقلهٔ لطف که بزدود بگو

شد از مهتاب عریان شب تنِ او
اگر بود از کتان پیراهنِ او

رها چون دل نخواهم کرد این بار
اگر آید به دستم دامنِ او

کسی دیوانه اش باشد که خورده
ز طفلان سنگ بر خود چون منِ او

چرا گشته است صحرا مجنون
که بود آغوشِ لیلی مامنِ او

نگاهِ التفاتی داشت بر من
رقیبِ بد سپر شد رهزنِ او

مجرد شو که عیسی را معلی
نداده بر فلک ره سوزنِ او

بشنود عقده وکشا یارِ من انشاءالله
میرسد شمع شبِ تارِ من انشاءالله

نیستم تنگدل از رنگِ جهان چون غنچه
میگشاید گره کارِ من انشاءالله

گر دلم داغ تو دارد چه غم از سینهٔ صبح
میرسد مرهمِ افگارِ من انشاءالله

چند سوزم ز درازی شبِ هجر چو شمع
میشود صبح شبِ تارِ من انشاءالله

ظلمت از روی جهانِ دل گیسی ببرد
آفتابِ رخ دلدارِ من انشاءالله

برکشد تیغِ علی حیدرِ الله شود
مستعد هر که به پیکارِ من انشاءالله

چون فلک از صفتِ حیدرِ کرار شود
میشود رتبهٔ اشعارِ من انشاءالله

عملِ صاعقه با هستی بدخواه کند
شعلهٔ آه شرربارِ من انشاءالله

کفر و دین اند هم تو ام تو با رسبحه
رفته رفته شود آویزه گوش اقبال

میشود رشتهٔ زنار من انشاءالله
در گنجینه گفتار من انشاءالله

بلبلان زار بگریند معلی به فغان
چون شود واگل دستار من انشاءالله

رسید آن یار من الحمدالله
کند هر دم بذکر یار حرکت
بسان خال بر رخسار او کرد
بعشقم رفت شیرین راز خاطر
چو طوطی کرد آن آئینه رخسار
نباشد جز در آرامے دل من

شگفته چون چمن الحمدالله
زبانم در دهن الحمدالله
نگاهِ من وطن الحمدالله
حدیث کوه کن الحمدالله
مرا شیرین سخن الحمدالله
بغیر بخشن الحمدالله

اگر آلائی حق خواهی معلی
بگو هر دم چه من الحمدالله

ای که از انوار خود روشن جهان را کرده
باعث ایجاد عالم هست ذات پاک تو
هست از ادراک بیرون رتبهٔ والائے تو
تابع فرمان تو جن و بشر حور و ملک
راه توحید خدا بر ما قوی آشکاره

از ضیائے خود منور انس و جان را کرده
از ظهور خویش پیدا این و آن را کرده
در ادائے وصف قاصر هر زبان را کرده
زیر حکم خود زمین و آسمان را کرده
دور از دلهائے ما وهم و گمان را کرده

که شود از ما ادای شکر هر احسان تو / روشن از نور هدایت انس و جان را کرده
کرده ظاهر بر مسلمانان همه احکام دین / بستهٔ احسان خود هر این و آن را کرده
مبتلا جان و دل ما بود در کفر و نفاق / از ضیای نور ایمان روشن آن را کرده
از فیوض جذب دل گشتیم اسیر زلف تو / بستهٔ زنجیر احسان مؤمنان را کرده
تازه کردی از بهار فیض باغ جان ما / وز پی اصلاح دل پیدا تو قرآن را کرده

وصف آن کردن چه داند این مصلای حقیر
کند در اوصاف خود تیغ لسان را کرده

ای محسن و منان همه از من چرا رنجیده / درد ره ما درمان من از من چرا رنجیده
ای باعث ایجاد من وای موجد بنیاد من / کن رحم بر فریاد من از من چرا رنجیده
هستم ضعیف ناتوان کردم گناه بیکران / فضل تو هست افزون از آن از من چرا رنجیده
کردم بسی جرم و گناه وانگه نه هیچک زاد راه / جز تو نمی دارم پناه از من چرا رنجیده
بخشندهٔ عصیان توئی درد مرا درمان توئی / غفار ذی احسان توئی از من چرا رنجیده

مرا دیوانهٔ رخسارهٔ خود ساختی رفتی / ز عشق خود عجب شوری بدل انداختی رفتی
ز بند نشئهٔ هوی جانان شدم فارغ / ز تا کم شانهٔ جان و دلی را باختی رفتی
نهادم گردن تسلیم خود را پیش تو اما / چه پیش آید نه گشتی تیغ ابرو آختی رفتی
ز تیمار دل عاشق که کردی ای شه خوبان / لوای نیکنامی در جهان افراختی رفتی

زبزمم دوشن دمستی زجا جستی وبا اغیار
بسانِ شمع از غیرت مرا بگداختی رفتی

زہستی طرفی از آمد شد نفسِ عزیز خود
معلّٰی ازجہان خود را اگر نشاختی رفتی

خجل از بیت ابرویت ہلالی
ثنا خوانِ مہِ رویت جمالی
کجا کیفیتِ چشمِ تو دارد
شرابِ نشّہ بخشِ پرتگالی
زفیض لذّتِ آبِ دہانت
شدم رطب اللسان نچوز لالی
دلم را مستی شد کرد ہمیسہ
تو از تیر نگہ ہائے غزالی
چو آئینہ شوی با من مقابل
بخوانم ہمچو طوطی شعرِ حالی
خیال سرو قدّ نازنینت
مرا بخشید جانان فکرِ عالی

اگر یابم بزمش رہ معلّٰی
نخوانم جز غزلہائے وصالی

ماہ من از عرب آمد بجالے عجبے
بارخِ روشن و ابروئے ہلالے عجبے
جلوہ گر در نظرم اوست بحالے عجبے
چشمِ بد دور کہ ہستم بخیالے عجبے
در بشر شامل و بہتر زہمہ خلق و بشر
در جہان گشتہ ظہورش بکمالے عجبے
بے زبان بے ہمہ گوش بدل می شنوم
گفتگوئے عجبے حُسنِ مقالے عجبے
گشتہ ام از اثرِ تابِ غمِ فرقتِ او
مبتلائے الم و رنج و ملالے عجبے
باطنِ من ہمہ مملوست بہ اسرارِ کمال
گرچہ ظاہر بنظم ہست زوالے عجبے

والضحیٰ وصف رخش مدحت زلفش واللیل
مہ لقائے عجبے مہر جمالے عجبے

جامۂ غیریت از جسم خود افگندہ برون
شد مشرف شب اسریٰ بوصالے عجبے

تابع او شدہ فوج ملک از حکم اللہ
شان عالی عجبے جاہ و جلالے عجبے

ہمچو خال رخ محبوب ز فیض شہ دین
گشتہ مقبول خدا حسن بلالے عجبے

مثلکم گفتش از حکم خداوند جہان
شان بے مثلی او راست مثالے عجبے

گشتہ در شکل بشر جلوۂ حق جلوہ فزا
ذی جمالے عجبے صاحب خالے عجبے

باطن او ہمہ واصل بحق در ظاہر
شامل خلق شدہ با خط و خالے عجبے

فیض یاب اثر رحمت او ہر دو جہان
معدن جود و سخا بحر نوالے عجبے

خالقش گفت بہ قرآں لعلیٰ خلق عظیم
حسن خلقے عجبے نیک خصالے عجبے

ہست دل شیفتۂ چشم رسول عربی
اے معلیٰ شدہ ام صید غزالے عجبے

بیا ساقی بدہ مے
کہ دل از مے شود حے

بگو بے بادہ باشم
خمار آلودہ تا کے

جگر دو وا چو غنچہ
ولے بے مطرب و مے

مشو مست مے حسن
بہار نیست بے وے

بیاد او نفس سنج
ہمیشہ ہست ہر شے

بہائے نہ لبش داشت
کجا جمشید و ہم کے

دلم را هیچ آرام
شعلی نیست بی وی

دارم از یارِ خویش شکوه بسی — تو کسی بشنود حدیث کسی
ای فلک تا بدورِ تو بخوشی — بخشیدیم در جهان نفسی
آئینه زان عذار می خواهم — نجدانیست غیر ازین هوسی
که ببیدانِ عشقِ او چون من — تاخت مانندهٔ صبا فرسی
درگذرگاه دان و من در خواب — کرد بیدار نالهٔ جرسی
سیرگاهِ هشت در جبروت — گشته ناسوت بهرِ من نفسی
ازلبش بند می شود لب من — گاهِ بوسه زشهد چون مگسی
ثمره رفته ام گزرگاهت — بس خرامان بیا که نیست خسی

ای شعلی غنیمت است اکنون
نرسد نفع و هم ضرر زکسی

چون خبر نیست زحالِ کسی — نیست ترا رنج و ملالِ کسی
بهرِ پریدن بهوای وصال — نیست مجالِ پر و بالِ کسی
پیشِ فقیرانِ توانگر مزاج — هیچ نیرزد زر و مالِ کسی
دانه و دام است پیِ مرغِ دل — وصفِ جمالِ خط و خالِ کسی
من صفتِ یار کنم گر بیان — هیچ نگنجد بخیالِ کسی

دور ز تشبیه چو تنزیه اوست — نیست برابر و راست مثال کسے

بر عمل اے زاہدِ خود بیں مناز — قرعهٔ فضل است بفال کسے

جز بخیالاتِ صنم ہیچ نیست — من چه کنم بازِ خیال کسے

ہستئ ما جملہ که مالِ خداست — باز چه نازیم به مال کسے

آنکه ز خوانِ کرم و فضلِ تو — ق — رد نشده دستِ سوال کسے

باز رسان تا بدرِ اکرم — بے مدد و منتِ مال کسے

جز رہِ تسلیم معلّٰی مرو
باز مجو نقصِ کمال کسے

در فضیلتِ جشنِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

بیا که محفلِ میلادِ مصطفی این جاست — نزولِ رحمتِ پروردگارِ ما اینجاست

بدل اگر اثرِ عشقِ مصطفی داری — بیا که مجمعِ عشاقِ بے ریا اینجاست

قدم نمودہ ز سر با ادب تو اے طالب — بجشنِ خاص ز اخلاصِ اہلِ ما اینجاست

ملک ز چرخ طبق ہائے نور میریزند — بیا که جلوهٔ انوارِ کبریا اینجاست

ز فیضِ نورِ سراجِ منیرِ عالمِ قدس — ظهورِ روشنئ قدرتِ خدا اینجاست

ز پرتو شرف ذکر سیّد عالم　　ضیای جلوهٔ حق نازل از سما اینجاست
ز چرخ حور و ملک جوق جوق می‌آیند　　که ذکر مولد سلطان انبیاء اینجاست
ز عکس روشنی او زمانه پر نور است　　بیا ببین که عجب حسن دلکشا اینجاست
بکن نظاره بیا و ببین ز دیدهٔ دل　　که گنج جلوهٔ فیضان حق جها اینجاست
ز هر چراغ نمودار شعلهٔ طور است　　ز ذرّه ذرّه عیان مهر پر ضیا اینجاست
بیا و از دهن غنچه این صدا بشنو　　که هر گل از شرف خوبش جان‌فزا اینجاست
بیا که هست درین بزم هر مسیح نفس　　برای درد دل اهل دین دوا اینجاست
بیا بیا که درین جا شوی زر خالص　　پی صلاح مس جهل کیمیا اینجاست
بکام یابی مقصد بیا که موقع خاص　　پی حصول مرادات و مدعا اینجاست
بیا کنیم دعا بهر شاه و سلطنتش　　که بهر دفع بلا موقع دعا اینجاست
نظام ملک دکن شاه آصف ذیجاه　　که ذات او سبب حفظ و امن ما اینجاست
سلامت او صد و سی سال شادمان ماند　　که از عدالت او امن جا بجا اینجاست
بظل عاطفتش شاد باد اولادش　　ظهور دور زمان را قیام تا اینجاست
صبا به شاه مدینه رسان درود و سلام　　بگو که مجمع خدام با وفا اینجاست
بگو تو از ره اخلاص باطنی هر کس　　امیدوار عنایات تو شها اینجاست
بگو یکی ز غلامان تو معلی هم　　بقید نفس گرفتار و مبتلا اینجاست
بر آستانهٔ عالی طلب بکن او را　　که در بلای تعلق اسیر پا اینجاست

قصیدہ

درتہنیتِ جشنِ جوبلی چہل سالہ حضورِ پرنور اعلحضرت بندگانِ عالی نواب میر محبوب علیخان بہادر آصف سادس سلطانِ دکن غفرانمکان علیہ الرحمہ

اے کہ در کوے جلالت ذرہ شانِ آفتاب	زینہ بامِ مکانت سائبانِ آفتاب
چون ندارد تابِ دیدارِ رخت از حسرتش	میکند گردش نگاہِ ناتوانِ آفتاب
ہست مصروفِ طوافِ آستانت زان شدست	اوازانِ جانم و جانم ازانِ آفتاب
خاکپاے شحنہ عدلت شود گر سرمہ اش	دیدہ خفاش گردد پاسبانِ آفتاب
گر کند نظارہ شانِ عقابِ ہیبتت	مرغِ ہوش آید برون از آشیانِ آفتاب
تا نگردد فیضیابِ نورِ باطن از درت	برنتابد اخترِ بختِ جوانِ آفتاب
طرہ دستارِ تو دارد کلہ گوشہ بر اوج	افگند تا پرتوِ خود بر مکانِ آفتاب
چون ز خوانِ نعمتت زلہ ربائی میکند	زان گشتہ است پر زر جیبدانِ آفتاب
گر دو چون با شوشہ حیرت خیالِ ہمسری	زرد شد رنگِ رخ چون زعفرانِ آفتاب
پرتوِ نورِ سعادت بر جہان می افگند	میر محبوب علی شہ (غفرانمکان) رازدانِ آفتاب
طبعِ روشن گر ببیند نورِ عقلت را باو	منکشف گردد ہمہ رازِ نہانِ آفتاب
گرم رو گردید در گرد جہان بہر صلاح	لمعہ عدلِ تو چون شد حکمرانِ آفتاب

همسری چون کرد با حسنِ رخت هر روز و شب
می فرستم فوجِ ظلمت بر مکانِ آفتاب

شمس نورِ خویشتن بر روی نمی سازد نثار
بر درت تا خم نگردد آسمانِ آفتاب

تا نگردد او خریدارِ متاعِ حسنِ تو
پر نشد از گوهرِ مقصود کانِ آفتاب

سرد پیشِ حسنِ تو شد گرم بازاری او
هست ارزان از سببِ حسنِ گرانِ آفتاب

حاسد از حسنت نه بیند هست مثلِ شپره
تا نه بیند جلوهٔ زینت نشانِ آفتاب

ای شهِ ملکِ دکن عادل سخی با دل کریم
کس نه یابد چون تو در وهم و گمانِ آفتاب

کور گردیده است چشمِ او ز دیدِ حسنِ تو
مثلِ شپره هر که می جوید نشانِ آفتاب

هر که با تو در دلِ خود کاشت تخمِ حاسدی
سوخت گشت او بحکمِ قهرمانِ آفتاب

در تمنای حصولِ جامِ بزمِ عیشِ تو
گشت ارزان بادهٔ لعلِ گرانِ آفتاب

شاه بهرِ ذرهٔ عالم ز فیضِ عامِ خود
سایه افگنده چو تو بیکرانِ آفتاب

از نظارهٔ دیده مستست از کیفِ عشق
خونِ دل گردد شرابِ ارغوانِ آفتاب

گشته عالم را ز جودِ تو چنان حاصل غنا
کس نمی گردد گهی بالانِ نانِ آفتاب

چون نه نازم من که شاها از ضیای مدحِ تو
روشنی طبعِ من شد همزبانِ آفتاب

نیست کو بر روشنی طبعِ من تحسین کند
زین جهان رفت است عیسی در جهانِ آفتاب

از ضیای فیضِ مدحت ای ممدوحِ شرف
شهرهٔ آفاق گردیدم بسانِ آفتاب

وصفِ آصف حد ندارد ای معلی بر دعا
مختصر کن این بیانِ داستانِ آفتاب

آفتابِ عمر و اقبالِ تو ای شاهِ دکن
باد تابان هست تا دورِ زمانِ آفتاب

باد عالم بہرہ یاب از فیضِ خوانِ نعمتت — بر سماطِ چرخ تا باقیست نانِ آفتاب
باد زیرِ تیغِ قہرت گردنِ اعدائے تو — ہست تا تیرِ شعاعی در کمانِ آفتاب
جشنِ سالِ مولدِ تو اے شہِ ملک کن — باد صد چل سال تا دورِ زمانِ آفتاب

بر سرِ اولاد و اعیاں باش قائم بامراد
ہست قائم درجہاں تا عز و شانِ آفتاب

در مدح حضرت غفران مکاں علیہ الرحمہ

حمدِ خدا کز و گلِ ہستی بہار یافت — صد رنگِ تازگی چمنِ روزگار یافت
حیوان و جن و انس و ملک جامد و نبات — از ذکرِ او وظیفۂ لیل و نہار یافت
ہم نعت آنکہ از پے ایجادِ جملہ خلق — ذاتش مدارِ کارِ دو عالم قرار یافت
آں شافعی کہ حامیِ کارِ نجاتِ ماست — تسکیں بروزِ حشر از و جانِ ما نزار یافت
از حرمتِ طفیلِ صحابہ و آلِ او — دل ہرچہ خواست از کرمِ کردگار یافت
بر بندگاں مواہبِ احسان و نعمتش — ہر چند از دہاں نتوانند شمار یافت
آرے عطائے او چہ شمارد بدل کسے — در ضمنِ نعمتے چو کرم صد ہزار یافت
عادل شہے کہ کرد مقرر برائے ما — بہتر ازو کسے نتواں شہریار یافت
شاہے کہ ہست رستمِ دوراں خطابِ او — از بندگیِ او شرف اسفندیار یافت

در عهدِ تو رسیده به فیروز طالعی — بر روزگارها شرف این روزگار یافت

در نامِ تو چو نسبتِ محبوب با علی است — تیغِ تو در غزا مدد از ذوالفقار یافت

اصلاح ها ز غصهٔ گرم چو برقِ تو — طور که خلق منفعتِ ریل و تار یافت

از شاخِ خشک میوهٔ تر برگ نو دمید — قوت چو نامیه ز رشهٔ نمدار یافت

آوازهٔ عدالتِ تو شهره چون فگند — کسری بغیر گور نه جائے قرار یافت

مطلع دوم

یک ذره هم بدل نه خلش ز رکار یافت — گل گرچه جائے خویش به پهلوئے خار یافت

گنجِ هنر که بود نهان زیرِ خاکِ جهل — [illegible] درین زمانه بدل آشکار یافت

گردید از و بهر معطر مشامِ جان — چون بوئے زلفِ نافهٔ مشکِ تتار یافت

زیباست ناز ما در گیتی اگر کند — زیرا که مثلِ تو خلفے در کنار یافت

از پائے نغز و هر چه پرواست زانکه شاه — در راهِ شرعِ حق قدم استوار یافت

از چشمِ بد عدوئے تو چون هیبتِ تو دید — جائے قرار او نه مرقد قرار یافت

هر احتیاج مند که آمد به پیشِ تو — هر حاجتے که داشت بلا انتظار یافت

از باعثِ عدالتِ تو اے شهِ نظام — هر انتظامِ ملک بمرکز قرار یافت

نامِ تو گرچه آصف جاه است در خطاب — حکمِ تو همچو حکمِ سلیمانی قرار یافت

از بندِ تیغِ تست عیان فتحِ جنگ ها — نصرت ز حق معرکهٔ کارزار یافت

در هر ممالکی که شه است مظفر چو ذاتِ تو / سالاری سپاهِ وفادار یار یافت

رخشِ تو از تبخترِ شوکت دمِ خرام / نازد بخویشتن که چو تو شهسوار یافت

فیلِ سواری تو به فیضِ قدوم تو / اصحابِ فیل در نظرِ خویش خوار یافت

از فیضِ جود و بخشش تو در جهاں کسے / محتاجِ هیچ کس نه بملک و دیار یافت

دارد کلاه گوشهٔ فخرش بر آسماں / از لطف تو هر آنکه بدربار بار یافت

بادا وجودِ دشمن تو پاے مالِ او / در دوستی هر آنکه قدم استوار یافت

خالی چو داشت دستِ طلب از عطاے تو / زاں رو شرارِ آتشِ حسرت چنار یافت

چه کند شمارِ بخششِ بے انتہاے تو / هر کس که مال و گنج و گهر بے شمار یافت

سفتم به نظم چوں درِ مضمونِ مدحِ تو / هر نقطه آب و تابِ درِ شاهوار یافت

در نظمِ کار از همه شد پیشِ کارِ او / چوں خلعتِ وزارتِ تو پیشکار یافت

در حسنِ انتخاب شها بختِ یاورت / دستور هم مدبّر و عالی وقار یافت

وصفش ز حد فزوں است معلّی بکن دعا / دل مژدهٔ قبول ز پروردگار یافت

دستِ دعا بصدق بسوئے فلک فراشت / از حق چو ایں نوید دلِ بیقرار یافت

یارب بده نوید که عمرِ شهِ دکن / تعدادِ سال گره فزوں از شمار یافت

هر آرزوئے او که بود نفع بخشِ او / مقصودِ دل ز رحمتِ پروردگار یافت

یارب بده بشارتِ آں هم بگوشِ من / شه حاجتے که داشت بلا انتظار یافت

بهرِ فزودِ دولت و اقبال و عمرِ شه / با فالِ نیک مژده دلم بار بار یافت

در مدح نواب انتظام جنگ بهادر

رسید مژده که نواب مستطاب آمد / سپهر جود امیر فلک جناب آمد
گره کشای عقود مراصد عالم / کلید قفل فتوحات شیخ و شاب آمد
انیس غمزده‌ها مونس شکسته دلان / ظهیر گوشه نشینان روان جواب آمد
دماغ‌ها نشود چون بطیب عطر اندوز / که از دیار ختن بوی مشکناب آمد
برای رد شیاطین گروه کفره / ز اوج فضل خدا ناوک شهاب آمد
پیمبری ز خداوند رتبه آمد حق / برای تصفیه ملک با کتاب آمد
شد از سموم جهان خشکزار چون آن ملک / برای نزهت سرسبزیش سحاب آمد
سپید دیده شد از انتظار عالم را / ولیک ز آنچه فیض او شتاب آمد
کباب شد جگر از آتش توقف او / اگرچه زودتر از نشئه شراب آمد
سپه سپاه فرنگ انتظام جنگ دلیر / برای صید عصافیر چون عقاب آمد
هزار لشکر خانخانها در دوران / بعون بخت پاک کامیاب آمد
نشسته بود محبتش را ز روی خمول / کنون ز پرده برون آفتاب آمد
بهر کجا که درین انجمن بود بدخواهش / چو شاخ بید ز رعشش در اضطراب آمد
چو گل شکفته شگفتی دل از نسیم کسی / که قطب دوله ز دولها با خطاب آمد

قطعہ

صلی اللہ علیہ وسلم

اے جلوۂ نورِ کبریائی
زیبندہ شانِ مصطفائی
ہرچند نہ گویمت خدائی
لیکن ز خدا نہ ہم جدائی

قطعاتِ عید

بدہر زآمدِ عید صیام دل شاد است
زمقدمش دلِ مومن مسرت آباد است
بمومنین ز طفیلِ صلوٰۃ و صوم و زکوٰۃ
ورودِ رحمتِ حق دولتِ خدا داد است

دیگر

مہِ صیام چو بگذشت روز عید آمد
بشارتِ شرف از بہر ما پدید آمد
بفضلِ حضرتِ حق از ادائے صوم و صلوٰۃ
نویدِ اجر پئے مومنِ سعید آمد

دیگر

نویدِ آمدِ عید مہِ صیام آمد
بشارتِ شرف و فضل در انام رسید
طفیلِ صوم و صلوٰۃ از خزینۂ رحمت
مرادِ خاطرِ اربابِ دیں بکام رسید

قطعات تواریخ

تاریخ تخت نشینی حضرت غفران مکان علیه الرحمه

چو آمد میر محبوب علیخان (غفران مکان) | ز مهد ناز بر اورنگ شاهی
معلی گفت تاریخ جلوسش | بماند قایم این ظل الٰهی ۱۲۸۵ھ

در تهنیت جشن جوبلی چهل ساله حضرت غفران مکان علیه الرحمه

جشن چهل ساله مبارک جوبلی شهریار | شد درین ایام از فضل خدای لایزال
در سنِ فصلی معلی هاتفِ غیبی به من | عمر شه تا یکصد و سی سالها واگفت سال ۱۳۱۵ف

تاریخ آوردن ریل در مدینه منوره به عهد خلیفة المسلمین سلطان عبدالحمید خان فرمانروای ترک دولت عثمانیه

در جاری ریل در ملک عرب | چون شه عبدالحمید ذی کرم
مصرع تاریخش معلی گفت دل | شد مشرف از مدینه ریل هم ۱۳۲۶ھ

تاریخ ورود حضور اعلیٰحضرت سلطانِ دکن خلد الله ملکه بمقام راجور و ورنگل و احمد نگر با نه و لیعهدی

الغرض معلی تا صفت خود بر اهلِ ملک | شهزاده بهادرِ عالی به نیک فال

سالِ قدومِ نیک معلیٰ نمود عرض | راجو رہ شد ز مقدم شہزادہ باکمال
۱۳ھ ۲۱

تاریخ طبع رسالہ اثبات مولود مصنفہ حضرت مولانا فضیلت جنگ علیہ الرحمۃ استاد سلطان دکن خلد اللہ ملکہ

چو حضرت مولوی انوار اللہ | کتابِ عمدہ تر تصنیف فرمود
جزاک اللہ فی الدارین خیرا | کہ از مضمونِ او فرحت بیفزود
معلیٰ گفت سالِ طبعِ فضلی | جوابِ منکر و اثباتِ مولود
گر آں را از لب طاہر بخوانی | ہلالی سن شود حاصل ترا زود

۱۳ھ ۲۷

تاریخ تشریف آوری اعلحضرت امیر کابل سراج الملۃ والدین در ہندوستان

خوشا زماں کہ بہندوستان شہِ کابل | سراجِ ملت دیں آمدہ بشوکتِ جم
ز فرطِ شوق معلیٰ برائے سالِ قدوم | چہار بار (سحابِ کرم) بگفت دلم

۱۳ھ ۲۴

تاریخ کشیدگی چاہ بنا کردۂ مولوی عبد الواحد صاحب

بنا چوں کرد عبد الواحد ایں چاہ | کہ فیضش باقیاتِ الصالحات است
معلیٰ گفت تاریخ بنائش | زلالِ چشمۂ آبِ حیات است

۱۳ھ ۲۴

تاریخ انتقال نواب شمس الملک مغفور

گوئے اوصافِ نیک و خلقِ حسن — زجہاں چوں ربود شمس الملک
کن معلّیٰ سنِ وفات رقم — بجہاں رفت زود شمس الملک
۱۳۲۴ھ

تاریخ تعمیر مسجد بنا کردهٔ مولوی عبد الرحیم صاحب وکیل سمستانِ بالونچه

ہم اخوان دلا عبد الرحیم ایں — بنا چوں کرد از بہرِ عملِ خیر
معلّیٰ از لبِ آمین سنش گفت — جزاک اللہ فی الدارین الخیر
۱۳۲۴ھ +۱=۱۳۲۵

تاریخ طبع دیوان نعتیه مصنّفه مہاراجه سر یمین السلطنت بہادر شاد قبلا

وزیر ملکِ دکن چوں نعتِ شاهِ رسل — دُرِ معانی روشن بسلکِ مضموں سفت
دلِ معلّیٰ تاریخ طبعِ دیوانش — پسندِ خاطرِ شاهِ اُمم بود سن گفت
۱۳۲۵ھ

تاریخ سفر رحمت آباد ہمراہی حضرت فضیلت جنگ علیه الرحمه استادِ سلطانِ دکن خلد اللہ ملکه

چوں ز درگاهِ مکرّم شرف اندوز شدم — ہمرهٔ قبلهٔ دیں قدوهٔ اربابِ رشاد
کے معلّیٰ دلِ من فقرهٔ تاریخ سفر — گفت اللہ مبارک سفرِ رحمت آباد
۱۳۲۵ھ

تاریخ وفات حضرت مولانا مولوی مسیح الزمان خان صاحب قدس سره استاد حضرت غفران مکان علیه الرحمه

اے معلّیٰ چوں مسیحائے زماں — رفت از دنیا بسوئے خلد زود

دراداۓ بشکر تاریخ وفات	گفت روحش (یاغفور یا ودود) ۱۳ ۲۸

تاریخ انتقال اہلیہ مولوی حمید الزمان صاحب خلف حضرت مولوی مسیح الزمان خان علیہ الرحمہ بہ صنعت خلیہ

زوجۂ اہلیہ مولوی حمید زماں	بشوق دید لقا پیش کبریا آمد
شنیدم از لب اہل ارم ہمیں خوانش	بجلسہ گاہ جناں فضل انبیاء آمد

قطعہ تاریخ بصنعت خلیہ تخرجہ وفات حسرت آیات حضرت آصف سادس غفران مکان و تخت نشینی حضرت آصف سابع خلد اللہ ملکہ

رخت از شاہی اقلیم دکن	میر محبوب علی چوں بر بود
او برفت و بمقامش آمد	شاہ عثمان علی نیک وجود

تاریخ تشریف آوری حضرت آصف سابع خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ مسجد مکہ بغرض اداۓ نماز جمعہ زمانہ تخت نشینی

نظام ملک دکن شاہ آصف سابع	شدہ بحسن عمل رہنماۓ راہ ہدا
بہ بست و ہشتم ماہ صیام در مسجد	بیامد و بنموده اداۓ حکم خدا
چو گشت جان و دل اہل دین ازو خرسند	ازیں عمل شدہ بر روۓ دل زمانہ فدا
پس از دعاۓ فراواں سنش معلی گفت	شہ علیم صلوٰۃ جمعہ کرد ادا

تاریخ طبع حیات مسیح سوانح حضرت مولانا مسیح الزمان خان صاحب استاذ سلطان دکن غفران مکان مغفور علیہ الرحمہ

سانحات عمر استاد نظام
بهر تاریخش معلّٰی فی البدیه

گشت چون تالیف با حال صحیح
گفت سال و نام تاریخ ۳۰۰-۲۶ مسیح

دیگر

بهر فضل مولوی مظفر حسین خان
تاریخ او بگفت معلّی بمن سروش

تالیف چون نمود رساله نکو سرشت
احوال صدق و نیک مسیح الزمان نوشت
۱۳۲۹ھ

تاریخ عقد قاضی احمد الدین صاحب فرزند مولوی محمد حمید الدین صاحب برادر خرد حضرت مصنف

گشت چون عقد برادرزاده ام
معلّی سال تقریبش بگو

با عروس دخت عم مهر لقا
نیک آهنگ احمد الدین کتخدا
۱۳۲۹ھ

تاریخ مراجعت فرمائی حضور پرنور اعلیحضرت بندگانعالی حضرت آصف سابع سلطان دکن خلد الله ملکه از اجمیر شریف

از مزار خواجه اجمیر گشته مستفیض
معلّی عرض کردم مصرعه سال سفر

باز پس آمد شه ملک دکن مسرور شاد
واپس از اجمیر آمد شاه قیصر با مراد

۱۳۳۰ھ

تاریخ تشریف آوری حضرت آصف سابع خلد الله ملکه در مدرسهٔ نظامیه دکن

چو شد در مدرسه شه رونق افروز
کمان هر یک به تسلیمش شده خم

بگو سالِ قدومش اے معلّےٰ	بیا شاہا بیا باخیر مقدم
	۱۳۰۳ھ

اشعارِ متفرقہ

بجز ذاتِ قدیم خاصِ وے را
بقائے نیست حاصل ہیچ شئے را

میانِ انقلابِ دورِ گردوں
بخاک آرد سرِ کاؤس وکے را

بہ پندارا نیکہ مستِ بادۂ عشق
بجامِ جم فروشد جامِ مے را

ایکہ نام تو زبان را راحت است
ذکرِ تو روحِ روان را راحت است

فیضِ عشقِ تست فیض اوجہا
یادِ تو جانِ جہاں را راحت است

شب گزشتہ نہ تنہا زتپ بدن میسوخت
دلم ز سوزِ تو چوں شمعِ انجمن میسوخت

ز گرمیٔ نگہ یارِ آتشیں جولاں
چو شمع دوش ز سرتا بپائے من میسوخت

جاں بستۂ سلاسلِ زلفِ رسائے تست
مرغِ دلم اسیرِ کمندِ بلائے تست

چو قصدِ آمدنت بر مزارِ من باشد
بخلق موجبِ عز و وقارِ من باشد

دمے زیادِ رخ و زلفِ تو نیم غافل
ہمیں وظیفۂ لیل و نہارِ من باشد

صبا چو وقتِ سحر از مدینہ می آید
بہارِ تازہ بگلزارِ سینہ می آید

بطوفِ گنبدِ خضرائے سیّدِ عالم
خوشا دلیکہ ز سرتا بزینہ می آید

خاکِ من بے سبب اے یار مریز
رنگِ حسرت بدلِ زار مریز

طائرِ دل کہ پرد بر اوجِ ہنگامِ شباب
وقتِ شب ہمچو مرغِ نہاں در زمین میشود

ترکِ اسبابِ جهان دررهٔ جانان کردم
خوب سامانِ دلِ بی سروسامان کردم

به ذکرِ حق دلِ منصور وا رمیدارم
مدام وردِ زبان نامِ یار میدارم

سرِ مشتاق خم با حمدِ رب کن
فدای نامِ سلطانِ عرب کن

بگوشِ من کند القابِ شیرین مقالِ من
بکن فیضِ نگاه خویش را محوِ خیالِ من

شدم غرقِ گناهان ای مه صاحب کمالِ من
نگاهی کن به لطفِ خویشتن بر خسته حالِ من

بگوشِ من همی گوید بتِ شیرین مقالِ من
که جز فانی شدن حاصل نمیگردد وصالِ من

بیانِ حسنِ او چه کند زبانِ کجِ مقالِ من
که وصفِ او بیرون است از حدِ وهم و گمانِ من

اینکه دردِ تو دوای جانِ من
کفرِ تو سرمایهٔ ایمانِ من

شرحِ حالِ بی نهایت وصفِ تو
هست بیرون از حدِ امکانِ من

ای گلبنِ زیبندهٔ گلزارِ خدائی
گویم نه خدایت مگر از وی نه جدائی

ای آنکه ز روی تو عیان شانِ خدائی
حسنیکه تو داری بکس آن را نه نمائی

هر کجا یاری رود خود را
همچو سایه ردیف گردیمش

هست این دیو نفس رهزنِ دین
بریاضت ضعیف گردیمش

نعتِ دلبر بهارِ عیش و طرب
ای معلی خریف کردیمش

مناجات بدرگاہِ ربُّ الحاجات

اے کریمِ کارسازِ بے نیاز — درمصیبت بندگان را چارہ ساز
ما ہمہ محتاجِ درگاہِ توایم — چوں گدا استادہ برراہِ توایم
گرچہ آلودہ گناہان ایم ما — لیک برامید احسانیم ما
انچہ احسان ہا نمودی ز ابتدا — آن عنایت ہا ندارند انتہا
حد ندارد رحمت و اکرام تو — جیبِ عصیاں پیشِ لطفِ عام تو
بے طلب مارا عطا کردی وجود — ازعنایاتِ خود اے ربِّ ودود
در عدم برما عطائے بے شمار — ازکرم کردی تو اے پروردگار
در سبب مارا سبب ہم توئی — جام ایں جملہ جہاں راجم توئی
لیک شکر تو نہ کردم ہیچگاہ — وائے برفعلِ من و حالِ تباہ
در غلامانِ حبیبِ خود مرا — آفریدی اے شہِ ارض و سما
در گروہِ اہلِ سُنت نام زد — ہم مرا کردی تو اے ربِّ صمد
حبِ اہلِ بیت و اکرامِ بتول — الفتِ اصحاب و اولادِ رسولؐ
در دلم محکم تو کردی از کرم — شاملم کردی بسلکِ غوثؒ ہم
پیر ہم دادی جوان بخت و کریم — عالمِ شرع و طریقت مستقیم
حامیٔ شرع و طریقت راپناہ — ازجبینش طاہر انوارِ الٰہ[1]
بازر و مال اندریں دنیائے دوں — عزت و جاہم عطا کردی فزوں

[1] حضرت مولوی حاجی حافظ محمد انوار اللہ صاحب فضیلت جنگ علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُناجات

اے کریم کارساز بے نیاز — واقف مقصود دل داناے راز
ذاتِ تو منّان و غفار الذنوب — خالق و رزّاق ستّار العیوب
رحم کن بر حالِ زار اہلِ دیں — از طفیلِ شاہِ ختم المرسلیں
جز درِ تو نیست چوں جائے دگر — از کجا آریم ماوائے دگر
گردن از بار گنہ خم می شود — شرم دامنگیر ہر دم می شود
در دہن گرچہ زباں داریم ما — مہرِ خجلت بر دہاں داریم ما
واقفِ رازِ دلِ ہر کس توئی — حسب قول مولوی معنوی
ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو — ایمنی از تو مہابت ہم ز تو
نخلِ حاجت را ثمر بخشیدئی — ہم دعا را تو اثر بخشیدئی
ہست بر عالم کشادہ خوان تو — درد و درماں جملہ در فرمان تو
بر در آمد بندۂ بگریختہ — آبروے خود بعصیاں ریختہ
تو علیمی تو کریمی اے رحیم — جرمِ ما را بخش اے ربّ کریم

شہ نظام الملک آصف جاہ ما   تا صد و سی سال ماند شاہ ما
زیر ظل او ہمہ اولاد او   شادمان مانند ہم احفاد او
تخت و تاج او بود قائم بدہر   باد ملک و جاہ او دائم بدہر
خیر خواہان و ہمہ اعیان او   شاد و خوش مانند در فرمان او
بانئ مجلس و جملہ حاضرین   جملہ خدام شفیع المذنبین
گردد الطاف تو یار ما ہمہ   نیک باد انجام کار ما ہمہ

عرض ما را اے خدا مقبول کن
از معلی این دعا مقبول کن

آمین ثم آمین

تمت بالخیر

تقریظ

عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت کے سی ایس آئی مشیر سابق و وزیر اعظم سرکار عالی حیدرآباد دکن دام اقبالہ

ہمارے دکن کے مجلس شعراء میں جہاں نامی شعراء بزم افروز ہوتے رہے ہیں انہیں روشن دماغوں سے شبستان سخن کے روشن چراغ ہمارے مولانا **محمد مظفر الدین معلیٰ** بھی تھے جو استاد سخن شیخ حفیظ علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید تھے شیخ حفیظ فقیر کے جد امجد مہاراجہ چندولال کے دربار کے نامی شعراء کے گروہ میں ممتاز تھے ان کا کلام افسوس ہے کہ جمع نہیں ہوا چیدہ چیدہ اشعار لوگوں کی زبانوں پر رہ گئے ہیں۔ معلیٰ مرحوم سے فقیر کو ابتدائے سخن گوئی میں تلمذ تھا **معلیٰ** مرحوم باخدا نہایت خلیق حلیم الطبع ذی مروت اور علم دوست تھے تین مرتبہ حج بیت اللہ اور چار مرتبہ مدینۂ منورہ کی زیارت سے شرف حاصل کیا تھا بڑے متقی پرہیزگار اور شب بیدار تھے نماز پنجگانہ تو ان کا فریضہ تھا مگر تہجد کو بھی کبھی قضا نہیں کیا۔ آپ کی صحبت میں فقراء ابرار علمائے باعمل و شعرائے نازک خیال کا مجمع رہتا تھا۔

آپ کی محفل بلا لحاظ مذہب و ملت نہایت وسیع تھی۔ سرمایۂ علمی آپ کی گرانقدر زندگی کا راس المال تھا حضرت معلیٰ نے ۸۰ سال کی عمر پائی اور ۲۶ شوال ۱۳۳۵ھ پنجشنبہ کی رات میں گیارہ بجے راہی عالم بقا ہوئے حضرت معلیٰ نے اپنے انتقال کی تاریخ خود فرمائی تھی وہ یہ ہے۔

اے معلیٰ گرچہ ہوں عصیاں میں غرق
رحمتی سبقت علیٰ غضبی عیاں
کہ اسی رحمت کی سبقت کے سبب
رب کریم اور ہیں حبیبؐ اس کے کریم
جاں نکلکر جسم سے کہتی ہے سن

رحمت خالق پہ تکیہ ہے میرا
بہر بخشایش وثیقہ ہے میرا
شافع محشر وسیلہ ہے میرا
دو کریموں پر بھروسہ ہے میرا
بخشنے والا اب اللہ ہے میرا
۱۳۳۵ھ

حضرت معلیٰ طبعاً شاعر ہونیکے علاوہ عروض میں ایک حد تک تبحر رکھتے تھے۔ آپ نے درد بھرا دِل پایا تھا۔ کلام میں عجیب سوز و گداز اور جذبات کے اثرات ہر ایک بات سے پیدا تھے آپ کا دیوان تین حصوں پر منقسم ہے۔ حصہ اول اردو نعتیہ۔ حصہ دوم اردو عشقیہ۔ قصائد مدحیہ۔ قطعات مناجات وغیرہ۔ حصۂ سوم فارسی۔ محمد ریاض الدین علی ریاض فرزند رشید حضرت معلیٰ مرحوم مستحق شکریہ ہیں جنھوں نے اپنی سعیٔ بلیغ سے اپنے والد ماجد کی تصنیف پریشان کو ایک جگہ جمع کر دیا اور دیوان کی صورت میں چھپوا کر سلک کے سامنے پیش کیا ہے۔

قطعۂ تاریخ طبع دیوان

معلیٰ کا دیوان اعلیٰ چھپا ہے
جو پوچھے کوئی سال تاریخ اس کی

لطیف و فصیح و بلیغ و سلیس
کہو شاد نظم معلیٰ نفیس

۱۳ ہجری

قطعۂ تاریخ طبع دیوان از جلیل القدر جناب مولوی حافظ جلیل حسن صاحب جلیل المتخلص جلیل فصاحت جنگ بہادر

خوشا فکر معجز نظام معلیٰ
خورشید افزوں فروغ معالی
زانوار دیوان والاست روشن
چہ عنقائے مضموں چہ مرغان دلہا
چہ سکش چہ دردی چہ سرشار حالی
جلیل ایں چنیں گفت تاریخ طبعش

زہے چشمۂ فیض عام معلیٰ
زگردوں بلند است نام معلیٰ
کہ ایں است ماہ تمام معلیٰ
ہمہ اوفتادہ بدام معلیٰ
ہمہ مست صہبائے جام معلیٰ
کہ الہام غیبی کلام معلیٰ

۱۳ ہجری

دیگر

مزہ آتش تر کا دیتا ہے کیا کیا
جلیل اس کی تاریخ مستانہ کہیے

ہر اک گرم مضمون نظم معلیٰ
یہ ہے جام گلگون نظم معلیٰ

۱۳ ہجری ۴۰

خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان نتیجۂ فکر حضرت مولانا شاہ سید حسین محمد الحسینی صاحب مد ظلہ المتخلص خسرو سجادہ روضۂ حضرت خواجگان

ریاضِ معلّٰی کے ہر شعر کو	بجا ہے جو الہامِ غیبی کہو
محبت بھرے دل کے اسرار ہیں	کلام ایسا کیوں کر نہ مقبول ہو
کیا تم نے یہ کام اچھا ریاض	دعا ہے کہ دارین میں خوش رہو
سن طبع دیوان کہا خسرو نے	ریاضِ معلّٰی ہمایوں نخو ۱۳۴۱ھ

از جناب مولوی حکیم عاشق حسین صاحب ہاتف مد ظلہ

دل کشا ہے ریاضِ خوش اسلوب	تازہ تر ہے چمن معلّٰی کا
طبع کا سال ہے یہی ہاتف	دل نشیں ہے سخن معلّٰی کا ۱۳۴۱

قطعات تاریخ نتیجہ فکر شیریں کلام مشہور انام مولوی سید عبد الغفور صاحب جعفری چشتی قادری نقشبندی ورسہری دمغربی المتخلص ضرغام برادر مولوی حضرت معلّٰی علیہ الرحمۃ

چو گلزارِ اشعار دیدم بدیدم	بہ گلگشت چوں نزد حافظ مصلّٰی
سن طبع مطبوع ضرغام آمد	بگو نیک دیوان ریاضِ معلّٰی ۱۳۴۱ھ

دوسرا قطعہ

شدہ چاپ دیواں چو گلہائے تازہ	بافضال و الطاف ایزد تعالے
سن فصلی بنوشت ضرغام طرفہ	پسندیدہ دلہا ریاضِ معلّٰی ۱۳۳۱ ف

تیسرا قطعہ

چھپا جب یہ دیوان تو دل نے کہا
ہے ضرغام سنہ صوری و معنوی

سراپا یہ شایانِ نقد ہیں ہے
دو سنہ زیب تیرہ سو اکتیس ہے
۱۳۳۱ ف ۱۳۱۴

چوتھا قطعہ

ہے معلّی کا معلّے سر بسر دیوان چھپا
طبع کا سنہ کہدے اے ضرغام صوری معنوی

حبذا تصنیف نیکو مرحبا بر حال طبع
تیرہ سو چالیس ہجری ہے معلّے سالِ طبع
۱۳۴۰

قطعہ تاریخ طبع از حضرت مولوی محمد سعد الدین صاحب قبلہ المتخلص سعد جاگیردار بردر حقیقی حضرت معلّی علیہ الرحمہ

دیوانِ معلّے کی تعریف یہ ادنیٰ ہے
ہر شعر بجائے خود اعلیٰ سے بھی اعلیٰ ہے

انداز بیاں دلکش پھر اس پہ زباں شستہ
سب کچھ ہے غرض اس میں ہر رنگ کیوں کیا ہے

آورد میں آمد ہے - آمد میں اثر پنہاں
نیرنگی مضموں میں اک وسعت معنیٰ ہے

ہر حرف نگینہ ہے بس خاتم مضموں کا
الفاظ کی بندش بھی سونے پہ سہاگا ہے

آئینِ محبت کا آئینہ اسے کہئے
حیرانیٔ عاشق کا بے مثل سراپا ہے

حسن اور محبت کے منظوم کرشمے ہیں
حالِ دل مجنوں ہے وصفِ رخ لیلیٰ ہے

بے شبہ حقائق کا ملتا ہے سبق اس سے
دریائے معارف کا گویا دُرِ یکتا ہے

عشاقِ حقیقی ہے نعت شہ دیں اس کا
دیرینہ ریاضت کا مقبول نتیجا ہے

اسرار نہاں بیشک ہوتے ہیں عیاں اس سے
الفاظ کی کثرت میں وحدت کا معمّا ہے

اصلاح عقائد کی کرتا ہے بہر صورت
ایمان کا حامی ہے خضر رہ عقبیٰ ہے

تاریخ لکھی میں نے اے سعد یہ چھپنے کی
دیوانِ معلّا کیا فیضانِ معلا ہے
۱۳۴۰

نتیجہ فکر جناب صوفی مولوی مشرف علی صاحب مشرف ساکن سکندرآباد تلمیذ حضرت معلّی علیہ الرحمہ

وہ استاد میرے جناب معلّٰی
نہیں ان کی تعریف کی مجھ میں قدرت
مرتب ہوا جب یہ دیوان ان کا
رکھا نام اس کا "ریاض معلّٰے"
کہا طبع کا سال میں نے مشرف

دکن کے بزرگوں میں اک نامور تھے
بیاں سے زیادہ ہیں اوصاف ان کے
نہایت تردد سے اور کوششوں سے
کہ تا ہوں معطر دماغ اس سے سب کے
ریاض معلّٰی کے گل ہیں یہ اچھے

قطعہ تاریخ طبع از جناب سید عبد اللہ اعظم حسینی صاحب المہر وکیل ضلع تلمیذ حضرت معلّٰی علیہ الرحمۃ

تجلی، مجاہد، ریاض اور رضوان
یہ اچھا نتیجہ ہے کوشش کا ان کی
سن طبع ہجری کہا میں نے آٹھ
معلّٰی کی یا چھوڑ کر لیں الف گر

ہیں چاروں جو فرزند حضرت معلّٰی
"ریاض معلّٰی" دکن میں جو نکلا
ہے عمومی معلّٰی کا یہ باغ اچھا
تو ہجری کا سنہ سال فصلی بھی ہوگا

قطعہ تاریخ طبع از جناب خواجہ شفیع حسن صاحب عارف فرزند ارجمند جناب ہاتف مد ظلہ

ریاض معلّٰی دکن میں چھپا
ہمیشہ رہے گی بہار ریاض
غزل فارسی اور اردو میں ہے
کہی خوب عارف نے تاریخ طبع

بدل جس کا مشتاق تھا اک جہاں
معلّٰی کا ہے گلشن بے خزاں
یہ اک گلستاں ہے یہ اک بوستاں
ریاض معلّٰی عزیز دلاں

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر مولوی محمد مجاہد الدین صاحب مجاہد فرزند حضرت معلّٰی علیہ الرحمۃ

بفضل خدا و طفیل محمد
مجاہد کہی میں نے تاریخ فصلی

چھپا جب یہ دیوان قبلہ گہ کا
ہوا طبع نیکو ریاض معلّٰی

صحت نامہ ریاض معلی حصہ نظم و دیباچہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۲	۹	یا یہ	یا یہ
۳	۵	نوائم	تائم
۳	۱	ہشت	بہشت
۳	۴	تہ مرکردہ	نہ مرگردد
۱۰	۱۰	اخلاص	خلاص
۲۰	۱۵	تواضع	تواضع
۲۲	۹	زلف	ز لفت
۲۹	۱۲	[illegible]	[illegible]
۳۶	۱۴	مرہم	مرہم
۳۳	۱۵	باغ	باغ دنیا
۳۸	۵	عداوت	عداوت از
۴۳	۱۰	ان شعلہ	از شعلہ
۴۴	۱۵	بلبل صفت نغمہ تو	چو بلبل چمن صفت نغمہ تو
۴۶	۱۳	وصف دستار	وصف ستاری
۴۸	۳	طلاطم	تلاطم
۵۱	۱۱	پژرد	پژرد
۵۶	۷	بحق در	بحق دور
۵۶	۱۵	بہار	بہارے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۸	۸	نفسے	قدسے
۶۳	۱۳	سشتہ نظام	قطام ملک
۶۰	۷	صیام آمد	صیام رسید
۴۰	۵	۱۵-۱۳	۲۵ ۱۳
۴۰	۲	تاریخ مسیح	تاریخ مسیح
		۲۶ ۱۳	۲۹ ۱۳
۴۳	۱۴	ضرب	طرب

صحت نامہ دیباچہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۹		[illegible]
۵	۵	ملکہ	[illegible]
۱۰	۲۱	اسرار اقدس	[illegible]
۱۱	۱۹	حضرت علی	حضرت [illegible]
۱۳	۱۴	وا	[illegible]
۱۹	۱	کہ	اور
۲۲	۱۰	پہچانتے	پہچانے
۲۰	۳	حمایت نامہ اسلام	حمایت [illegible]
۳۰	۲۱	دل سے دور	دل سے [illegible]
جزو دوم ۵۵	۱۲	جس ان	جس ان